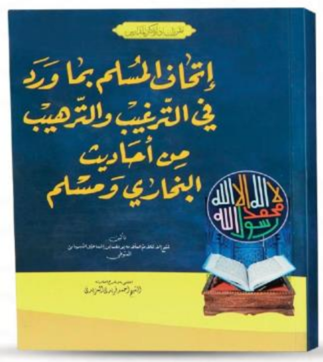
کنزالمدارس بورڈ کے نصاب میں شامل حدیث شریف کی کتاب

اتحاف المسلم آسان فہم

اردو ترجمہ و شرح

بفیضان نظر: استاد محترم حضرت علامہ علی حید رعطاری مدنی

از مرتب وکمپوزر: محمد افضل رضا عطاری باب الاسلام سندھ، گھوٹکی



اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

- کتاب الایمان تا کتاب الصدقات
- کتاب قرآۃ القرآن
- کتاب الذکر والدعاء
- کتاب الجہاد

شعبہ: (فیضان آن لائن اکیڈمی دعوت اسلامی)

اتحاف المسلم آسان فہم

اردو ترجمہ و شرح

بفیضان نظر: استاد محترم حضرت علامہ علی حیدر عطاری مدنی

از مرتب و کمپوزر: محمد افضل رضا عطاری باب الِاسلام سندھ گھوٹکی

شعبہ : (فیضان آن لائن اکیڈمی دعوت اسلامی)

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے :

- **کتاب الِایمان تا کتاب الصدقات**
- **کتاب قرآۃ القرآن**
- **کتاب الذکر و الدعاء**
- **کتاب الجہاد**
- **سوالات**

مصنف علیہ الرحمہ کا تعارف:

نام، کنیت، تاریخ پیدائش :

عارِف باللہ، علامہ یوسف بن اسماعیل نَبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانی زبردست عاشقِ رسول، ولی اللہ اور عظیم عالِمِ دین تھے۔آپ کی پیدائش فلسطین کے ایک علاقے نَبہان میں ہوئی اسی نسبت سے آپ کو نَبہانی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اپنا سنِ پیدائش 1265ھ بمطابق 1849ء لکھا ہے۔ (الشرف المؤبد لآل محمد مترجم، مقدمہ، ص5)

حصولِ تعلیم:

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابتدائی تعلیم (Primary Education) اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی، اس کے بعد جامعۃ الازھر میں داخلہ لیا اور وہاں سے علومِ دینیہ کی تکمیل فرمائی۔ پھر آپ نے اپنے علاقے میں درس و تدریس کا آغاز فرمایا۔ اس دوران بیروت، ترکی، عراق اور شام کا سفر بھی فرماتے رہے جہاں مختلف علما سے ملاقاتیں رہیں۔آپ بیروت کے وزیرِ انصاف رہے۔ (سبیل النجاۃ ، ترجمۃ المؤلف، ص 10)

تاریخ وفات :

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے طویل عرصہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وّتعظیماً میں قیام فرمایا۔ آخری عُمر میں بیروت تشریف لے آئے اور وہیں 1350ھ بمطابق 1932ء میں وصال فرمایا۔ (سبیل النجاۃ ، ترجمۃ المؤلف، ص 10)

کُتُب:

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کثیرُ التصانیف بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی کُتُب کے ذریعے اسلامی عقائد کی وضاحت فرمائی اور نئے فتنوں کا ردّ فرمایا نیز عظمتِ مصطفٰے پر بھی کئی کتب تحریر کیں۔

چند کتب کے نام یہ ہیں:

حُجَّۃُ اللہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ فِیْ مُعْجِزَاتِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ *جَوَاہِرُ الْبِحَارِ فِیْ فَضَائِلِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ *جَامِعُ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاء *سَبِیْلُ النَّجَاۃِ *اِتِّحَافُ الْمُسْلِمِ *شَوَاہِدُ الْحَقِّ *سَعَادَۃُ الدَّارَیْنِ *اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ *اَلْفَتْحُ الْکَبِیْرُ فِیْ ضَمِّ الزِّیَادَاتِ اِلَی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ *اَلشَّرَفُ الْمُؤَبَّدِلِآلِ مُحَمَّدٍاور مَجْمُوْعُ اَرْبَعِیْنَاتٍ۔

آپ علیہ الرحمہ کی شاعری:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک قادرُ الکلام شاعر بھی تھے۔ فنِّ شاعری کو بھی آپ نے اسلام کی خدمت کے لئے استعمال فرمایا۔اشعار کی صورت میں ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابل پیش کیا ہے اور اسلام کی حقّانیت کو ثابت فرمایا ہے۔ اس کتاب کا نام **"اَلرَّائِیَۃُ الْکُبْرٰی"** ہے۔ اسی طرح آپ نے اشعار میں ایک اور کتاب **"اَلرَّائِیَۃُ الصُّغْرٰی"** کے نام سے لکھی ہے جس میں آپ نے عرب دنیا کے بد عقیدہ گروہوں کا رد فرمایاہے۔اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو اور آپ کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

آپ علیہ الرحمہ اوراعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ہم عصر ہیں ۔اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت سے آپ کی ملاقات تو ثابت نہیں لیکن علمِ غیب کے موضوع پر اعلی حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی عظیم الشّان کتاب اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّہ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّہ پر آپ کی تقریظ شامل ہے۔ جس میں امام ِاہلِ سنت علیہ رحمۃ رب العزت کو الامامُ الکبیر کے لقب سے یاد کیا ہےاور اس کتاب کونفع بخش، سچّی اور بہت مضبوط دلائل پر مشتمل ارشاد فرمایا۔ (رفع الریب عما نال المصطفٰی من علم الغیب،ص 138،ملخصاً)

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم۔

﴾ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿

کتاب الِایمان

حدیثِ مبارکہ:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہم اقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:اِنْطَلَقَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَتّٰی اَوَاھُمُ الْمَبِیْتُ اِلٰی غَارٍ فَدَخَلُوْہُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَۃٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَیْھِم الْغَارَ، فَقَالُوْا اِنَّہٗ لَایُنْجِیْکُمْ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوْاللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِکُمْ۔قَالَ رَجُلٌ مِنْھُمْ: اللہم کَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَکُنْتُ لَا اَغْبِقُ اَھْلًا وَلَا مَالًا فَنَأٰی بِیْ طَلَبُ الشَّجَرِ یَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَیْہِم ا حَتّٰی نَامَا فَحَلَبْتُ لَھُمَا غَبُوْقَھُمَا فَوَجَدْتُھُمَا نَائِمَیْنِ، فَکَرِھْتُ اَنْ اُوْقِظَھُمَا و اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَھُمَا اَھْلًا اَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدْحُ عَلٰی یَدِیْ اَنْتَظِرُ اِسْتِیْقَاظَھُمَاحَتّٰی بَرَقَ الْفَجْرُ، وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِیَّ، فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَھُمَا،اللّٰھُمَّ !اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجھِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ مِنْ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃِ۔ "فَانْفَرَجَتْ شَیْئًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْہُ،قَالَ الْاٰخَرُ:اللہم اِنَّہٗ کَانَتْ لِیْ اِبْ○نَۃُ عَمٍّ کَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ "کُنْتُ اُحِبُّھَا کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النساء"فَاَرَدْتُھَا عَلٰی نَفْسِھَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّیْ حَتّٰی اَلَمَّتْ بِھَا سَنَۃٌ مِنَ السِّنِیْنَ، فَجَاءَتْنِیْ فَاَعْطَیْتُھَا عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ دِیْنَارٍ عَلٰی اَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِھَا فَفَعَلَتْ حَتّٰی اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْھَا، وَفِیْ رِوَایَۃٍ " فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَیْنَ رِجْلَیْھَا " قَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّہٖ فَانْصَرَفْتُ عَنْھَا وَھِیَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَ تَرَکْتُ الذَّھَبَ الَّذِیْ اَعْطَیْتُھَا،اللّٰھُمَّ! اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ،فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَۃُ غَیْرَ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْھَا۔ وَقَالَ الثَّالِثُ:"اللہم اِسْتَأْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَیْتُھُمْ اَجْرَھُمْ غَیْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَکَ الَّذِیْ لَہٗ وَذَھَبَ فَثَمَّرْتُ اَجْرَہٗ حَتّٰی کَثُرَتْ مِنْہُ الْاَمْوَالُ،فَجَاءَنِیْ بَعْدَ حِیْنٍ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اَدِّ اِلَیَّ اَجْرِیْ، فَقُلْتُ:کُلُّ مَاتَرٰی مِنْ اَجْرِکَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِیْقِ، فَقَالَ:یَاعَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْتَھْزِئُ بِیْ! فَقُلْتُ:لَا اَسْتَھْزِئُ بِکَ، فَاَخَذَہٗ کُلَّہٗ فَاسْتَاقَہٗ فَلَمْ یَتْرُکْ مِنْہُ شَیْئً○ا،اللّٰھُمَّ!اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ "فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَۃُ فَخَرَجُوْا یَمْشُوْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ حدیث :

حضرتِ سَیِّدُنا اَبو عَبْدِ الرَّحْمٰن عَبْدُ اللّٰه بن عمر بن خَطّاب رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنْہم فرماتے ہیں :" میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :"گزشتہ زمانے میں تین شخص کہیں جارہے تھے جب رات ہوئی تو پناہ لینے کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے اچانک پہاڑ سے ایک چٹان گری جس نے غار کا منہ بند کردیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: اس مصیبت سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کریں۔ چنانچہ، ان میں سے ایک نے کہا :یا اللّٰه عزَّوَجَلَّ ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہو گئے تھے میں ان سے پہلے نہ تو اپنے اہل و عیال کو پینے کے لئے دودھ دیا کرتا تھا نہ ہی اپنے خادموں کو ، ایک دن میں درختوں کی تلاش میں بہت دور نکل گیا جب واپس آیا تو میرے والدین سو چکے تھے میں دودھ لے کر ان کے پاس آیا تو انہیں سویا ہوا پایا میں نے نہ تو انہیں جگانا مناسب سمجھا نہ ہی ان سے پہلے اہل وعیال میں سے کسی کو دینا پسند کیا ،بچے بھوک کی وجہ سے میرے پاؤں میں بِلبِلاتے رہے لیکن میں دودھ کا پیالہ لئے اپنے والدین کے پاس کھڑا رہا، جب صبح ہوئی تو میں نے انہیں دودھ پیش کیا ۔ یا اللّٰه عَزَّوَجَلّ! اگر میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! اس کی دعا سے چٹان کچھ سِرَک گئی ، لیکن ابھی اتنی جگہ نہ بنی تھی کہ وہ نکل سکتے ، پھر دوسرے نے کہا: یا اللّٰه عزَّوَجَلَّ ! مجھے

میرے چچا کی بیٹی لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے ایسی شدید محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے کرتے ہیں ،میں نے اس سے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا ، پھر وہ قحط میں مبتلا ہوئی تو میرے پاس آئی میں نے اس شرط پر اسے 120 دینا ر دیئے کہ وہ میری خواہش پوری کردے ، وہ مجبور تھی تیار ہوگئی ،جب میں اس کے ساتھ تنہائی میں گیا اور اس پر قابو پالیا (ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کی دونوں رانوں کے بیچ بیٹھ گیا) تو اس نے کہا : اللہ عزَّوَجَلَّ سے ڈر اور ناحق مُہر کو نہ توڑ (یعنی اس برے کام سے باز آجا) یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں بدکاری سے باز رہا، حالانکہ مجھے اس سے شدید محبت تھی، پھر میں نے ا س سے وہ دینا ر بھی واپس نہ لئے ،یا اللہ عزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فر ما !چٹان کچھ اور سَرَک گئی لیکن اب بھی وہ باہر نہ نکل سکتے تھے۔ تیسرے نے کہا :یا اللہ عزَّوَجَلَّ ! میں نے کچھ مزدوروں سے کام کروایا اور سب کی مزدوری دے دی لیکن ان میں سے ایک مزدور اُجرت چھوڑ کر چلا گیا، میں نے وہ تجارت میں لگا دی تو اس کی رقم بڑھتی رہی کچھ عرصہ بعد وہ آیا اور کہا : اے اللہ عزَّوَجَلَّ کے بندے !میری اجرت مجھے دے دے۔ میں نے کہا :یہ اونٹ، گائے، بکری ا ور غلام جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب تمہارے ہیں۔ اس نے کہا: اےاللہ عزَّوَجَلَّ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا : میں مذاق نہیں کر رہا یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ چنانچہ، وہ سب مال لے کر چلا گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ عزَّوَجَلَّ !اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما ! پس چٹان ہٹ گئی اور وہ تینوں باہر نکل کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے ۔

شرح حدیث

عَلَّامَہ اِبْنِ بَطَّال رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ شرحِ بخاری میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں : جو شخص سچی نیت سے اپنے اُن اعمال کے وسیلہ سے دعا مانگے جو اس نے خالص اللہ عزَّوَجَلّ کی رضا کے لئے کئے تھے تو اُمید ہے کہ اس کی دعا قبول ہوگی ، جب غار میں پھنسے لوگوں نے اپنے ان اعمال کے وسیلے سے دعا مانگی جو انہوں نے خالص رضائے الٰہی کے لئے کئے تھے اور انہوں نے امید کی کہ ان کے وسیلے سے غار کا منہ کھل جائے گا، تو اللہ عزَّوَجَلَّ نے ان کی دعا قبول فرماکر اُن پر فضل فرمایا اور انہیں غار سے نجات دی ۔ لہٰذا جس طرح اُن غار والوں کی دعا قبول ہوئی اسی طرح ہر اس شخص کی دعا قبول ہونے کی امید ہے کہ جو صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے عمل کرے ۔(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، ۹ /۱۹۳)

علامہ اَبُوْ زَکَرِیَّا یَحْیٰ بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں : پریشانی و غم کی حالت اور اِسْتِسْقَاء (بارش) وغیرہ کی دعا مانگتے وقت اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کرکے دعا مانگنا مستحب ہے ، اس لئے کہ غار والوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی دعا قبول ہوئی اور نبیِّ کریم ،رء وف رحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ واقعہ غار والوں کی تعریف وفضیلت میں بیان فرمایا۔ اس حدیث پاک میں والدین کے ساتھ حسن سلوک ، حرام کام پر قدرت کے باوجود اس سے بچنا ، امانت کی ادائیگی اور دیگر معاملات میں نرمی برتنے اور اِجارے کے جواز کا بیان ہے، اس حدیث پاک میں کراماتِ اولیا کا ثبوت بھی ہے اور یہ اہل حق کا مذہب ہے ۔ (شرح مسلم للنووی ،کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب قصۃ اصحاب الغار والتوسل بصالح الاعمال، ۹/ ۵۶، الجزء السابع عشر)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ ظَنَّ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ»	حضرت مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے یہ گمان کیا کہ انہیں نبی کریم ﷺ کے بعض دوسرے صحابہ پر فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کمزوروں کی دعا ، نماز ، اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔

(1) حدیث مبارکہ

ترجمہ

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّانَوٰی' فَمَنْ كَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ فَہِجْرَتُہٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ، وَمَنْ كَانَتْ ہِجْرَتُہٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَاَة يَنْكِحُهَا فَہِجْرَتُہٗ اِلٰى مَا ہَاجَرَ اِلَيْہِ۔(بخاری،کتاب بدء ا لوحي،باب كَيْفَ كَانَ بَدْئُ الْوَحْيِ...الخ،بتغیر قلیل،۱/۳۴، حدیث۵۴)	اَمیرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمرفاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مَدِینَۂ مُنَوَّرَہ،سردارِمَکَّۂ مُکَرَّمَہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"اعمال نِیَّت ہی پر ہیں ،ہرشخص کیلئے وہی ہے جو اُس نے نِیَّت کی،جس کی ہجرت اللہ اور رَسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت حُصُولِ دنیا یا کسی عورت کے لئے ہو جس سے وہ نکاح کرناچاہے تواس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

شرح حدیث

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!اس فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ دَرس ملا کہ اعمال کا ثواب نیّتوں پرموقوف ہے،جو اللہ عزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے گا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا اور جس کا عمل دنیا کے لئے ہوگا اسے کچھ ثواب نہ ملے گا بلکہ یہ عمل بعض صورتوں میں اس کیلئے وَبال بن جائے گا۔ حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی اور دوسرے آئمہ کرام رحمھُمُ اللہ السَّلَام فر ماتے ہیں کہ یہ حدیث ثُلُث اسلام (یعنی دین کاتہائی حصہ) ہے۔علامہ بدْرُ الدِّیْن مَحْمُوْد بِنْ اَحْمَد اَلْعَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْغَنِی نے فرمایا: کیونکہ اس حدیث میں نیّت کا بیان ہے اوراسلام کے اَحکام کی بجا آوری تین طرح سے ہوتی ہے (۱)قول سے (۲) فعل سے (۳) نیّت سے، لِہٰذا نیّت ایک تہائی اسلام ہے۔

عَنْ أُمِّ الْمُؤمِنِيْنَ أُمِّ عَبْدِاللهِ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَۃَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَائَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِہِم قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِہِم وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُم وَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُم ؟ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِہِم ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى	اُمُّ المومنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَافرماتی ہیں کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:"ایک لشکر کعبہ معظمہ پرحملہ کرے گا جب وہ "بَیْدَاء "کے مقام پرپہنچے گا تو انکے اگلے پچھلے سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا،اُمُّ المومنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں :"میں نے عرض کی، یا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انکے اگلے پچھلے سب کیسے دھنسا دیئے جائیں گے حالانکہ ان میں سے بعض

نِیَّاتِہِم۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ،ہٰذَ الَفْظُ الْبُخَارِيِ (بخاری،کتاب البیوع،باب ماذکرفی الِاسواق، ۲/۲۴، حدیث:۲۱۱۸)	تو دکاندار ہوں گے اور کچھ ان لشکریوں میں سے نہ ہوں گے ؟فرمایا:"انکے اول و آخر کو دھنسا دیا جائے گا پھر وہ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

شرح حدیث

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فیوض الباری میں فرماتے ہیں :''جناب عائشہ (رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا) کے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ خانہ کعبہ پر چڑھائی کی نیّت سے آئیں گے وہ تو مجرم تھے لیکن جن کی یہ نیّت نہ ہو بلکہ وہ صرف خرید و فروخت کے لئے آئے ہونگے یا جو مجبور و قیدی ہوں گے اورانہیں زبردستی لایا گیا ہوگا کیا انہیں بھی دھنسا دیا جائے گا؟ ارشادفرمایا،سب کو دھنسا دیا جائے گا، مطلب یہ ہے کہ جب سیلاب آتا ہے تو اچھے اور بُرے کی تفریق کئے بغیر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتاہے۔ اسی طرح ان سب کو بھی عذاب الٰہی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔البتہ بروزِ قیامت ہر شخص اپنی اپنی نیّت پراٹھایاجائے گا۔'' (ملخصاً فیوض الباری، ۸/ ۹۷)

معلوم ہواکہ اُخروی معاملات کاتَعَلُّق نیّت سے ہے۔دنیا میں جو عمل جس نیّت سے کیا گیا آخرت میں اسی کے مطابق جزا و سزا کا معاملہ ہوگا جیسا کہ حدیث مذکور میں اس لشکر کی مُتَعَلِّق ارشاد ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسکی نیّت کے مطابق معاملہ ہو گا۔اس لئے نیّت کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہواکہ گناہ گاروں کی صحبت باعثِ ہلاکت ہے۔جب گناہ گاروں پر عذابِ الٰہی آتا ہے تو ان کی صحبت میں رہنے والے بھی عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں اگرچہ وہ گناہ گارنہ ہوں لیکن گناہوں کی نحوست ضروران تک پہنچتی ہے ۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: '' اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِیْنَۃِ مَا سَلَکْنَا شِعْبًا وَّ لَا وَادِیًا اِلَّا وَہم مَعَنَا،حَبَسَہم الْعُذْرُ۔ رَاوہُ الْبُخَارِیْ	حضرتِ سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں :ہم رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہم راہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے فرمایا:"ہمارے پیچھے مدینے میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی اور وادی کو عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں انہیں عُذر(مجبوری)نے روک رکھا ہے۔

شرح حدیث

عَلاَّمَہ مُلاَّ عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْبَارِی مِرْقَاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ عُذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوسکے وہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں تو شریک ہیں لیکن مجاہدین کو ان پر فضیلت حاصل ہے وہ فضیلت دنیا میں مالِ غنیمت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی مدد کرنا ہے اور آخرت میں یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجاہدین کے درجات جہاد سے رہ جانے والوں کے درجات سے بڑھاد یئے ہیں۔

اس حدیث پاک سے اچھی نیّت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو صحابہ کرام عَلَیْہِم الرِّضْوَان جہاد میں جانے کی نیّت رکھتے تھے لیکن مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے انہیں اس سعادت سے محرومی پر بہت غم ہوا۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ان کی نیّت کا اخلاص اور جہاد چھوٹنے پر غمگین ہونا ایسا پسند آیا کہ انہیں بھی جہاد کا ثواب عطا فرما دیا۔ اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانی انہیں جہاد کے ثواب کی خوشخبری

سنائی۔ ہمارا پاک پَروَر دگار کتنا کریم ہے کہ اگراس کابندہ کسی نیک کام کی نیّت کرلے لیکن کسی مجبوری سے اس پر عمل پیرانہ ہوسکے تو اسے نیّت کی وجہ سے عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔پھر اس عمل کے چھوٹنے کی وجہ سے جتنا زیادہ افسوس وملال ہو اتنا ہی اجر بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ إِلٰی أَجْسَامِکُمْ وَلَا إِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ إِلٰی قُلُوْبِکُمْ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ "(مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ، ص ۱۳۸۷ ، حدیث: ۲۵۶۴)	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ عبدالرحمن بن صَخْر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ تو تمہارے جسموں کی طرف نظر کرتا ہے نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ وہ تو تمہارے دِلوں کو دیکھتا ہے۔

شرح حدیث

عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْبَارِی مِرقاۃ میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں :یعنی اللہ عزَّوَجَلَّ نظر اعتباری سے تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے ہاں تمہاری خوبصورتی وبد صورتی کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ وہ تمہارے اَموال کی طرف نظر فرماتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک ان کی قِلَّت و کَثْرت(کمی و زیادتی) کا کوئی اعتبار نہیں ،بلکہ دلوں میں موجود یقین،صِدق،اِخلاص،رِیا کاارادہ،شہرت اور بقیہ اَخلاقِ حَسَنَہ(اچھے اخلاق) اوراَخلاقِ سَیِّئَہ (برے اخلاق) کو دیکھتا ہے اور تمہارے اَعمال دیکھتا ہے یعنی ان کی اچھی بُری نیت کو اور پھر اس کے مطابق تمہیں اُن اعمال کی جزا عطا فرمائے گا۔ نِہایَہ میں ہے کہ یہاں ''نظر ''کامعنی پسندیدگی یارحمت ہے اس لئے کہ کسی پر نظر رکھنا محبت کی دلیل ہے جب کہ ترکِ نظر(نظر ہٹا لینا) غضب ونفرت کی علامت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، ۹/۱۷۴، تحت الحدیث:۵۳۱۴)

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہم عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالَ: " إِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ فَمَنْ ہم بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَااللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً،وَإِنْ ہم بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ إِلَی أَضْعَافٍ کَثِیْرَۃٍ وإِنْ ہم بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ	حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو الْعَبَّاس عبد اللّٰہ بن عباس بن عبد الْمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہم سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت،شمعِ بزمِ ہدایت،نَوشَہٗ بزمِ جنَّت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے رَبّ عزَّوَجَلَّ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :" بے شک اللّٰہ عزَّوَجَلَّ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر انہیں بیان فرمادیا ،پس جوکوئی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کر سکے تواللّٰہ عزَّوَجَلَّ اس کے نامۂ اعمال میں ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے ساتھ عمل بھی کرلے تو اللّٰہ عزَّوَجَلَّ دس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھتا ہے اور جب کوئی برائی کا ارادہ کرے لیکن پھر اس برائی سے

حَسَنَۃً کَامِلَۃً وَاِنْ ہم بِہَا فَعَمِلَہَا کَتَبَہَا اللّٰہُ سَیِّئَۃً وَاحِدَۃً مسلم بخاری	باز آجائے تو اللہ عزَّوَجَلَّ اس کے لئے ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے بعد برائی بھی کر لے تو اللہ عزَّوَجَلَّ صرف ایک برائی لکھتا ہے

شرح حدیث

علاَّمہ اِبْنِ بَطَّال رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ شرحِ بخاری میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں :''اگراللہ عزَّوَجَلَّ کا یہ کرم نہ ہوتا تو کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوتا کیونکہ بندوں کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہوتے ہیں اور یہ اللہ عزَّوَجَلَّ کا اپنے بندوں پر خاص کرم ہے کہ وہ ان کی نیکیوں کو بڑھا کر دُگنا(بلکہ کئی گنا) کردیتا ہے اور ان کے گناہوں کو نہیں بڑھاتا اور اس نے نیکی کے ارادے کو بھی نیکی بنادیا ہے، کیونکہ نیکی کا ارادہ کرنا یہ دل کا ایک فعل ہے جوکہ نیکی کا فعل ہے ۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس طرح نیکی کا ارادہ دل کا فعل ہے اسی طرح گناہ کا ارادہ بھی تو دل کا فعل ہے لیکن گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا اس کی کیا وجہ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو گناہ کے کام سے رُک گیا تو اس نے اپنے گناہ کے ارادے کونیکی کے ارادے سے منسوخ کردیا اور برائی کی خواہش کرنے والے ارادے کی نفی کی تو یہ عمل اس کے دل کے نیک عمل میں سے ہوگیا اور اسی نیک عمل پر اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور یہ حضور اکرم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی طرح ہے کہ'' ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔'' عرض کی گئ:''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اگر مسلمان نیکی نہ کر سکے تو؟'' ارشادفرمایا :''گناہ سے باز رہنا بھی صدقہ ہے ۔''(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ او سیئۃ،۱۰/ ۱۹۹، تحت الحدیث:۶۴۹۱)

عَنْ اَبِیْ یَزِیْدَ مَعْنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہم وَھُوَوَاَبُوْہُ وَجَدُّہٗ صَحَابِیُّوْنَ، قَالَ: کَانَ اَبِیْ، یَزِیدُ اَخرَجَ دَنَانِیرَ یَتَصَدَّقُ بِہَا فَوَضَعَہَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْ تُہَا فَاَتَیْتُہٗ بِہَا، فَقَالَ: وَاللّٰہِ! مَا اِیَّاکَ اَرَدْتُ ، فَخَاصَمْتُہٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: '' لَکَ مَا نَوَیْتَ یَا یَزِیْدُ! وَلَکَ مَا اَخَذْتَ یَا مَعْنُ۔''رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔	حضرت سَیِّدُنا اَبُو یَزِیْد مَعْن بِنْ یَزِیْد بِنْ اَخْنَس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہم یہ خود بھی اور ان کے والد و دادا بھی صحابی تھے فرماتے ہیں :میرے والد یزید نے کچھ دینار صَدَقہ کیلئے نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس رکھ آئے،میں آیا تو میں نے وہ دینار لئے اور اپنے والد کے پاس آگیا،انہوں نے فرمایا:اللہ عزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا،پھر میں اس معاملے کو بارگاہِ رِسالت میں لے گیا،صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا:''اے یزید!تجھے تیری نِیَّت کا ثواب ملے گا اور اے معن!جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔

شرح حدیث

عَلاَّمہ حَافِظ اِبنِ حَجر عَسْقَلاَنی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانی فَتْحُ الْبَارِی میں حدیث پاک کے اس حصے ''لَکَ مَا نَوَیْتَ'' کے تحت فرماتے ہیں : (اے یزید بن اخنس) تم نے محتاج کو صدقہ دینے کی نیت کی تھی چونکہ تمہارا بیٹا محتاج تھا پس اس نے تمہارا مال لے لیا۔اس طرح تمہارا صدقہ ایک محتاج تک پہنچ گیا اگرچہ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تمہارا بیٹا اسے لے لے گا۔ (لیکن تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملے گا)(فتح الباری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی ابنہ وہو لا یشعر، ۴/۲۵۳، تحت الحدیث:۱۴۲۲)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: "قَالَ رَجُلٌ: لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى سَارِقٍ؟ ! لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى زَانِيَةٍ؟ ! لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى سَارِقٍ وزَانِيَةٍ وغَنِيٍّ؟ فَأُتِيَ، فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقَ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ.

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی بولا میں خیرات کروں گا ۱؎ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو کسی چور کے ہاتھ میں دے دیا ۲؎ لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج رات چور کو خیرات دی گئی وہ بولا الٰہی تیرا شکر ہے چور پر صدقہ۳؎ اب پھر صدقہ کروں گا وہ اپنا صدقہ لےکر نکلا تو ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا ۴؎ لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج رات زانیہ کو صدقہ دیاگیا۵؎ وہ بولا الٰہی تیرا شکر ہے کیا زانیہ کو خیرات میں اور صدقہ کروں گا پھر وہ اپنا صدقہ لے کر چلا تو کسی مالدار کے ہاتھ میں دے دیا ٦؎ لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج رات غنی کو صدقہ دیا گیا ۷؎ وہ بولا الٰہی تیرا شکر ہی ہے کیا چور پر زانیہ پر اور غنی پر ۸؎ اسے جواب میں کہا گیا کہ الٰہی تیری رحمت خیرات چور پر تو شاید وہ چور چوری سے باز رہے لیکن زاینہ تو شاید وہ زنا سے باز رہے لیکن غنی تو شاید وہ عبرت پکڑے اور اللہ کے دیئے میں سے کچھ خیرا ت کرے ۹؎(مسلم، بخاری)لفظ بخاری کے ہیں۔

شرح حدیث

۱؎ یعنی تم سے پہلے ایک بنی اسرائیلی نے اپنے دل میں کہا یا اپنے دوستوں یا گھر والوں پر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا یارب تعالٰی کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آج میں خیرات دوں گا۔ظاہر یہ ہے کہ خیرات سے نفلی صدقہ مراد ہو۔ممکن ہے اس نے کوئی نذر مانی ہو جس کے پورا کرنے کا ارادہ کیا۔۲؎ یعنی رات کے اندھیرے میں اکیلے میں ایک شخص کو فقیر جان کر وہ خیرات دے دی، اس نے لوگوں میں پھیلا دیا کہ مجھے ایک آدمی خیرات دے گیا جیسا کہ آوارہ لوگوں کا طریقہ ہے کہ دھوکا دینے پر فخر کرتے ہیں اور دھوکا کھانے والے کا مذاق اڑاتے ہیں،اس کا لوگوں میں چرچا ہوگیا۔مرقات نے فرمایا ممکن ہے کہ لوگوں کو یہ خبر الہام الٰہی سے معلوم ہوئی ہو اور ہوسکتا ہے کہ کوئی فرشتہ شکل انسانی میں آکر لوگوں

سے یہ کہہ گیا ہو،غرضکہ اس کا چرچا ہوگیا۔۳؎ یہ کلمہ تعجب کا ہے یعنی وہ شخص صدقہ ضائع ہونے پر دل تنگ نہیں ہوا بلکہ خدا کا شکر ہی کیااور تعجب کے طور پر یہ کہا اللہ کے مقبول بندے مصیبت پر بھی شکر ہی کرتے ہیں۔۴؎ یعنی میرا وہ صدقہ تو بیکار گیا کیونکہ صحیح مصرف پر نہ پہنچا جیسے کھاری زمین میں دانہ اس کی جگہ اور صدقہ دوں گا۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ صحیح جگہ نہ پہنچے تو واپس نہ لے بلکہ اس کی بجائے اور صدقہ دے چونکہ آج بھی صدقہ چھپانے کے لیے اندھیری رات ہی میں نکلا تھا اس لیے ایک فاسِقہ زانیہ عورت کو مسکین جان کر خیرات دے دی اور دھوکا کھا گیا۔۵؎ اس چرچے کی وجہ ابھی بیان کردی گئی کہ یا خود زانیہ نے ہی لوگوں میں پھونکا یا فرشتہ کے ذریعہ اس کا اعلان ہوگیا۔۶؎ اسے فقیر سمجھ کر یہ مالدار کوئی کنجوس تھا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھا اور حریص بھی کہ جانتے ہوئے خیرات لے لی جیساکہ آج کل بھی کنجوسوں کو دیکھا جاتا ہے،لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ دینے والے نے دھوکا کیسے کھایا اور لینے والے نے غنی ہونے کے باوجود خیرات لے کیوں لی۔موجودہ زمانہ کے حالات دیکھتے ہوئے ان اعتراضوں کی گنجائش ہی نہیں۔۷؎ ظاہر یہ ہے کہ غنی نے خود کسی سے نہ کہا ہوگا کہ کنجوس حریص لوگ ان باتوں کا چرچا نہیں کرتے بلکہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں،یہ اعلان فرشتہ ہی کے ذریعہ ہوا ہوگا۔

۸؎ یعنی مولے میں کیا صورت کروں کہ صدقہ صحیح جگہ پہنچے،تین دفعہ خیرات کرچکا ہر بار بیکار ہی گئی۔۹؎ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے یہ تینوں صدقے کار آمد ہیں کوئی بیکار نہ گیا،چور اور زانیہ کے لیے تو گناہوں سے بچنے کا ذریعہ بنے گا اور غنی کے لیے سخاوت کی تبلیغ ہوگا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غلطی سے زکوۃ غیر مصرف پر خرچ کردی جائے مثلاً کسی کو فقیر سمجھ کر زکوۃ دی پھر پتہ لگا وہ غنی ہے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی اس کا اعادہ واجب نہیں،طرفین کا یہی قول ہے ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کیونکہ یہاں اسے چوتھی بار صدقہ دینے کا حکم نہیں دیا گیا مگر تمام ائمہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں صدقہ واپس نہ لے،ہاں اس میں اختلاف ہے کہ خود لینے والے کو یہ مال حلال ہے یا نہیں۔قوی یہ ہے کہ اگر اس نے غلطی سے لے لیا ہے تو حلال ہے،دانستہ لیا ہے تو حرام،اس کی دلیل حضرت معن ابن یزید کی وہ حدیث ہے جو بخاری نے روایت کی کہ فرماتے ہیں میرے والد نے صدقہ کے کچھ دینار مسجد میں رکھے میں نے اٹھا لیے،پھر یہ واقعہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے یزید تمہارے لیے تمہاری نیت اور اے معن جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے۔

ریاکاری سے ڈرانا

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لأَنْ يُقَالَ: جَرِيْءٌ، فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: إِنَّكَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے جس کا فیصلہ قیامت میں ہوگا وہ شہید ہے ۱ ؎ اسے لایا جائے گا تب رب اس سے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا فرمائے گا کہ اس شکریہ میں کیاعمل کیا ۲ ؎ عرض کرے گا تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو اس لیے لڑائی کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جاوے وہ کہہ لیا گیا۳ ؎ پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کہ بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا ۴ ؎ اور وہ جس نے علم سیکھا سکھایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا اپنی نعمتوں کا اقرار کرایا جائے گا وہ اقرار کرلے گا فرمائے گا تو نے شکریہ میں کیا عمل کیا عرض کرے گا علم سیکھا سکھایا تیری راہ میں قرآن پڑھا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جاوے ۵ ؎ اس لیے قرآن پڑھا تھا کہ قاری کہا جاوے وہ کہہ لیا گیا پھر حکم ہوگا اوندھے منہ کھینچا جاوے گا حتی کہ آگ میں پھینک دیا جاوے گا ٦ ؎ اور وہ مرد جسے اللہ نے وسعت دی اور ہر طرح کا مال بخشا اسے لایا جائے گا نعمتوں کا اقرار کرائے گا یہ کر لے گا فرمائے گا تو نے شکریہ میں کیا عرض کرے گا میں نے کوئی ایسا راہ نہ چھوڑا جہاں خرچ کرنا تجھے پیارا ہو مگر وہاں تیرے لیے خرچ کیا فرمائے گا تو جھوٹاہے تونے یہ سخاوت اس لیے کی تھی کہ تجھے سخی کہا جاوے وہ کہہ لیا گیا پھرحکم ہوگا تو اسے اوندھے منہ گھسیٹا جائے گا پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا ۷ ؎(مسلم)

شرح حدیث

ا ؎ یہ اوّلیت اضافی ہے نہ کہ حقیقی یعنی ریاکاروں میں سے پہلے ریا کار شہید کا فیصلہ ہوگا۔لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ پہلے حساب نماز کا ہوگا یا پہلے ظلمًا قتل کا حساب ہوگا۔عبادات میں نماز کا،معاملات میں قتل کا،ریا میں ایسے شہید کا فیصلہ پہلے ہے۔شہیدسے وہ مرادہے جواللہ کی راہ میں مارا گیا۔

۲ ؎ یعنی میں نے تجھے اندرونی بیرونی کروڑوں نعمتیں دیں تونے کون سی نیکی کی۔معلوم ہوا کہ نیکیاں رب کے انعام کا شکریہ بھی ہیں۔

۳ ؎ یعنی تیرے جہاد اور شہادت کا عوض یہ ہوگیا کہ لوگوں نے تیری واہ واہ کردی کیونکہ تو نے اسی نیت سے جہاد کیا تھا نہ کہ خدمت اسلام کیلئے۔معلوم ہوا کہ اگر غازی میں اخلاص ہوتو لوگوں کی واہ واہ سے ثواب کم نہیں ہوگا۔یہ تو رب کی طرف سے دنیوی انعام ہے۔صحابہ کرام اور خودنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں جہاں میں واہ واہ ہورہی ہے۔خیال رہے کہ فقط غنیمت یا ملک حاصل کرنے کیلئے جہاد کرنے کا انجام بھی یہی ہے۔جہاد صرفاللہ رسول کی رضا کے لئے چاہیئے۔

۴ ؎ یعنی نہایت ذلت کے ساتھ،مرے ہوئے کتے کی طرح ٹانگ سے گھسیٹ کر کنارہ جہنم سے نیچے پھینکا جائے گا۔جہنم کی گہرائی آسمان و زمین کے فاصلہ سے کروڑوں گناہ زیادہ ہے اللہ کی پناہ۔

۵ ؎ تیری یہ ساری محنت خدمت دین کے لئے نہ تھی بلکہ علم کے ذریعہ عزت اور مال کمانے کی تھی وہ تجھے حاصل ہوگئے،ہم سے کیا چاہتا ہے،اسی حدیث کو دیکھتے ہوئے،بعض علماءنے اپنی کتابوں میں اپنا نام بھی نہ لکھا اورجنہوں نے لکھا ہے وہ ناموری کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی دعا حاصل کرنے کے لئے۔

٦ ؎ معلوم ہوا کہ جیسے اخلاص والی نیکی جنت ملنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی ریا والی نیکی جہنم اور ذلت حاصل ہونے کا سبب۔

۷؎ اس جگہ چار مسئلے یاد رکھنے چاہئیں:ایک یہ کہ یہاں ریاکار شہید،عالم اور سخی ہی کا ذکر ہوا اس لیئے کہ انہوں نے بہترین عمل کیئے تھے جب یہ عمل ریا سے برباد ہوگئے تو دیگر اعمال کا کیا پوچھنا،ریا کے حج و زکوۃ اور نماز کا بھی یہی حال ہے۔دوسرے یہ کہ بعض ریا کار وہ ہیں جو ریا ہی کے لئے نیکیاں کرتے ہیں اگر ان کی تعریف نہ ہو تو نیکی کرتے ہی نہیں،بعض وہ ہیں کہ ریا کے لئے اچھی طرح عمل کریں تنہائی میں معمولی،بعض وہ ہیں جو خلوت و جلوت میں عمل یکساں کریں مگر نام نمود سے خوش ہوں،یہاں پہلی قسم کا ریا کار مراد ہے، دوسری دوقسم کے ریا کار اصل نیکی کا ثواب پائیں گے مگر ناقص۔تیسرے یہ کہ اس حدیث میں قانون اور رب کے عدل کا ذکر ہے فضل دوسری چیز ہے،رب فرماتا ہے:"فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ"لہذا یہ حدیث معافی کی آیات و احادیث کے خلاف نہیں۔شعر:

عدل کرے تو تھر تھر کانپیں اونچی شانوں والے فضل کرے تو بخشے جانویں مجھ جیسے منہ کالے چوتھے یہ کہ مؤمن کی یہ ساری سزائیں تنہائی میں ہوں گی،علانیہ نہیں،اللہ اسے ذلت اور رسوائی سے بچائے گا،ذلت و رسوائی صرف کافروں کے لیئے ہوگی جیساکہ آیت قرآنیہ سے ثابت ہے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ ریا کے خوف سے عمل نہ چھوڑ دے عمل کیے جائے کبھی اخلاص بھی نصیب ہو ہی جائے گا۔مکھیوں کے ڈر سے کھانا نہ چھوڑدو۔

وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ -صلى اللَّه عليه وسلم-:"مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت جندب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم نے کہ جو سنانا چاہے گا اللّٰہ اسے سنا دے گا اور جو دکھانا چاہے گا اللّٰہ اسے دکھا دے گا ۱؎(مسلم)

شرح حدیث

یعنی جو کوئی عبادات لوگوں کے دکھلاوے سنانے کے لیے کرے گا تو اللہ تعالٰی دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں مشہور کردے گا مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ کہ لوگ اس کی عمل سن کر اس پر پھٹکار ہی کریں گے اس کی شرح ابھی کچھ آگے آرہی ہے۔ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے صدقات خیرات شہرت کے لیے اخباروں میں دیواروں پر لکھواتے ہیں، لوگ پڑھ پڑھ کر ان پر لعن طعن کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ اس شہرت کی کیا ضرورت تھی،بعض لوگ شہرت کے لیے اولاد کی شادیوں میں بہت خرچ کرتے ہیں مگر چو طرفہ سے ان پر وہ پھٹکار پڑتی ہے کہ خدا کی پناہ۔اس حدیث کا ظہور آج بھی ہورہاہے۔

کتاب و سنت کی پیروی کرنے کے بارے میں ترغیب دلانا

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ:رَاَ یْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ يَعْنِي الْأَسْوَدَ وَيَقُوْلُ: اِنِّي اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.	ترجمہ :حضرتِ سَیِّدُنا عابِس بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ میں نے حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے : ” میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہےجو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔اگر میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

شرح حدیث

عمدۃُ القاری میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنہُ کے فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا امام طبری عَلَیْہِ رَحْمۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں :” اہل عرب بتوں کی پوجا کرتے تھے ۔جب حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو آپ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ جاہل یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ جس طرح ہم بتوں کو پوجتے ہیں ، اسی طرح مسلمان بھی بتوں کی تعظیم کرتے اور انہیں چومتے ہیں ، لہذا آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ نے ان کا رَد کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ حجر اسود کو چومنا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم اورحضور نبی کریم ، رؤف و رحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمکے حکم کی تعمیل کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ شعائر حج میں سے ہے جن کی تعظیم کا اللہ عَزَّ وَجَلَّنے حکم دیا ہے۔پس اس کاچومنا بتوں کوچومنے کی طرح نہیں ہے ۔

سنت ترک کرنے بدعت کا ارتکاب و نفسانی خواہشات سے ڈرانا

عَنْ أُمِّ الْمُؤمِنِيْنَ أُمِّ عَبْدِ اللهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: ”مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. “ (رَوَاهُ الْبُخَارِي وَمُسْلِمٌ)	اُمِّ عبداللہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: ” جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہمارے دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

شرح حدیث

مشہور شارح حدیث، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح فرماتے ہیں: وہ ایجاد کرنے والا مردود ہے یا اس کی یہ ایجاد مردود ہے۔خیال رہے کہ (حدیث شریف میں موجود لفظ) اَمر سے مراد دِیْنِ اسلام ہے اور مَا سے مراد عقائد،یعنی جو شخص اسلام میں خلافِ اسلام عقیدے ایجاد کرے وہ شخص بھی مردود اور وہ عقائد بھی باطل۔ لہذا روافض، قادیانی وغیرہ بہتّر(72) فرقے جن کے عقائد خلافِ اسلام ہیں باطل ہیں۔یا (لفظ) اَمر سے مراد دین ہے اور مَا سے مراد اعمال ہیں اور لَیْسَ مِنْہُ سے مراد قرآن و حدیث کے مخالف،یعنی جو کوئی دین میں ایسے عمل ایجاد کرے جودین،یعنی کتاب و سنت کے مخالف ہوں جس سے سنّت اٹھ جاتی ہو وہ ایجاد کرنے والا بھی مردود، ایسے عمل بھی باطل جیسے اردو میں خطبہ و نماز پڑھنا،فارسی میں اذان دینا وغیرہ۔اس کی تفسیر وہ حدیث ہے جو آگےآرہی ہے کہ جو کوئی بدعت ایجاد

کرے تو اللہ پاک سنت کو اٹھالیتا ہے۔ اس تفسیر کی بنا پر یہ حدیث اپنے عموم پر ہے اس میں کوئی قید لگانے کی ضرورت نہیں۔ (صاحب) مرقاۃ نے فرمایا: لَیْسَ مِنہُ سے معلوم ہوا کہ دین میں ایسے کام کی ایجاد جو کتاب و سنّت کے خلاف نہ ہو بُری نہیں۔(مراٰۃ المناجیح، 1/ 138)

عَنْ جَابِرٍ ، رَضِيَ اللهُ عَنْہُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتَّى كَأَ نَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ: " صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ " وَيَقُوْلُ: " بُعِثْتُ أنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ " وَيَقْرِنُ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَيَقُوْلُ: أمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " ثُمَّ يَقُوْلُ : " أنَا أوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ .مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ " .
ترجمہ: حضرت سَیِّدُنَا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہوجایا کرتیں ، آواز بلند ہو جاتی اور آپ کے جلال میں اِضافہ ہوجاتا، ایسا لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈراتے ہوئے فرما رہے ہوں کہ: " وہ لشکر تمہارے پاس صبح کے وقت یا شام کے وقت آنے والا ہے۔ " آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی درمیانی اور شہادت والی انگلی کو ملا کر فرماتے کہ: " میری بعثت اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں ۔ پھر فرماتے: "اَمَّا بَعْدُ! بہترین کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین ہدایت ہدایتِ محمدی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے اور (دین میں) نئے ایجاد ہونےوالےکام سب سے بُرے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ " پھر ارشاد فرماتے: " میں ہر مؤمن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں ، جس شخص نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل وعیال کے لیے ہے اور جس نے قرضہ یا نادار اہل وعیال چھوڑے تووہ میری طرف ہیں اور میرے ذمہ ہیں ۔

شرح حدیث

مُفَسِّرِشہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں : '' خطبہ کی نصائح کا اثر خود حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اپنے قلب شریف پر ہوتا تھاجس کی علامتیں آپ کی آواز اور آنکھوں سے نمودار ہوتی تھیں ۔ تبلیغ وہی موثر (اثرانداز) ہوتی ہے جس کا اثر مُبلِّغ (تبلیغ کرنے والے) کے دل میں ہو۔خیال رہے کہ یہاں غصہ سے مراد جلالِ الٰہی اور عظمت ربانی کی تجلیات کا آپ کے چہرے پر ظاہر ہونا ہے نہ کہ کسی پر ناراض ہونا۔ لشکروں سے مراد حضرت ملک الموت (عَلَیْہِ السَّلَام) کا لشکر ہے یعنی موت قریب ہے، تیاری کرو، صبح کے وقت شام کی امید نہ کرو اور شام کے وقت صبح کی۔ '' میری بعثت اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں کے تحت فرماتے ہیں : '' جیسے ان دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کسی نبی کا فاصلہ نہیں میرا دین تا قیامت ہے یاجیسے یہ دو انگلیاں بہت ہی قریب ہیں ایسے ہی قیامت اب بہت ہی قریب ہے دنیا کی عمر کا بہت حصہ گزر چکاہے تھوڑا باقی ہے یا جیسے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے پر ظاہر ہیں ایسے ہی قیامت مجھ پر ظاہر ہے، میں اس کے حالات اور اس کے آنے کی تاریخ سے خبردار ہوں۔

وَعَن أنس رضي الله عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله ﷺ من رغب عن سنتي فليس مني	حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔

اچھے کام کی ابتداء کرنے کی ترغیب دلانا اور برے کام کی ابتداء کرنے سے ڈرانا

عَنْ اَبِي عَمْرٍو جَرِ يْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: (يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ) اِلَى آخِرِ الْآيَةِ: (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (۱)) (پ۴، النساء:۱) وَالْآيَةُ الْأُخْرَى الَّتِي فِي آخِرِالْحَشْرِ: (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ-) (پ۲۸، الحشر:۱۸) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ، حَتّٰى قَالَ:وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ " فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا، وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. قَوْلُهُ " مُجْتَابِي النِّمَارِ " ہُوَ بِالْجِيْمِ وَبَعْدَ الْاَلِفِ بَاءٌمُوَحَّدَةٌ.وَالنِّمَارُ:جَمْعُ نَمِرَةٍ، وَہِیَ:كِسَاءٌمِنْ صُوْفٍ مُخَطَّطٌ، وَمَعْنَى " مُجْتَابِيْهَا " اَیْ لَابِسِيْهَا قَدْ خَرَقُوْہَا فِي رُؤُسِہِمْ. " وَالْجَوْبُ " الْقَطْعُ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: (وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙقف (۹) (پ۳۰، الفجر:۹) اَیْ:نَحَتُوْهُ وَقَطَعُوْهُ.وَقَوْلُهُ " تَمَعَّرَ " ہُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، اَیْ: تَغَيَّرَ. وَقَوْلُہُ: " رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ " بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّهَا اَیْ:صُبْرَتَيْنِ.وَقَوْلُہُ: "كَاَنَّهُ مُذْهَبَةٌ " ہُوَ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ، وَفَتْحِ الْهَاءِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ. قَالَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَغَيْرُهُ. وَصَحَّفَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: " مُدْهُنَةٌ " بِدَالٍ مُهْمَلَةٍ وَضَمِّ الْهَاءِ وَبِالنُّوْنِ، وَكَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِيُّ، وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ ہُوَ الْاَوَّلُ. وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَاءُ وَالْاِسْتِنَارَةُ.

ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُناابو عَمرو جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی وقت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کچھ بے لباس لوگ آئے جنہوں نے اُون کی دھاری دار چادریں یا ٹاٹ کی چادریں پہنی ہوئی تھیں اوران کی گردنوں میں تلواریں لٹکی ہوئی تھیں ، ان میں سے اکثر بلکہ سب کے سب قبیلہ مُضَر سے تعلق رکھتے تھے۔اُن کو اِس فقر وفاقہ کی حالت میں دیکھ کر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ اَنور متغیر ہوگیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے اور حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اذان کا حکم دیا ، سَیِّدُنابلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اذان دی اور اقامت کہی اورآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اوریہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:(یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءًۚ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا (۱)) (پ۴، النساء:۱)ترجمۂ کنزالایمان:اے لوگو اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مردوعورت پھیلادیے اوراللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہروقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر یہ دوسری آیت پڑھی جو سورۂ حشر کے آخرمیں ہے:(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ-) (پ۲۸، الحشر:۱۸)ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیےکیا آگے بھیجا۔پھر ارشاد فرمایا: " لوگ اپنے دینار، درہم، کپڑوں ، ایک صاع گندم، ایک صاع کھجوروں میں سے کچھ نہ کچھ صدقہ کریں اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ " راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ جنت نشان کو سننے کے بعد ایک انصاری صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک تھیلی لائے جس کےوزن کی وجہ سے ان کاہاتھ تھکنے والا تھا بلکہ تھک ہی چکا تھا۔اس کے بعد لوگ دھڑا دھڑ اپنے صدقات بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے غلے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور میں نےدیکھا کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرۂ انور خوشی سےکُنْدَن (یعنی خالص سونے) کی طرح چمک رہا تھا۔پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا : " جس نے اسلام میں کوئی نیک اور اچھا طریقہ ایجاد کیا تواُسے اُس کا اَجر ملے گا اور بعد میں اُس پر عمل کرنے والوں کا بھی اجر ملے گا اوراُن عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو اُسے اس کا گناہ ملے گا اور بعد میں اُس پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ملے گا اور اُن عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

شرح حدیث

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا حدیث پاک کے ابتدائی نصف حصے کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبیلہ مُضَر کے فقر و فاقہ والے اصحاب کو دیکھ کر انتہائی غمزدہ ہوگئے حتیٰ کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہاں موجود صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اُن کی مدد کرنے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی، جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اُن کی مدد کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دیکھ کر بہت ہی زیادہ خوش ہو گئے۔

اِس سے حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو عظیم سنتوں کا پتا چلا: (1) ایک تو یہ کہ غریبوں کی مدد کرنا، اُن کا اِحساس کرنا، اُن کے غم میں شریک ہونا، اُن کے دکھ کو محسوس کرنا، جن کے پاس کھانے اور پہننے کو نہیں ہے اُن کی اِس حالت کا اپنے دل میں اِحساس کرنا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔ (2) دوسرا یہ کہ غریبوں کی مدد کرنا اور اُس مدد پر خوش ہونا یہ بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔

عَلَّامَہ اَبُوْ زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث پاک میں اِس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں کو نیک مہم کے لیے جمع کرنا، اُن کو وعظ کرنا، اچھی مصلحتوں پر اُبھارنا اور اُن کو بُری باتوں سے ڈرانا مستحب ہے۔اس موقع پر یہ آیت تلاوت کرنے کا سبب یہ تھا کہ یہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو صدقہ پر اُبھارنے کے لیے زیادہ فائدے مند تھی کیونکہ اس آیت میں مسلمانوں کے حق کو اس طور پر مؤکد کیا گیاہے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔اور ایک بھائی کا دوسرے بھائی پر حق ہوتا ہے استطاعت کہ صورت میں اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَیْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ آدَمَ الْاَ وَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِھَا لِاَ نَّہٗ کَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.	حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم، نورِمُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: "جسے بھی ظلماً قتل کیا جاتا ہےتو حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے پہلے بیٹے کے حصے میں بھی اُس کاخون ہوتا ہے کیونکہ اُس نے سب سے پہلے قتل کو ایجاد کیا۔

شرح حدیث

یہ حدیث قواعدِاسلامیّہ میں سے ہے:عَلَّامَہ اَبُوْ زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یہ حدیث قواعدِاسلامیّہ میں سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جس کسی نے بھی کوئی بُری چیز اِیجاد کی تو اُس پر اُس کا گناہ ہے اور قیامت تک اُس عمل میں جو بھی اُس کی پیروی کرے گا اُس کا گناہ اُس ایجاد کرنے والے کے سر بھی ہوگا۔ اِسی طرح جس نے بھی کوئی اچھا عمل ایجاد کیا اُس کے لیے اُس کا اَجر وثواب ہے اور قیامت تک جو بھی اُس پر عمل کرے گا اُس ایجاد کرنے والے کو بھی اُس کا ثواب ملے گا۔

حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا پہلا بیٹا: مذکورہ حدیث پاک میں ''اِبنِ آدم '' کے ساتھ لفظ ''اَوَّل '' آیا ہے جس سے بعض شارحین نے اس بات پر استدلال کیا ہے یہ قتل کرنے والا حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا سب سے پہلا بیٹا ہے، لیکن کئی شارحین ومفسرین کرام رَحِمَہُمُ اللہ السَّلَام نے اس بات کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ پہلا بیٹا نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا یہ واقعہ کئی اولادوں کے بعد ہوا تھا البتہ حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا یہ وہ سب سے پہلا بیٹا ہے جس نے پہلا قتل کیا۔

قاتل کا نام اور قتل کی جگہ: (1) حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے جس بیٹے نے سب سے پہلے قتل کیا اس کے نام میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ السَّلَام کا اختلاف ہے لیکن اکثر کے نزدیک درست یہی ہے کہ اس کا نام ''قابیل '' تھا۔ (2) جس جگہ یہ قتل ہوا اس مقام میں بھی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ السَّلَام کا اختلاف ہے لیکن علامہ بدر الدین عینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں : '' حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَاسے روایت ہے کہ ہابیل کو ہند میں جبل نوذ پر قتل کیا گیا ہے اور یہی قول درست ہے۔

{سوالات}

سوال: کونسی وجوہات پر اللہ تبارک و تعالیٰ اس امت کی مدد فرماتا ہے ؟

سوال: إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ اس حدیث کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں ؟

سوال: جو صحابہ کرام غزہ تبوک میں کسی عذر کی وجہ سے شامل نا ہو سکے ان کے لیے حدیث میں کیا فرمایا گیا ؟

سوال: اگر کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے لیکن عمل نہ کر سکے تو کتنا ثواب ہے اور عمل کرے تو کتنا ثواب ہے ؟

سوال: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ اِمْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ترجمہ کریں اعراب لگائیں۔

سوال: اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کرے مگر اسے نہ کرے تو کتنا ثواب اور اگر اسے کر لیا تو کتنا گناہ لکھا جاتا ہے ؟

سوال: إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ اس حدیث کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں۔

سوال: بنی اسرائیل کا ایک شخص اپنا کچھ صدقہ دینے کی نیت سے نکلا تو اس نے کن کن لوگوں کو صدقہ دے دیا اور جواب میں اسے کیا کہا گیا ؟

سوال: حدیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں قیامت کے دن سب سے پہلے کس شخص کا حساب ہوگا اور اس کے بعد کن کن لوگوں کا ہوگا ؟ اور ان سے اللہ تعالیٰ کیا سوال فرمائے گا؟

سوال: مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ حدیث کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

سوال: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا ؟

سوال: مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ترجمہ کریں اعراب لگائیں۔

سوال: بدعت کی تعریف اور اقسام بیان کریں ؟

سوال: لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَ وَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَ نَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں۔

(نوٹ: طلبہ کی آسانی کیلئے حدیث مبارکہ پر اعراب لگا دیے ہیں ان کو اچھے انداز سے یاد کریں)

كتاب العلم

الترغیب فی العلم و طلبہ و تعلیمہ و ما جاء فی فضل العلماء و المتعلمین

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي» (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت معاویہ سے ۱ے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےاللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنادیتا ہے۲ے میں بانٹنے والا ہوں اللہ دیتا ہے۳ے (بخاری،مسلم)

شرح حدیث

یعنی اسے دینی علم،دینی سمجھ اور دانائی بخشتاہے۔خیال رہے کہ فقہ ظاہری شریعت ہے اور فقہ باطنی طریقت اور حقیقۃً یہ حدیث دونوں کو شامل ہے۔اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے:ایک یہ کہ قرآن و حدیث کے ترجمے اور الفاظ رٹ لینا علم دین نہیں،بلکہ انکا سمجھنا علم دین ہے۔یہی مشکل ہے اسی کے لئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے اسی وجہ سے تمام مفسرین و محدثین آئمہ مجتہدین کے مقلد ہوئے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے رب فرماتا ہے:''مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا''وہاں حکمت سے مراد فقہ ہی ہے۔قرآن و حدیث کے ترجمے تو ابوجہل بھی جانتا تھا۔دوسرے یہ کہ حدیث و قرآن کا علم کمال نہیں،بلکہ ان کا سمجھنا کمال ہے۔عالم دین وہ ہے جس کی زبان پراللہ اور رسول کا فرمان ہو اور دل میں ان کا فیضان،فیضان کے بغیر فرمان بیکار ہے،جیسے بجلی کی پاور کے بغیر فٹنگ بیکار۔

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِن كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ" . رَوَاهُ مُسْلِمٌ
روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوکسی مسلمان کو دنیاوی تکلیف سے رہائی دے تواللہ اس سے روز قیامت کی مصیبت دورکرے گا ۱ےاور جو کسی تنگی والے پر آسانی کرے اللہ دین و دنیا میں اس پر آسانی فرمائے گا۲ےاور مسلمانوں کی پردہ پوشی کرے اللہ دین و دنیا میں اس کی پردہ پوشی کرے گا ۳ےاللہ بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہے ۴ےجو تلاش علم میں کوئی راستہ طے کرے تو اس کی برکت سےاللہ اس پر جنت کا راستہ آسان کردے گا۵ےاور کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سےکسی گھر میں قرآن پڑھنے اور آپس میں قرآن سیکھنے سکھانے کے لیے نہیں جمع ہوئی ۶ے مگر ان پر دل کا چین اترتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھیر لیتے ہیں ۷ے اوراللہ اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہے ۸ے جسےعمل پیچھے کردے اسے نسب نہیں بڑھاسکتا۹ے (مسلم)

شرح حدیث

اـ یعنی تم کسی کی فانی مصیبت دفع کرو اللہ تم سے باقی مصیبت دفع فرمائے گا،تم مؤمن کو فانی دنیوی آرام پہنچاؤ اللہ تمہیں باقی آخروی آرام دے گا،کیونکہ بدلہ احسان کا احسان ہے ۲ـ یعنی جو مقروض کو معافی یا مہلت دے،غریب کی غربت دورکرے تو انشاءاللہ دین و دنیا میں اس کی مشکلیں آسان ہوں گی۔مرقاۃ میں فرمایا کہ اس حکم میں مؤمن کافر سب شامل ہیں۔کافر مصیبت زدہ کی مصیبت دورکرنے پربھی ثواب مل جاتا ہے۔۳ـ یا تو اس طرح کہ ننگے کو کپڑے پہنائے یا ایسے کہ اس کے چھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کرے بشرطیکہ اس ظاہر نہ کرنے سے دین یا قوم کا نقصان نہ ہو ورنہ ضرور ظاہر کردے،کفار کے جاسوسوں کو پکڑ وائے،خفیہ سازشیں کرنے والوں کے رازکو طشت ازبام کرے،ظلمًا قتل کی تدبیر کرنے کی مظلوم کو خبر دے دے،اخلاق اورہیں معاملات اور سیاسیات کچھ اور۔۴ـ یہ الفاظ بہت جامع ہیں جس میں دین ودنیا کی ساری امدادیں شامل ہیں۔امداد بدن سے ہو یا علم یا مال وغیرہ سے۔۵ـ یعنی جو علم دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لیئے عالم کے گھر جائے۔سفر کر کے یا چند قدم تو اس کی برکت سے اللہ دنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کرے گا،مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا،قبر و حشر کے حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائے گا۔جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنا بہت ثواب ہے۔

۶ـ یہاں اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں،دینی مدرسے اورصوفیاء کی خانقاہیں ہیں،جو اللہ کے ذکر کے لئے وقف ہیں۔یہود ونصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں تو مسلمان کو بلاضرورت جانا ہی منع ہے۔درس قرآن سے مراد قرآن شریف کی تلاوت۔تجوید احکام سیکھنا ہیں لہذا اس میں صرف،نحو،فقہ حدیث،تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں۔جیساکہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے،اسی لیئے تلاوت کے بعد درس کا علیحدہ ذکر فرمایا۔

۷ـ سکینہ اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے اترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے،کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے،اس کی برکت سے دل سے غیر خدا کا خوف جاتا رہتا ہے۔رحمت سے خالص رحمت مراد ہے جو بوقت ذکر ذاکر کو ہرطرف سےگھیرتی ہے۔فرشتوں سے سیاحین فرشتے مراد ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اورحفاظت کرنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع کے ساتھ ذکراللہ ہورہا ہو وہاں یہ تین رحمتیں اترتی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر سے جماعت کا ملکر ذکر کرنا افضل ہے،جماعت کی نماز کا درجہ زیادہ کہ اگر ایک کی قبول سب کی قبول۔

۸ـ یعنی فرشتوں کی جماعت۔اس کی شرح وہ حدیث ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رب کو اکیلے یاد کرے رب بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہے،جو جماعت میں یاد کرے رب اسے فرشتوں میں یاد کرتا ہے۔

۹ـ یعنی نسب کی شرافت عمل کی کمی کو پورا نہ کرے گی۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ آتَاهُ اللهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کے سوا کسی میں رشک جائز نہیں ۱ے ایک شخص جسےاللہ مال دے تو اسے اچھی جگہ خرچ پر لگادے دوسرا وہ شخص جسےاللہ علم دے تو وہ اس سے فیصلے کرے اور لوگوں کو سکھائے ۲ے (مسلم، بخاری)

شرح حدیث

۱ے کسی نعمت والے پر جلنا اور اس کی نعمت کا زوال،اپنے لیئے حصول چاہنا حسد ہے،جوبہت بڑاعیب ہے جس سے شیطان مارا گیا مگر دوسروں کی سی نعمت اپنے لیئے بھی چاہنا غبطہ (رشک) ہے حسد مطلقًا حرام ہے،غبطہ دو جگہ جائز ہے یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔

۲ے یعنی مالدار سخی جسے خدا اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے ایسے ہی بافیض عالم دین جس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھائیں قابل رشک ہے۔سبحان اللہ بعض علماء کے علم اوربعض سخیوں کے مال سے لوگ تاقیامت فائدہ اٹھاتے ہیں۔اللہ تعالٰی فقیر کی اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔(آمین)خیال رہے کہ نیکی کی تمنا کرنے والاان شاء اللہ تعالٰیقیامت میں نیکوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَاَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى، اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي اُرْسِلْتُ بِهِ.
حضرتِ سَیِّدُنا ابو موسٰی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سےروایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نے جس ہدایت اورعلم کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس کی مثال اس بارش کی طرح ہے جو زمین پر برسی تو زمین کےایک عمدہ حصےنے اس پانی کو چوس کر گھاس اور بہت سبزہ اُگایا اور زمین کا کچھ حصہ بنجر تھا جس نے اس پانی کو روک لیا تو اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نےاس سےلوگوں کو فائدہ پہنچایا اس طرح کہ انہوں نے خود پیا، دوسروں کو پلایا اور کاشت کاری کی اور وہ بارش زمین کے ایک ایسے حصے کو پہنچی جو چٹیل میدان تھا، اس نے نہ پانی روکا اور نہ ہی گھاس اُگائی۔ (تو پہلی) اس شخص کی مثال ہے جس نےاللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے دین کو سمجھا اور جس چیز کے ساتھ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بھیجا اس نےاُسے نفع پہنچایا تو اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا۔ (اور دوسری) اس شخص کی مثال ہے کہ جس نے اس (علم) کی طرف توجہ نہ دی (تکبر کی وجہ سے) اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی وہ ہدایت جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اسے قبول نہ کیا۔

شرح حدیث

عَلَّامہ اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: '' زمین کی تین قسمیں ہیں ، اسی طرح لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں :

❖ زمین کی پہلی قسم وہ ہے جو بارش سے نفع حاصل کرتے ہوئے مُردہ سے زندہ ہو جاتی ہے، اس طرح کہ اس پر سبزہ اُگ جاتا ہے توانسان، جانور، کھیت اور اس کے علاوہ اورچیزیں اس زمین سے نفع حاصل کرتے ہیں ۔اسی طرح انسانوں کی پہلی قسم وہ ہے کہ جن

کے پاس ہدایت اور علم پہنچاتو انہوں نے اس کو یاد کیا اور اس سے اپنے دلوں کو زندہ کیا اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں تو انہوں نے اس علم سے خود بھی نفع حاصل کیا اور دوسروں کو بھی پہنچایا۔

❖ زمین کی دوسری قسم وہ ہے کہ جوخود تونفع قبول نہیں کرتی لیکن اس میں دوسروں کے لیے فائدہ ہوتاہے وہ اس طرح کہ وہ بارش کے پانی کودوسروں کے لیے جمع کر لیتی ہے تو اس پانی سے انسان اور جانور فائدہ حاصل کرتے ہیں اسی طرح انسانوں کی دوسری قسم وہ ہے کہ جن کے حافظے قوی ہوتے ہیں (اور وہ اپنے دلوں میں علم کو محفوظ کرلیتے ہیں) لیکن اُن میں اِفہام وتفہیم (سمجھنے اور سمجھانے) کی صلاحیت نہیں ہوتی اور نہ ہی اُن کی عقل میں اِس بات کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ معانی اور اَحکام کو نکال سکیں ، نہ ہی وہ عبادت میں کوشش کرتے ہیں نہ ہی اپنے علم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، بس وہ صرف اُس علم کو یاد کرتے ہیں ، یہاں تک کہ ایک طالب علم آتا ہےاور اُس علم کا طلبگار ہوتاہے جوعلم اُن کے پاس ہے اور وہ طالب علم ایسا ہے جو علم سے نفع حاصل کرنے اور دوسروں کوپہنچانے کی صلاحیت بھی رکھتاہےپس وہ اُن سے خود علم حاصل کرتا ہے اوردوسروں کو اس سے فائدہ پہنچاتا ہے تو یہ ہیں وہ لوگ جن کے علم سے لوگوں نے تو فائد ہ اُٹھایا (لیکن وہ خود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے) ۔

❖ زمین کی تیسری قسم بنجر زمین ہے جو سبزہ وغیرہ نہیں اگاتی، وہ پانی سے نفع حاصل نہیں کرتی اور نہ ہی پانی کو دوسروں کے نفع کے لیے جمع کرتی ہے۔اسی طرح انسانوں کی تیسری قسم وہ ہے جن کے حافظے کمزور ہوتے ہیں اور ان کے پاس افہام وتفہیم کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی ، پس جب وہ علم کی بات سنتے ہیں تو اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی اسے یاد کرتے ہیں کہ دوسرے اس سے فائدہ حاصل کریں ۔حدیث مذکور میں علم کی کچھ صورتوں کومثالوں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے نیز تعلیم وتعلّم کی فضیلت بیان کی گئ ہےاور علم حاصل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے پر سختی سے ابھارا گیاہے اور علم سے اِعراض کرنے کی مذمت بیان کی گئ ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَو عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول‌الله صلی الله علیه وسلم نے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل بھی ختم ہوجاتے ہیں ١ ؎ سواء تین اعمال کے ایک دائمی خیرات یا وہ علم جس سے نفع پہنچتا رہے یا وہ نیک بچہ جو اس کے لیئے دعا خیر کرتا رہے ٢ ؎(مسلم)

شرح حدیث

١؎ انسان سے مراد مسلمان ہے عمل سے مراد نیکیوں کا ثواب،جیساکہ لگلے مضمون سے ظاہر ہے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول قبر میں نماز وقرآن پڑھتے ہیں جیساکہ احادیث میں ہے کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسی لئے ہی مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیساکہ روایات میں ہے کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے۔

۲ـ یہ تین چیزیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے۔صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں،مدرسے،وقف کیے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں،ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف،نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔نیک اولاد سے مراد عالم عامل بیٹا۔مرقاۃ نے فرمایا کہ یَدْعُوْاکی قید ترغیبی ہےیعنی بیٹے کو چاہیئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد کھے حتی کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا بھی نہ کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے قیامت تک ثواب ملتاہے یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر جھوٹ باندھنے سے ڈرانا

عن ابي هريرة رضی اللہ عنہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت جو عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ آگ کا بنالے ۔

عن الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سمعت رسول الله : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ» . رَوَاهُ مُسلم
ترجمہ : روایت ہے حضرت سمرہ ابن جندب اور مغیرہ ابن شعبہ سے افرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میری طرف سے ایسی بات نقل کرے جسے جھوٹ جانتا ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے ۲ (مسلم)

علماء کی عزت و احترام تعظیم و توقیر کے متعلق ترغیب دلانا

عَنْ جَابِرٍرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلَی اُحُدٍ یَعْنِی فِی الْقَبْرِ ثُمَّ یَقُولُ : اَیُّھُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ؟ فَاِذَا اُشِیرَ لَہٗ اِلَی اَحَدِھِمَا قَدَّمَہُ فِی اللَّحْدِ.	ترجمہ : حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَروی ہے کہ دو عالَم کے مالک ومختار ، مکی مَدَنی سرکارصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شہدائے اُحُد میں سے دو دوکو جمع کرتے یعنی قبر میں ۔ پھر دریافت فرماتے کہ ”اِن میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد تھا؟ “ جب اُن میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُسے لحد میں پہلے اُتارتے ۔

شرحِ حدیث: حدیثِ مذکور میں اس بات کا ذکر ہے کہ جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے لحد میں پہلے اُتارتے ۔ اِس سے حافظِ قرآن کی فضیلت معلوم ہوئی کہ جو حافظ ہو اُسے مقدم کرنا چاہیے ۔ چنانچہ عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْبَارِی فرماتے ہیں : ’’جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اس کو قبر میں پہلے اُتارا جاتا ، بے شک قرآن تمام مسلمانوں کا امام ہے تو اِس کے قاری کا معاملہ بھی اسی طرح ہے ، وہ اس بات کا مستحق ہے کہ دنیا و آخرت میں اُسے مقدم رکھا جائے اور جنت میں بھی اس کے درجے بلند ہوں گے ۔ ‘‘ عَلَّامَہ شِھَابُ الدِّین

اَحْمد بِن مُحَمّدَ قَسْطَلَانِّی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانی فرماتے ہیں : ’’قاریِ قرآن کا یہ حق ہے کہ اُس کی حیات میں اسے اس کے غیر سے امامت کے معاملے میں مقدم رکھا جائے ، اسی طرح اس کی وفات کے بعد قبر میں بھی اسے مُقَدَّم رکھا جائے۔

بھلائی پر رہنمائی کرنے کے بارے میں ترغیب دلانا

وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: إِنَّهُ أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي، فَقَالَ: "مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰه أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابومسعود انصاری سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا بولا کہ میرا اونٹ تھک رہا ہے مجھےسواری دیجئے فرمایا میرے پاس نہیں ۲؎ ایک نے کہا یارسول اللہ میں اسے وہ آدمی بتاتا ہوں جو اسے سواری دے دے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھلائی پر رہبری کرے اسےکرنے والے کی طرح ثواب ہے۳؎ (مسلم)

شرح حدیث ا؎ آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے،کنیت ابو مسعود انصاری ہے،بدری ہیں،یعنی غزوہ بدر میں شریک ہوئے یا اس بستی میں کچھ روز رہے،عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شریک تھے،کوفہ میں قیام رہا،خلافت علی مرتضیٰ میں وفات ہوئی۔

۲؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ ضرورت کے وقت مانگنا جائزہے خصوصًا حضور سے مانگنا ہر ایک کے لئے فخر ہے۔دوسرے یہ کہ جب چیز موجود نہ ہو تو سائل کو انکار کرنا بخل نہیں۔حضورخلق الٰہی میں بڑے سخی اور داتا ہیں لیکن اس وقت منع فرمانا اظہار مسئلہ کے لئے ہے کہ قرض لے کر سخاوت نہ کرو۔وہ جو روایات میں ہے کہ حضور نے کبھی "نہ" نہیں فرمایا۔اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ موجود چیز سے منع نہیں فرمایا یا یہ نہیں فرمایا کہ تجھے نہیں دیں گے لہذا احادیث متعارض نہیں۔

۳؎ یعنی نیکی کرنے والا،کرانے والا،بتانے والا،مشورہ دینے والا سب ثواب کے مستحق ہیں لہذا تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ دَعَا اِلٰی ہُدًی کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِہِمْ شَیْئًا، وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ آثَامِہِمْ شَیْئًا.	حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’ جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور اُن کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا تو اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

شرح حدیث امام شَرَفُ الدِّیْن حُسَیْن بِنْ مُحمَّد بِنْ عَبْدُاللہ طِیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہ الْقَوِی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ ہدایت یعنی رہنمائی کی دو قسمیں ہیں : (1) وہ ہدایت جو منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔ (2) مطلق ہدایت چاہیے وہ مقصود تک پہنچائے یا نہیں اور حدیث پاک میں اِسی

مطلق ہدایت کا ذکر ہے کہ جس میں فقط اَعمالِ صالحہ کی طرف رہنمائی کی جائے۔حدیث میں " ھُدًی" (ہدایت) کا لفظ نکرہ آیا ہے اور عربی زبان میں نکرہ لفظ قلیل وکثیر، عظیم وحقیر سب کو شامل ہوتاہے۔ہدایت کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی کواللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلایا جائے اور نیک اعمال پر رہنمائی دی جائے اور ہدایت کاادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی کو مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کی ہدایت دی جائے۔

علم حاصل کرنے اور اس پر عمل نا کرنے کے بارے میں ڈرانا

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ان رسول الله ﷺ كان يقول اللهم إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے : الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جو عاجزی نہ کرے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جس کی قبولیت نہ ہو۔ (مسلم)

علم کے بارے میں دعویٰ کرنے سے ڈرانا

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ ". (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے ۱؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا آگ میں اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی۲؎ وہ پھرے گا جیسے گدھا چکی کے گرد پھرتا ہے جہنمی اس کے پاس جمع ہوکر کہیں گے اے فلاں کیا بات ہے جب کہ آپ تو ہمیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے ؟ کہے گا میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا تمہیں برائی سے روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۳؎(متفق علیہ)

شرح حدیث: اس حدیث شریف میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا خود بھی باعمل ہو اور اگر وہ خود اچھے اعمال نہیں کرتا اور برائی سے اجتناب نہیں کرتا تو سزا کا مستحق ہوگا۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ باعمل آدمی کی تبلیغ سے انکار کی گنجائش نہیں ہوتی اور یوں اس کا اپنا عمل دوسروں کے عمل کے لیے ترغیب و تحریص کا کام دیتا ہے لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر کوتاہی یا لاپرواہی کی وجہ سے مبلغ اعمال صالحہ سے کنارہ کشی رکھتا ہے یا نفس و شیطان کے دھوکے میں آکر برائی کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیے بلکہ ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

لڑائی جھگڑے کرنے سے ڈرانا

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ»	اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ نا پسندیدہ شخص وہ ہے جو جھگڑالو اور ضدی ہو ۔

{سوالات}

سوال: مَنْ يُرِدِ اللّٰہُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ يُعْطِيْ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: حدیث کی روشنی میں بیان کریں کتنے اور کونسے لوگوں کے سوا رشک جائز نہیں؟

سوال: علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے اور نا کرنے والی شخص کی حدیث مبارکہ کی روشنی میں ذکر کی گئی مثالیں تحریر کریں۔

سوال: إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَو عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهٗ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: حدیث مبارکہ کی روشنی میں حافظ قرآن کی فضیلت بیان کریں ؟

سوال: جس نے بھلائی کی طرف بلایا اسے کتنا اجر ملے گا اور جس میں گمراہی کی طرف بلایا اسے کتنا گناہ ملے گا ؟

سوال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن چیزوں سے پناہ مانگی ہے ؟

سوال: جو دوسروں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے لیکن خود اس پر عمل نا کرے تو اس کے لیے حدیث میں کیا وعید بیان کی گئی ہے ؟

سوال: إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الخَصِمُ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللّٰہ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

كتاب الطهارة

لوگوں کے راستے اور سائے میں پیشاب کرنے سے ڈرانا

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ" قَالُوْا: وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ . قَالَ: "الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو۲ لعنتی کاموں سے بچو ۱ے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ لعنتی کام کون سے ہیں، فرمایا وہ جو لوگوں کی راہ یا سایہ کی جگہ پر پاخانہ کرے ۲ے(مسلم)

شرح حدیث

۱ے یعنی جن دو کاموں کی وجہ سے لوگ کرنے والے کو طعن لعن کرتے ہیں ان سے پرہیز کرو۔

۲ے یعنی راستہ عام طور پر جہاں مسلمانوں کا گزر گاہ ہو وہاں پاخانہ نہ کرو،یوں ہی جس سایہ میں لوگ دھوپ کہ وقت عموماً بیٹھتے لیٹے ہوں وہاں نہ کرو کہ اس سے رب تعالٰی بھی ناراض ہوتا ہے،لوگ بھی برا کہتے ہیں۔لہذا یہ حدیث اس روایت کے خلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلستان میں حاجت قضا فرمائی کیونکہ وہ جگہ لوگوں کے آرام کی نہ تھی۔مرقاۃ نے فرمایا کہ پانی کے گھاٹ اورگزر گاہ عوام پر پاخانہ نہ کرے اور کسی کی ملک زمین میں اس کی بغیر اجازت نہ کرے۔

پانی میں پیشاب کرنے سے ڈرانا

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الراكد . رَوَاهُ مُسلم	روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کیا جائے (مسلم)

پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے سے ڈرانا

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: "إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيمَةِ"، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: "لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب دیئے جارہے ہیں اورکسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیئے جارہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری تر شاخ لی اور اسے چیرکر دو۲ حصے فرمائے پھر ہرقبر میں ایک گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے یہ کیوں کیا،تو فرمایا کہ شاید جب تک یہ نہ سوکھیں تب تک ان کا عذاب ہلکا ہو ۱ے (مسلم،بخاری)

شرحِ حدیث

اے یہ حدیث بڑے معرکے کی ہے اس سے بے شمار مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) حضور کی نگاہ کے لئے کوئی شے آڑ نہیں، کھلی چھپی ہر چیز آپ پر ظاہر ہے کہ عذاب قبر کے اندر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے اوپر تشریف رکھتے ہیں اور عذاب دیکھ رہے ہیں۔ (۲) حضور خلقت کے ہر کھلے چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ کون کیا کررہا ہے اور یہ کیا کرتا تھا، فرما دیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ (۳) گناہ صغیرہ پر حشر و قبر میں عذاب ہوسکتا ہے۔ دیکھو چغلی وغیرہ گناہ صغیر ہ ہیں مگر عذاب ہورہا ہے۔ (۴) حضور ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں، دیکھو قبر پر شاخیں لگائیں تاکہ عذاب ہلکا ہو۔ (۵) قبروں پر سبزہ، پھول، ہار وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردے کو راحت ہے۔ (٦) قبر پر قرآن پاک کی تلاوت، وہاں حافظ بٹھانا بہت اچھا ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔ اشعۃ اللمعات نے جامع الاصول سے روایت کی کہ حضرت بریدہ صحابی نے وصیت کی تھی میری قبر میں دو ہری شاخیں ڈال دی جائیں تاکہ نجات نصیب ہو۔ (۷) اگرچہ ہرخشک و ترچیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردے کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے۔ مؤمن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔ (۸) گنہگاروں کی قبر پر سبزہ عذاب ہلکا کرے گا، بزرگوں کی قبروں پر سبزہ مدفون کا ثواب و درجہ بڑھائے گا۔ جیسے مسجد کے قدم وغیرہ۔ (۹) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے جس سے بچنا واجب۔ دیکھو اونٹ کا چرواہا اونٹ کے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوا۔ (۱۰) خشک نہ ہونے کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاثیر صرف حضور کے ہاتھ شریف کی نہ تھی ہم بھی قبر پر سبزہ ڈالیں تو یہی تاثیر ہوگی۔ (۱۱) بزرگوں کے قبرستان میں قدم رکھنے کی برکت سے وہاں عذاب اٹھ جاتا ہے یا کم ہوجاتا ہے۔

وضو کو اچھی طرح کرنے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ االلّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ :اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آ ثَارِالْوُضُوْ ءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَہٗ فَلْیَفْعَلْ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :"قیامت کے دن میری اُمَّت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں وضو کے اَثرات سے چمک رہے ہوں گے لہٰذا تم میں سے جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔

شرحِ حدیث

عَلاَّمہ مُلاَّ علی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْبَارِی فرماتے ہیں: جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں وضو کے اثرات سے چمک رہے ہوں گے اُنہیں قیامت کے دن یوں پکارا جائے گا :"اے چمکتے اعضاء والوں جنت کی طرف چلو۔" ایک قول یہ ہے کہ انہیں سب لوگوں کے سامنے یا محشر کی جانب یا جنت کی طرف اس حال میں بلایا جائے گا کہ ان کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ **علامہ غلام رسول رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں:** وضو کا پانی جن اعضاء کو پہنچتا رہا تھا وہاں تک ان کے اعضاء سفید ہوں گے اسی لئے ابو ہریرہرَضِیَ االلّٰہ تَعَالٰی عَنۡہُ کندھوں تک ہاتھ دھویا

کرتے تھے تاکہ غُرّہ (چمک) زیادہ ہو۔ علما کہتے ہیں وضو کے مواضع (یعنی اعضائے وضو) پر جو نور ہوگا اس کو قیامت کے دن غرہ کہا جائے گا اور یہ صرف اِس اُمَّت کی خصوصیت ہے۔ **عَلَّامَہ بدرُالدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:** وضو اِس اُمَّت کی خاصیت نہیں ہے بلکہ وضو کے سبب قیامت دن جوپیشانی اور ہاتھ پاؤں پر چمک پیدا ہوگی وہ اِس اُمَّت کی خاصیت ہے اور یہ خاصیت اس کے لئے ہے جو وضو کرتا ہے ۔چنانچہ صحیح ابنِ حبان میں ہے:بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی :یارسولَ اللہ صَلَّی اﷲُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!آپ اپنی امت میں سے اُسے کیسے پہچانیں گے جسے آپ نے نہیں دیکھا؟ارشاد فرمایا:آثار وضو کے سبب چہرے اور ہاتھ پاؤں کی چمک سے۔

چمک زیادہ کرنے سے مراد: "تم میں سے جس سے ہوسکے چمک زیادہ کرے"اس کی وضاحت کرتے ہوئے فقیہِ اعظم، حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اﷲِ الْقَوِیفرماتے ہیں:"مراد یہ ہے کہ جہاں تک اعضاء کے دھونے کا حکم ہے اس سے زیادہ دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا حکم ہے تو کندھوں تک دھوئے، ٹخنوں تک پاؤں دھونے کا حکم ہے تو پنڈلی بھی دھولے نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرے جس کے نتیجے میں قیامت کے دن اس کی نورانیت کی شعاعیں دور تک پہنچے۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اﷲُ عَنْهُ قَالَ:سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:" مؤمن کا زیور وہاں تک پہنچتا ہے جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔

شرح حدیث

جنت میں مردوں کا زیور: مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"وُضو واؤ کے پیش سے اُسی مشہور وضو کو کہتے ہیں اور واؤ کے زبر سے وضو کا پانی۔ یعنی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک نور اور رونق وزینت ہوگی یا وہاں تک زیور پہنایا جائے گا۔دنیا میں مسلمان مرد کو زیور پہننا حرام تاکہ وہ جہاد کی شجاعت نہ کھو بیٹھے جنت میں زیور وہاں کی نعمتوں میں سے ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ:اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا: اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ :"اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِیْنَ لَمْ يَاْتُوا بَعْدُ" فَقَالُوْا: كَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ :"اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَیْنَ ظَهْرَیْ خَیْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ ؟" قَالُوْا: بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ:"فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ."
ترجمہ:حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرستان میں تشریف لائے اور فرمایا:"اے مومن قوم کی جماعت! تم پر سلامتی ہو،اِنْ شَآءَ اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ؟ فرمایا: "تم میرے صحابہ ہو ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔" صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! آپ کے اُمّتی جو ابھی تک آئے نہیں آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"تمہاری کیا رائے اس شخص کے بارے میں کہ جس کے پاس سفید پیشانی اور سفید ٹانگوں والے گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں میں مِل جائیں

تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لے گا؟" صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ اس طرح آئیں گے کہ ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گی اور میں حوضِ کوثر پر اُن کا پیش رَو ہوں گا۔

شرح حدیث

مُردے قبر پر آنے والے کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں: مرآۃ المناجیح میں ہے: عوام کی قبور پر پہنچ کر سلام کرنا سنت ہے، کیونکہ مُردے زائرین کو دیکھتے ہیں، پہچانتے ہیں، ان کے کلام وسلام کو سنتے اور سمجھتے ہیں، کیونکہ نہ سننے والے اور نہ جواب دے سکنے والے کو سلام کرنا منع ہے، رب فرماتا ہے: ﴿ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ ﴾ (پ۵، النسآء:۸۶) (ترجمہ کنز الایمان: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو۔) اس سے معلوم ہوا کہ مُردوں اور زندوں کو سلام یکساں کیا جائے یعنی اس طرح کہ سلام پہلے علیکم بعد میں۔

اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ موت تو یقینی امر ہے پھر نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ کیوں فرمایا: "اِنْ شَآءَاللہ (اگر اللہ نے چاہا) ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔" اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔ زیادہ ظاہر جواب یہ ہے کہ نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شک کی وجہ سے اِنْ شَآءَاللہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ذِکر سے برکت حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ہے: وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًاۙ(۲۳) اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ۔ (پ۱۵، الکھف: ۲۴،۲۳) ترجمہ کنز الایمان: اور ہر گز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

صحابہ بعد میں آنے والے مسلمانوں سے افضل ہیں: امام باجی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام سے فرمایا: " بلکہ تم میرے صحابہ ہو" تو اس سے مراد یہ نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے اُس مرتبہ کو بیان فرمایا جو حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت کی وجہ سے انہیں ملا، لہذا وہ لوگ صحابی بھی ہیں اور دینی بھائی بھی اور جو لوگ بعد میں آئیں گے وہ صرف دینی بھائی ہیں لیکن صحابی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾ (پ۲۶، الحجرات:۱۰) (ترجمہ کنزالایمان: مسلمان مسلمان بھائی ہیں)۔

حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھائی کہنا جائز نہیں: مُفَسِّرِ شہیر، مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیث کے الفاظ "میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں" کے تحت فرماتے ہیں: یعنی آئندہ پیدا ہونے والے مسلمانوں سے حیات ظاہری میں ملاقات کرتا، ورنہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ساری اُمَّت کو دیکھ رہے ہیں ان کو اپنا بھائی فرمانا انتہائی کرم کریمانہ ہے، اُمَّت کو یہ جائز نہیں کہ حضور کو اپنا بھائی کہے۔ بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ میں آپ کا بھائی اور خادم ہوں لیکن اگر رعایا اسے خادم کہہ کر پکارے سزا پائے گی۔

(آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟) صحابہ کا یہ سوال حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کی نفی کی بنا پر نہیں، ذریعہ علم کے متعلق ہے، یعنی جن مسلمانوں کو دنیا میں آپ نے زندگی شریف میں ظاہری نگاہ سے نہیں دیکھا انہیں کل قیامت میں کیسے پہچانیں گے اور کیسے شفاعت کریں

گے، محض نورِنبوت یا وحی سے؟ کچھ ان میں علامتیں بھی ہوں گی جن سے ہم بھی پہچان سکیں؟ ورنہ صحابہ کا تو یہ عقیدہ تھا کہ حضور کو اپنی ساری اُمَّت کے کھلے چھپے ایک ایک عمل کی خبر ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ عَنْہَا نے سوال کیا تھا کہ کیاآپ کی اُمَّت میں کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں؟فرمایا:ہاں عمر کی،یہ سوال و جواب علیم وخبیر سے ہی ہوسکتے ہیں۔ سُبْحٰنَ اللہ!(حدیثِ پاک میں)کیا نفیس تمثیل(مثال) ہے کہ جیسے **پنج کلیان (یعنی سفیدپیشانی اور سفیدٹانگوں والا)** گھوڑا کالے گھوڑوں میں نہیں چھپتا ایسے ہی میری اُمَّت دیگر اُمَّتوں میں نہیں چھپے گی۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ پچھلی امتوں کے سارے مؤمن سیاہ روہوں گے،سیاہ روئی تو صرف کفار کے لیے ہے۔مطلب یہ ہے کہ آثار وضو کی خاص چمک صرف امت مصطفوی پر ہوگی۔حوض سے مراد حوض کوثر ہے جو ہمارے حضور کا ہےاور نبیوں کے بھی حوض ہوں گے مگر کوثر کسی کا بھی نہیں۔فَرَط(پیش رَو)اسے کہتے ہیں جو آگے پہنچ کر انتظام فرمائے۔مطلب یہ ہے کہ کوثر پر ہم تم سے پہلے پہنچ کر تمہارا انتظام اورانتظار فرمائیں گے،تمہیں اپنے انتظام سے پانی پلائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورنبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"جب مسلمان یا مؤمن بندہ وضو کرتا ہے اور چہرہ دھوتا ہے تو اُس کے وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں جو اُس نے اپنی دونوں آنکھوں سے کئے تھے پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جو ہاتھوں سے پکڑ کر کئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں پھر جب دونوں پاؤں دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جن کی طرف پیر چل کر گئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ (وُضو کر کے) وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے

شرح حدیث

تمام بدن کے گناہ معاف: مُفَسِّرِ شہیرحَکِیْمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:اگرچہ انسان کان، ناک، منہ سب سے گناہ کرتا ہے مگر زیادہ گناہ آنکھ سے ہوتے ہیں۔جیسے اجنبی عورت کو دیکھنا۔اسی لئے صرف آنکھ کا ذکر فرمایا ورنہ ان شَآءَاللہ چہرے کے ہر عضو کے گناہ منہ دھوتے ہی معاف ہوجاتے ہیں۔(وہ گناہ جو ہاتھوں سے کئے) جیسے نامحرم کو چھو لینا یا غیر کی چیز بلا اجازت ٹٹولنا۔ چلنے سے مراد ناجائز مقام پر جانا ہے۔خیال رہے کہ یہاں صرف ان اعضاء کے گناہوں کی ہی معافی مراد نہیں بلکہ سارے گناہ مراد ہیں حتّٰی کہ دل و دماغ کے بھی گناہ۔ان اعضاء کا ذکر اس لیے ہے کہ زیادہ گناہ انہیں سے صادر ہوتے ہیں۔

ماءِ ذُنُوب: حَافِظْ قَاضِی اَبُو الْفَضْل عِیَاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْوَہَّاب فرماتے ہیں:"اس حدیث پاک سے بعض علما نے یہ استدلال کیا ہےکہ مستعمل پانی سے وضو نہیں ہوگا اوراسی حدیث کی وجہ سے مستعمل پانی کو ماءِ ذُنُوب (گناہوں والا پانی)کہا گیا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهِ.	حضرتِ سَیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا تو اُس کے جسم سے اُس کی خطائیں نکل جاتی ہیں حتّٰی کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں۔

شرح حدیث

وُضو کی سنتیں اورآداب سیکھنے کی ترغیب:دلیل الفالحین میں ہے:اچھے طریقے سے وضو کرنے سے مراد وضو کی تمام سنتوں اور آداب کے ساتھ وضو کرنا۔ (امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی)فرماتے ہیں:"اس حدیث میں وضو کے آداب، سنن اور شرائط وغیرہ کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے پر ابھارا گیا ہے۔" خطاؤں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں جو کہ حقوقُ اللہ سے متعلق ہیں اور خطاؤں کے نکلنے سے مراد گناہوں کا معاف ہونا ہے کیونکہ گناہ جسم کی شکل میں نہیں ہوتے۔

عَنْ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ :مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً.	حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے جس طرح میں نے وضو کیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"جس نے اِس طرح وضو کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر اُس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنا مزید ثواب کا باعث ہیں۔"

شرح حدیث

مکمل حدیثِ پاک:اِمام اَبُوزَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی نے یہاں مکمل حدیثِ پاک بیان نہیں فرمائی، مکمل حدیث پاک یہ ہے: حضرت سَیِّدُناعثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے غلام حضرت حمران رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے وضو کیا تو ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا، پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر سیدھا ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا، پھرالٹا ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر سیدھا پھر اُلٹا پاؤں تین تین بار دھویا، پھر فرمایا کہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا۔

نماز اور مسجد کی طرف چلنا مزید ثواب کا باعث ہیں۔"اس کی وضاحت کرتے ہوئے حافِظْ قاضی اَبُو الْفَضْل عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْوَہَّاب فرماتے ہیں:"مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے معافی تو وضو میں ہوچکی اب یہ اعمال معافی گناہ پر زائد ہیں جن سے آیندہ کے گناہ معاف ہوں گے یا درجات بلند ہوں گے۔"

عَن أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ - أَوْ تَمْلَأُ – مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ تَمْلَآنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» . لَمْ أَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلَا فِي «الْجَامِعِ»وَلكِنْ ذَكَرَهَا الدَّارِمِيُّ بَدَلَ «سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ»	روایت ہے حضرت ابو مالک اشعری سے ۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاکی نصف ایمان ہے ۲؎ اورالحمدللہ ترازو بھردے گی۳؎ اورسبحان اللہ اورالحمدللہ آسمان و زمین کے درمیان کو بھردیتے ہیں ۴؎ اور نماز روشنی ہے ۵؎ خیرا ت دلیل ہے ۶؎ صبر چمک ہے ۷؎ قرآن تیری یا تجھ پر حجۃ ہے ۸؎ ہر شخص صبح پاتا ہے تو اپنا نفس بیچتا ہے تو یا نفس کو آزاد کرتا ہے یا ہلاک ۹؎ مسلم نے روایت کی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر آسمان و زمین کے درمیان کو بھردیتے ہیں میں نے یہ روایت نہ مسلم و بخاری میں پائی نہ کتاب حمیدی میں نہ جامع میں لیکن اسے دارمی نے ذکر کیا اورسبحان اللہ کی بجائے الحمد للہ ذکر کیا ۱۰

شرح حدیث

۱؎ آپ صحابی ہیں،حضرت ابوموسیٰ اشعری کے چچا ہیں،عہد فاروقی میں وفات پائی۔

۲؎ ظاہر یہ ہے کہ طہور سے ظاہری پاکی اورایمان سے عرفی ایمان مرادہے۔چونکہ ایمان بھی گناہوں کو مٹاتا ہے اور وضوء بھی،لیکن ایمان چھوٹے بڑے سارے گناہ مٹا دیتا ہے اور وضوء صرف چھوٹے،اس لیے اسے آدھا ایمان فرمایا۔ایمان باطن کو عیبوں سے پاک فرماتا ہے اور وضو ظاہر کو گندگیوں سے،اور ظاہر باطن کا گویا نصف ہےیا ایمان دل کے برائیوں سے پاک اور خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے اور طھارت جسم کو فقط گندگیوں سے پاک کرتی ہے،لہذا یہ نصف ہے اورممکن ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہو،رب فرماتاہے:"لِيُضِيْعَ اِيْمَنَكُمْ"۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کی ساری شرطیں شرط طہارت کے برابر ہیں۔غرضکہ حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ایمان بسیط چیز ہے پھر اس کا آدھا اورتہائی کیسا ؟

۳؎ یعنی جو شخص ہر حال میں الحمد للہ کہا کرے تو قیامت میں میزانِ عمل کے نیکی کا پلہ اس سے بھر جائے گا اور ایک حمد تمام گناہوں پر بھاری ہوگی۔کیونکہ یہ ہیں ہمارے کام اور وہ ہے رب کا نام۔۴؎ یعنی ان دوکلموں کا ثواب اگر دنیا میں پھیلایا جائے تو اتنا ہے کہ اس سے سارا جہان بھر جائے یا مطلب یہ ہے کہسبحان اللہ میںاللہ کی بے عیبی کا اقرار ہے اورالحمدللہ میں اسی کے تمام کمالات کا اظہار۔اوریہ دو چیزیں وہ ہیں جن کے دلائل سے دنیا بھری ہوئی ہے کہ ہرذرہ اورہرقطرہ رب کی تسبیح وحمد کر رہاہے۔

۵؎ یعنی نماز مسلمان کے دل کی،چہرے کی،قبر کی،قیامت کی روشنی ہے۔پل صراط پرسجدہ کا نشان بیٹری کا کام دے گا،رب فرماتاہے: "نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ"اورممکن ہے کہ صلوۃ سے مراد درود شریف ہوکہ یہ بھی ہرطرح نورہے۔

٦ـــ مؤمن کے ایمان کی،کہ منافق اور کافر کو صحیح خیرات کی توفیق نہیں ملتی،یا کل قیامت میں صدقہ محبتِ پروردگار کی دلیل اور بخشش کا کفیل بنے گا،کیونکہ اسے رب نے قرض فرمایا ہے:"مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ"۔خیال رہے کہ اس صدقہ میں زکوۃ،فطرہ وغیرہ تمام فرضی ونفلی خیراتیں داخل ہیں۔

٧ـــ صبر کے لغوی معنے ہیں روکنا،یعنی نفس کو گناہوں سے روکنا،یا عبادت پر قائم رکھنا،یا مصیبتوں پر گھبراہٹ سے روکنا دل کا یا چہرے کا نور ہے۔خیال رہے کہ نور ہر روشنی کو کہا جاسکتا ہے ہلکی ہویاتیز،مگر ضیاء صرف تیز روشنی کو کہتے ہیں۔رب فرماتا ہے:"جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا"چونکہ صبر ہر عبادت میں ضروری ہے اس لیے نماز کو نور اور اسے ضیاء فرمایا گیا۔ہوسکتا ہے کہ صبر سے مراد روزہ ہو،چونکہ روزہ صرف اللہ کا ہے اس لئے ضیاء یعنی جگمگاہٹ فرمایا گیا۔

٨ـــ کہ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو قیامت میں یہ تیرا گواہ اور تیرے ایمان کی دلیل ہوگا اور اگر اس کے خلاف عامل رہا تو تیرے خلاف گواہ۔

٩ـــ یعنی روزانہ صبح کے وقت ہر شخص اپنی زندگی کی دُکان کھولتا ہے،سانسیں صَرف کرکے اعمال کماتا ہے،اگراچھے اعمال میں سانسیں گزریں تو سودا نفع کارہا،نفس جہنم سے بچ گیا۔اور اگر برے کام کیئے تو سودا گھاٹے کا رہا،نفس کو ہلاک کردیا۔نفس سے مراد ذات دل اور سانسیں سب کچھ ہوسکتے ہیں۔سبحان اللہ افصح الفصحاء عرب کے قربان جاؤں کیسے جامع کلمات ارشاد فرمائے۔خیال رہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کی دکانِ زندگی صبح کھل کرسوتے وقت بند ہوجاتی ہے،بعض وہ خوش نصیب بھی ہیں جن کی دکان کبھی بند ہی نہیں ہوتی،اور ان کا بازار کبھی سونا ہی نہیں ہوتا،سوتے میں بھی دکانداری کرتے ہیں،کیونکہ ان کا دل جاگتا ہے بلکہ بعد وفات بھی ان کے میلے لگے ہوئے ہیں۔

١٠ـــ یعنی یہ زیادتی ان میں سے کسی کتاب میں نہ ملی تو مصابیح میں بھی نہ ہونی چاہیئے تھی،کیونکہ فصل اول میں صحیحین کی روایات آتی ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ " قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطٰى إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ".	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ خطائیں مٹا دے درجے بلند کردے ١ـــ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ٢ـــ فرمایا وضوء پورا کرنا مشقتوں میں ٣ـــ مسجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا ٤ـــ نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا٥ـــ یہ ہے سرحد کی حفاظت ٦

شرح حدیث ـــ خطاؤں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں نہ کبیرہ نہ حقوق العباد۔محو سے مراد ہے بخش دینا یا نامۂ اعمال سے ایسا مٹا دینا کہ اس کا نشان باقی نہ رہے۔درجوں سے مراد جنت کے درجے ہیں یا دنیا میں ایمان کے درجے۔

٢ـــ یہ سوال و جواب اس لیئے ہے تاکہ اگلا فرمان غور سے سنا جائے ورنہ حضور کی تبلیغ ان کی عرض پر موقوف نہیں۔

۳ـ پورے کرنے سے اعضائے وضو کامل دھونا،اورتین بار دھونا،اور وضو کی سنتوں کا پورا کرنا ہے۔مشقت سے مراد سردی،یا بیماری،یا پانی کی گرانی کا زمانہ ہے،یعنی جب وضو مکمل کرنا بھاری ہو تب مکمل کرنا۔

۴ـ یا اس لئے کہ گھرمسجد سے دور ہویا قدم قریب قریب ڈالے۔مطلب یہ ہے کہ ہر وقت نمازمسجد میں پڑھنا،نماز کے علاوہ وعظ وغیرہ کے لئے بھی مسجد میں حاضری دینا موجب ثواب ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ قریب کی مسجد چھوڑکر دورجاکرنماز پڑھے۔

۵ـ یعنی ایک وقت کی پڑھ کر دوسری نماز کا منتظر رہنا،خواہ مسجد میں بیٹھ کر،یا اس طرح کہ جسم گھر میں،یا دکان میں ہو اور کان اذان کی طرف اور دل مسجد میں لگا ہو۔

۶ـ **رباط کے لغوی معنی ہیں گھوڑا پالنا۔**اصطلاح میں جہاد کی تیاری یا سرحدِ اسلام پر رہ کر کفار کے مقابلے میں ڈٹا رہنارُباط ہے۔رباط بڑی عبادت ہے،رب فرماتا ہے:"وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کے مقابل مورچے سنبھالنا ظاہری رباط ہے اور مذکورہ بالا اعمال باطنی رباط یعنی نفس شیطان کے مقابل حدودایمان کی حفاظت۔

مسواک کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ» (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر یہ نہ ہوتا کہ اپنی امت پر دشواری کروں گا تو انہیں عشاء میں دیر کا اور ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا ۱ـ (مسلم بخاری)

شرح حدیث ۱ـ یعنی ان پر فرض کردیتا کہ نمازعشاءتہائی رات پر پڑھیں،اورہرنماز کے لیے وضو کریں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضورباذن الٰہی احکام کے مالک ہیں،جو چاہیں فرض کریں،جو چاہیں حرام کہ فرماتے ہیں میں فرض کردیتا۔خیال رہے کہ یہ حدیث امام شافعی کے نزدیک اپنے ظاہر پر ہے مگر ہمارے ہاں ہر نماز سے مراد اس کا وضو ہے یعنی وضو پوشیدہ ہے،کیونکہ ابن خزیمہ، حاکم، بخاری شریف نے "کتاب الصوم" میں انہی ابوہریرہ سے یہی حدیث روایت کی مگر اس میں بجائے "صَلوٰۃٍ کے عِنْدَکُلِّ وُضُوءٍ" ہے اور احمد وغیرہ کی روایت ہے "عِنْدَکُلِّ طُھُوْرٍ"وہ حدیثیں اس کی تفسیر ہیں۔خیال رہے کہ وضو میں مسواک کی زیادہ تاکید ہے ورنہ وضو کے علاوہ پانچ جگہ اوربھی مسواک سنت ہے جیسا کہ عرض کیا گیا۔امام احمد کی روایت میں ہے کہ مسواک کی نماز بغیر مسواک کی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "السِّوَاكُ مُطَهِّرَةٌ لِلْفَمِ مِرْضَاةٌ لِلرَّبِّ".	روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسواک منہ صاف کرنے والی ہے۔اللہ کی رضا کا سبب ہے ۱

شرح حدیث

۱؎ یعنی اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔خیال رہے کہ مسواک سے مسلمان کا مسواک کرنا بنیّتِ عبادت مراد ہے،کفار کی مسواک اورمسلمانوں کی عادتًا مسواک اگرچہ منہ تو صاف کردے گی مگر رضائے الٰہی کا ذریعہ نہ بنے گی،نیز اگرچہ مسواک میں دنیوی اور دینی بہت فوائد ہیں،مگر یہاں صرف دو فائدے بیان ہوئے۔یا اس لئے کہ یہ بہت اہم ہیں یا کیونکہ باقی فوائد بھی ان دو میں داخل ہیں۔منہ کی صفائی سے معدے کی قوت اور بے شمار بیماریوں سے نجات ہے اور جب رب راضی ہوگیا پھر کیا کمی رہ گئی۔

وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے شریح ابن ہانی سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو پہلے کیا کام کیا کرتے تھے؟ فرمایا مسواک ۲؎ (مسلم)۔

شرح حدیث

۱؎ صحیح یہ ہے کہ حضرت شریح مجتہدین تابعین سے ہیں،اورآپ کے والد ہانی ابن یزید صحابی ہیں،حضرت شریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوچکے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانی سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں؟عرض کیا تین۔شریح،عبداللہ اور مسلم۔فرمایا تمہاری کنیت ابو شریح ہے،آپ سیدنا علی مرتضٰی کے مخصوص ساتھی ہیں،بلکہ آپ کے قاضی رہے ہیں،جنگ جمل و صفین میں آپ کے ساتھ تھے،۷۸ھمیں شہید کیئے گئے۔

۲؎ معلوم ہوا کہ مسواک وضو کے علاوہ بھی کرنی چاہیئے۔مرقاۃ وغیرہ میں ہے کہ مسواک کے ستر فائدے ہیں:جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے،یہ "پائیریا" سے محفوظ رکھتی ہے،گندہ دہنی دور کرتی ہے،دانتوں و معدے کو قوی کرتی ہے،آنکھوں میں روشنی دیتی ہے۔دیکھو شامی وغیرہ۔ اور افیون میں ستر برائیاں ہیں:جن میں سے ایک یہ ہے کہ ا س سے خرابیِ خاتمہ کا اندشیہ ہے۔

وضو کو اچھی طرح نہ کرنے سے ڈرانا

عن ابي هريرة رضى الله عنه أن النبي الرائى ﷺ رجلا لم يغسل عقبه فقال : وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے (وضو میں) اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی،تو آپ ﷺ نے فرمایا:ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت

عن أبي هريرة رضي الله عنه:أنه رأى قوماً يتوضؤون من المطهرة، فقال: أسبغوا الوضوء، فإن أبا القاسم صلى الله عليه وسلم قال: "ويلٌ للأعقابِ من النار"أو قال: ويلٌ للعراقيبِ من النار۔	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو لوٹے سے وضو کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا پوری طرح وضو کرو بے شک میں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا ہے ہلاکت ہے ایڑیوں کے لیے آگ میں یا ہلاکت ہے ایڑی کے اوپر کے پٹھے کے لیے آگ سے۔

شرح حدیث: ویل کے معنی افسوس بھی ہیں اور دوزخ کے ایک طبقے کا نام بھی ہے ، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ یعنی اگر اعضائے وضوء میں سے کوئی عضو ناخن برابر سوکھا رہ گیا تو وہ شخص ویل میں جانے کا مستحق ہے، اس سے تین مسئلے ثابت ہوئے : ایک یہ کہ جب موزے نہ پہنے ہوں تو وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے، مسح جائز نہیں اس پر تمام صحابہ کرام اہل بیت اطہار اور ساری امت کا اجماع ہے۔ حضرت علی ہمیشہ پاؤں دھویا ہی کرتے تھے جیسا کہ خود شیعوں کی کتب سے بھی ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ مغسولہ اعضاء کو مکمل دھونا فرض ہے حتی کہ انگوٹھی کے نیچے اور بالیوں اور بلاک کے سورخوں میں پانی پہنچانا وضو اور غسل میں فرض ہے۔ تیسرے یہ کہ گناہ صغیرہ پر بھی سخت عذاب ہو سکتا ہے۔

وضو کے بعد ان کلمات کو کہنے پر ترغیب دلانا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْ ءَ ثُمَّ يَقُوْلُ:اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اِلَّافُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔	حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "تم میں سے جو بھی وضو کرے اور اس میں مبالغہ کرے یا کامل طریقے سے وضو کرے پھر یوں کہے:"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد(صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔" تو اُس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

شرح حدیث

وضو میں مبالغہ سے کیا مراد ہے؟ مرآۃ المناجیح میں ہے:''مبالغہ سے مراد ہے کہ اس کی خوبیوں کو انتہا پر پہنچادے،پورا کرنے سے مراد ہے کہ پورے اعضاء دھوئے،بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہ جائے۔ مِنْكُمْ فرما کر اشارہ فرمایا کہ سارے نیک اعمال مسلمانوں کو مفید ہیں،گمراہوں، بے دینوں کو نہیں،دوائیں زندہ کو فائدہ پہنچاتی ہیں نہ کہ مُردوں کو۔ **وضو کے بعد پڑھنے والے آذکار:** اِمام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:اس حدیث سے پتا چلا کہ وضو کرنے والے کے لیے وضو کے بعدکلمہ شہادت پڑھنا مستحب ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ عَنْہُ کے ساتھ حشر: حدیثِ پاک میں ہے :"اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔" مُفَسِّرِ شہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا حشر ابوبکرصدیق (رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ) کے غلاموں میں فرمائے گا کہ وہ ان سرکار کے ساتھ جنت میں جائے گا اور جیسے انہیں ہر دروازہ سے پکارا جائے گا کہ ادھر سے آؤ ایسے ہی ان کے صدقے میں اسے بھی، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آٹھوں دروازے کھلنا حضرت صدیق اکبر کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ اس کا یہ داخلہ ان کے صدقے سے ہے۔خیال رہے کہ اگرچہ ہر جنتی داخل ایک ہی دروازہ سے ہوگا مگر ہر دروازہ سے پکارا جانا اس کی عزت افزائی کے لئے ہے۔

وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کی فضیلت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: «يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَقَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيْ فِي الْجَنَّةِ» . قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا مِنْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت بلال سے فرمایا ۱ـــ کہ اے بلال مجھے اپنے امید افزا کام کی خبر دو جو تم نے اسلام میں کیا کیونکہ میں نے تمہارے نعلین کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ۲ـــ فرمایا میں نے اپنے نزدیک کوئی امید افزا کام نہیں کیا بجز اس کے کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں وضو نہیں کیا مگر اس وضو سے اس قدر نماز پڑھ لی جو میرے مقدر میں تھی ۳ـــ(مسلم،بخاری)

شرح حدیث ۱ـــ غالب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شب خواب میں معراج ہوئی تب اس کے سویرے کو حضرت بلال سے یہ سوال فرمایا کیونکہ جسمانی معراج کے سویرے تو فجر جماعت سے پڑھی نہ تھی یا یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی معراج میں ملاحظہ فرمایا تھا مگر یہ سوال کسی اور دن فجر کی نماز کے بعد فرمایا،یہ ہی معنی زیادہ ظاہر ہیں۔۲ـــ حضرت بلال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جنت میں جانا ایسا ہے جیسے نوکر چاکر بادشاہوں کے آگے ہٹو بچو کرتے ہوئے چلتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اے بلال! تم نے ایسا کون سا کام کیا جس سے تم کو میری یہ خدمت میسر ہوئی۔خیال رہے کہ معراج کی رات نہ تو حضرت بلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں گئے نہ آپ کو معراج ہوئی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات وہ واقعہ ملاحظہ فرمایا جو قیامت کے بعد ہوگا کہ تمام خلق سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اس طرح کہ حضرت بلال خادمانہ حیثیت سے آگے آگے ہوں گے۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے انجام پر خبردار کیا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی اور کون کس درجہ کا جنتی دوزخی ہے،یہ علوم خمسہ میں سے ہیں اور دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان و آنکھ لاکھوں برس

بعد ہونے والے واقعات کو سن لیتے ہیں،دیکھ لیتے ہیں۔یہ واقعہ اس تاریخ سے کئی لاکھ سال بعد ہو گا مگر قربان ان کانوں کے آج ہی سن رہے ہیں۔تیسرے یہ کہ انسان جس حال میں زندگی گزارے گا اسی حال میں وہاں ہوگا۔حضرت بلال نے اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری وہاں بھی خادم ہو کر ہی اٹھے۔

۳؎ یعنی دن رات میں جب بھی میں نے وضو یا غسل کیا تو دو نفل تحیۃ الوضو پڑھ لیے مگر یہاں اوقات غیر مکروہ میں پڑھنا مراد ہے تاکہ یہ حدیث ممانعت کی احادیث کے خلاف نہ ہو۔خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال سے یہ پوچھنا اسی لیے تھاتاکہ آپ یہ جواب دیں اور امت اس پر عمل کرے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شخص کے ہر چھپے کھلے عمل سے واقف ہیں،نیز یہ درجہ صرف حضرت بلال کو ان نوافل کا ہے۔ہزار ہا آدمی یہ نوافل پڑھیں گے یا پابندی کریں گے مگر انہیں یہ خدمت نصیب نہیں۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلاً عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے ۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی مسلمان نہیں جو وضو کرے تو اچھا کرے پھر کھڑے ہو کر دو نفل دل اور منہ سے متوجہ ہوکر پڑھے۲؎ مگر اس کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے ۳؎(مسلم)

شرح حدیث

۱؎ آپ مشہور صحابی ہیں،آپ امیرمعاویہ کی طرف سے حاکم مصر تھے اپنے بھائی عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد،پھر اگرچہ معزول کردیئے گئے مگر مصر میں ہی قیام رہا،۵۸ھ میں وہیں وفات ہوئی۔

۲؎ یعنی ظاہر و باطن یکسو کرکےکہ نہ جسم سے کھیلے،نہ ادھر ادھر دیکھے،نہ دل کو اورطرف لگائے۔

۳؎ رب کے فضل وکرم سے اس طرح کہ دنیا میں اسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے،مرتے وقت ایمان پر قائم رہتا ہے،قبروحشر میں آسانی سے پاس ہوتا ہے۔حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ صرف وضو کر لینے اورتحیۃ الوضوء کے دو نفل پڑھ لینے سے جنتی ہو گیا اب کسی عمل کی ضرورت نہ رہی اس قسم کی احادیث کا یہی مطلب ہوتا ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى إِلَى الْمَرافِقِ ثَلَاثًا ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا ، ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ،ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ -	روایت ہے انہی سے کہ آنجناب نے وضو کیا تو ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا پھر کلی کی ناک میں پانی لیا ۱؎ پھر تین بار چہرہ دھویا پھر کہنی تک داہنا ہاتھ تین بار پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا کہنی تک پھر سر کا مسح کیا ۲؎ پھر داہنا پھر بایاں پاؤں تین تین بار

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِيْ هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: "مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيهِمَا بِشَيْءٍ، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ.	دھوئے پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا۳ے پھر فرمایا جو میری طرح وضوءکرے پھر دو نفل پڑھ لے جن میں اپنے دل سے کچھ باتیں نہ کرے تو اس کے پچھلے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۴ے(مسلم،بخاری)اور لفظ بخاری کے ہیں۔

شرح حدیث

اے اس طرح کہ پہلے تین کلیاں کرلیں،پھر تین بار ناک میں پانی لے کر صاف کی جیسے کہ اور اعضاء کی ترتیب میں ہے،لہذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے۔شافعی لوگ ایک چلو کے آدھے سے کلی اور آدھے سے ناک میں پانی لیتے ہیں یعنی ان کے ہاں فرد فرد کے پیچھے ہے ہمارے ہاں نوع نوع سے پیچھے۔

۲ے **اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:** ایک یہ کہ ہاتھ مع کہنی دھونے چاہئیں۔دوسرے یہ کہ سر کا مسح صرف ایک بار ہو کیونکہ دھونے میں تین کا ذکر ہے مسح میں نہیں،نیز اگر مسح تین بار کیا جائے تو وہ دھونا ہوجائے گا،یہی امام اعظم کا مذہب ہے۔شوافع کے یہاں مسح بھی تین بار ہوگا،یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

۳ے چونکہ حضرت عثمان غنی کا وضو ان لوگوں کے سامنے تھا اورحضور کا وضو ان لوگوں سے مخفی اسی لئے آپ نے اس طرح فرمایا۔ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عثمان کا وضو حضور کے وضو کی مثل تھا نہ کہ حضور کا وضو آپ کے وضو کی مثل۔

۴ے یعنی وضو کے بعد دو نفل تحیۃ الوضو پڑھے جب کہ نفل مکروہ نہ ہوں اور اگر نفل مکروہ ہوں جیسے فجر اور مغرب کا وضو،تو وضو کے بعد فرض نماز میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا بھی ثواب مل جائے گا۔(مرقاۃ)لَایُحَدِّثُ فرماکر یہ بتایا کہ عمداً اور طرف خیال نہ دوڑائے،بلا قصد خطرات معاف ہیں۔جیسا کہ لمعات اور مرقاۃ میں ہے بشرطیکہ دفع کی کوشش کرتا رہے۔گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہیں اور بے گناہ لوگوں کے درجے بلند ہوتے ہیں،کیونکہ جو کام گنہگاروں کے لئے معافی کا ذریعہ ہے وہ نیک کاروں کی ترقی کا سبب۔

{سوالات}

سوال: آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون سے دو لعنتی کاموں سے بچنے کی ترغیب ارشاد فرمائی؟

سوال: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الراكد اعراب لگا کر ترجمہ لگائیں۔

سوال: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب دیئے جارہے ہیں ان پر کس وجہ سے عذاب ہو رہا تھا ؟؟

سوال:إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِالْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ ترجمہ کریں اعراب لگائیں۔

سوال: آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے امتیوں کو کس طرح پہچانیں گے حدیث کی روشنی میں بیان کریں ۔

سوال: تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ. اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: وضو کرنے کی فضیلت پر احادیث مبارکہ ذکر کریں ۔

سوال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهِ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: کونسی چیز ترازو کو بھر دے گی اور کونسی چیز زمین وآسمان کے درمیان کو بھر دے گی ؟

سوال: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: مسواک کی فضیلت پر احادیث مبارکہ بیان کریں۔

سوال: وضو میں مبالغہ کرنے سے کیا مراد ہے ؟

سوال: وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی کیا فضیلت ہے ؟

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْبِ! صَلَّي اللّٰه تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد

کتاب الصلاۃ

اذان کی فضیلت

عَنْ اَبِيْ ہُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَ وَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے پھر وہ قرعہ اندازی کئے بغیر اسے حاصل نہ کر سکتے تو ضرور قرعہ اندازی ہی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ (نماز کے لئے) جلدی آنے میں کتنا ثواب ہے تو اس کے لیے دوڑ کر آتے اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عِشا اور صبح کی نماز میں کتنا ثواب ہے تو ضرور حاضر ہوتے چاہے گھسٹتے ہوئے ہی آنا پڑے۔

شرح حدیث: **اذان دینے کا ثواب:** عَلَّامَہ اَبُو الْحَسَن اِبْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ ذِی الْجَلَال فرماتے ہیں: علامہ ابو جعفر داودی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان ”اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں کیا ہے؟“ اس سے مراد یہ ہے کہ ان اعمال میں کتنا زیادہ ثواب ہے تو ضرور سب لوگ ان اعمال کو بجالانے میں جلدی کرتے۔

عشا اور فجر کی فضیلت: امام طبری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: ساری نمازوں میں صرف عشا اور فجر کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا کیونکہ ان دونوں نمازوں کا وقت نفس پر بہت بھاری ہے۔ عشا کا وقت آرام کرنے اور تھکن کو دور کرنے کا وقت ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی رات کو سکون حاصل کرنے کے لیے بنایا ہے اور رات کو عشا پڑھنے کے لیے جانے میں اندھیرے میں چلنے کی مشقت اور حشرات الارض کا خوف بھی رہتا ہے۔ فجر کی نماز کا وقت نیند کے غلبہ کا وقت ہوتا ہے۔اس وقت آرام دہ بستر چھوڑ کر وضو کرنا اور مسجد کی طرف جانے میں جتنی مشقت و تکلیف ہوتی ہے وہ کسی اور نماز میں نہیں ہوتی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: اِنِّي اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلاَ اِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُو سَعِيْدٍ:سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابو صعصعہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مروی ہے کہ اُنہیں حضرتِ سَیِّدُنا ابو سعید خدری رضی اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا:میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو لہٰذا جب تم اپنی بکریوں کے پاس ہو یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان کہو تو اپنی آواز کو بلند کرکے اذان دینا کیونکہ مؤذن کی آواز کی انتہا تک جو بھی جن، انسان یا کوئی اور شے اذان سنے گی وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے۔

شرح حدیث: بلند مکان پر اذان دینی چاہیے: اذان دیتے وقت آواز کو بلند کرنا مستحب ہے تاکہ اذان پر گواہی دینے والوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو۔ مؤذن کو چاہیے کہ کسی بلند مکان پر اذان دے تاکہ دور تک آواز جاسکے۔ حضرتِ سیّدُنا بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ بنی نجار کی ایک عورت کے مکان پر اذان دیتے تھے کیونکہ اس کا مکان مسجد کے اطراف کے سب مکانوں سے اونچا تھا۔ تنہا شخص کو اذان کہنا مستحب ہے اگرچہ اس کے ساتھ نماز پڑھنے کوئی نہ آئے لیکن جہاں تک آواز جائے گی وہاں تک کی اشیاء اور حیوانات وغیرہ اس کے گواہ ہوجائیں گے۔اس حدیث سے معلوم ہواکہ جنات بھی انسانوں کی آواز سنتے ہیں۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذا نُودِيَ للصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ: اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے ۱؎ تو شیطان گوز مارتا بھاگتا ہے حتی کہ اذان نہ سنے ۲؎ پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے حتی کہ جب نماز کی تثویب کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتاہے ۳؎ جب تثویب ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے تاکہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالے کہتا ہے فلاں فلاں چیزیں یاد کر ۴؎ وہ چیزیں جو اسے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا کہ کتنی رکعت پڑھیں ۵؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ خواہ نماز میں بلانے کے لیے دی جائے یاکسی اور مقصد کے لئے،جیسے بچے کے کان میں یا بعد دفن قبر پر وغیرہ۔لِلصَّلٰوۃ اس لیے فرمایاتاکہ کوئی اذان کے لغوی معنی نہ سمجھ جائے۔

۲؎ یہاں بھاگنے کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ یہ وباء جنات کے اثرسے ہے۔بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان موجود ہوتاہے جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔ دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان دی جاتی ہے کیونکہ وہ میت کے امتحان اور شیطان کے بہکانے کا وقت ہے،اس کی برکت سے شیطان بھاگے گا،نیز میت کے دل کو سکون ہوگا،نئے گھر میں دل لگ جائے گا،نکیرین کے سوالات کے جوابات یاد آجائیں گے۔اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق"حصہ اول میں دیکھو۔گوز مارنے سے مراد اس کی انتہائی ذلت اورخوف ہے کہ ایسی حالت میں ڈرنے والا گوزمارتا ہوا ہی بھاگا کرتاہے۔

۳؎ **تثویب سے مراد** اقامت یعنی تکبیر ہے اس میں بھی اذان کی طرح اثر ہے۔

۴؎ چیزوں سے مراد نماز سے غیرمتعلق خیالات ہیں،تجربہ ہے کہ نماز میں وہ باتیں یاد آتی ہیں جو نمازکے باہر یادنہیں آتیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی نے شیطان کو انسانوں کے دلوں پر تصرف کرنے کی قدرت دی ہے انسانوں کی آزمائش کے لئے،کتنی ہی کوشش کی جائے مگر ان وسوسوں سے کلی نجات نہیں ملتی۔چاہیئے کہ وسوسوں کی پرواہ نہ کرے نماز پڑھتا رہے،مکھیوں کی وجہ سے کھانا نہ چھوڑے۔

۵؎ مسئلہ فقہی یہ ہے کہ اگر پہلی بار یہ واقعہ پیش آئے تو نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر آتا رہتا ہو تو کم رکعتوں کا لحاظ کرے،مثلاً اگر شبہ ہوگیا کہ چار پڑھیں یا تین تو تین مانے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی افضل سے مفضول کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔دیکھو نماز،تلاوت قرآن اور رکوع و سجود سے شیطان نہیں بھاگتا۔بھاگتا ہے تو اذان سے حالانکہ اذان سے نماز افضل ہے،حضورفرماتے ہیں کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے حالانکہ ابوبکر صدیق افضل ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ". قَالَ الرَّاوِيُّ: وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ مِيْلًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت جابرسے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شیطان جب نماز کی اذان سنتاہے توبھاگ جاتاہے ۱؎ حتی کہ مقام روحاء تک پہنچ جاتاہے ۲؎ راوی نے فرمایا کہ روحاء مکہ مدینہ سے چھتیس میل ہے ۳؎ (مسلم)

شرح حدیث: ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو جنات کا مورث اعلیٰ ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد قرین شیطان ہو جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے یا سارے شیطین۔

۲؎ یعنی نمازی سے اتنی دور بھاگ جاتا ہے جتنا مدینہ سے روحاء۔

۳؎ راوی سے مراد ابوسفیان طلحہ ابن نافع مکی ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ روحاء مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب ۳۶ میل یعنی ۱۲ کوس ہے،اس سے شیطان کی قوت رفتار معلوم ہوئی کہ وہ پل بھر میں ۳۶ میل جا آ سکتا ہے کیوں نہ ہو کہ وہ آتشی ہے۔آگ کی رفتار اگر دیکھنا ہو تو آج بجلی کی رفتار دیکھ لو،جب نار کی یہ رفتارہے تو اولیاء اللہ اور انبیاءکرام نوری لوگوں کی رفتار کا کیا پوچھنا،قرآن کریم فرمارہا ہے کہ بنی اسرائیل کے ولی آصف برخیا پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے بلقیس کا تخت شام میں لے آئے،معراج کی رات سارے نبیوں نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی،حضور برق رفتار براق پر سوار ہوکر پل بھرمیں آسمانوں پر پہنچے،تو یہ انبیاء پہلے پہنچ کر وہاں استقبال کے لیے حاضر تھے۔اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاءالحق" حصہ اول میں دیکھو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:اَلْمُؤَذِّنُونَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .	حضرتِ سَیِّدُنا امیرمعاویہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کو فرماتے ہوئے سنا ":اذان دینے والے قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ لمبی گردن والے ہوں گے۔

شرحِ حدیث: مؤذنوں کی گردن لمبی ہونے سے مراد: اِمام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: مؤذنوں کی گردن لمبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن انہیں لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت کی امید ہوگی اور جسے کسی چیز کی امید اور اشتیاق ہو وہ گردن اُٹھا کر اُسے دیکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اُنہیں بہت زیادہ ثواب ملے گا جسے وہ گردن اُٹھا اُٹھا کر دیکھیں گے۔

حضرت سَیِّدُنا نضر بن شمیل رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب لوگ اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے تو مؤذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی تاکہ اُنہیں یہ اذیت نہ پہنچے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مؤذن قیامت کے دن سردار ہوں گے اور اہل عرب سرداروں کو لمبی گردن سے موصوف کرتے ہیں۔

عَلَّامَہ حافِظ عَبْدُالْمُؤْمِن بِنْ خَلَفْ دِمْیاطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: "لمبی گردن سے مراد ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عمل والے لوگ مؤذنین ہوں گے اور ایک قول یہ ہے کہ مؤذنین کی گردنیں حقیقۃً لمبی ہوں گی کیونکہ قیامت کے دن لوگ تعداد میں کثیر اور پریشان حال ہوں گے کوئی پسینہ میں منہ تک ڈوبا ہوا ہو گا، کسی کا پسینہ کانوں کی لو تک پہنچتا ہوگا اور کسی کا پسینہ سر سے بلند ہوجائے گا جبکہ مؤذنین اس دن لوگوں میں سب سے لمبی گردنوں والے ہوں گے اور ان کے سر دیگر لوگوں سے بلند ہوں گے اور وہ جنت میں داخلہ کی اجازت کے منتظر ہوں گے۔

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيْرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَكَانَ يَسْتَمِعُ الأَذَانَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "عَلَى الْفِطْرَةِ"، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ". فَنَظَرُوْا إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعزًى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر طلوع ہونے پر حملہ کرتے تھے ۱؎ اذان پر کان لگاتے تھے اگر اذان سن لیتے تو باز رہتے ورنہ حملہ کردیتے ۲؎ ایک شخص کو کہتے سنا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فطرت پر ہے پھر اس نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو آگ سے نکل گیا صحابہ نے اسے دیکھا تو وہ بکریاں چرانے والا تھا ۳؎ (مسلم)

شرحِ حدیث: ۱؎ یعنی جب جہاد میں کفار کے علاقہ پر شاہانہ حملہ کرتے تو صبح کے وقت اذان کا انتظار کرتے کیونکہ یہ وقت عبادات کی قبولیت اور رحمت الٰہی کے نزول کا ہے اور جہاد بھی عبادت ہے۔

۲؎ معلوم ہوا کہ اذان مصیبتوں کو دفع کرتی ہے، سرکار اذان کی آواز سے یہ پتہ لگاتے تھے کہ یہ مسلمانوں کی بستی ہے جہاں مسلمان آزادی سے اپنی عبادتیں کر رہے ہیں۔ کفار کا زور نہیں لہذا یہاں جہاد کی ضرورت نہیں کیونکہ جہاد کفر کا زور توڑنے کے لیے ہوتا ہے نہ کہ کافروں کو جبرًا مسلمان کرنے کے لیے۔

۳ے حضور انورصلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے کے متعلق چند گواہیاں دیں:ایک یہ کہ اس وقت یہ سچا مسلمان ہے۔دوسرے یہ کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔تیسرے یہ کہ اس کے سارے گناہوں کی معافی ہوگی۔معلوم ہوا کہ حضور ہر ایک کے دل کا حال بھی جانتے ہیں اورسب کے انجام سے بھی خبردار ہیں،کیوں نہ ہو کہ لوح محفوظ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔

اذان کے جواب دینے کی ترغیب اور کن الفاظ کے ساتھ جواب دے اور اذان کے بعد کیا کہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوْا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا :"جب تم اذان کی آواز سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مؤذن کوسنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ رہا ہے ۱ے پھر مجھ پر درودبھیجو کیونکہ جو مجھ پرایک درودبھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے ۲ے پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی کے لائق ہے مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں ۳ے تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے اس پرمیری شفاعت لازم ہے ۴ے(مسلم)

شرح حدیث: اذان سے پہلے اوربعددرودشریف پڑھنا: مذکورہ دونوں حدیثوں میں اذان کا جواب دینے کی ترغیب دی گئی ہے کہ جب اذان ہو تو جو کلمات مؤذن کہتا جائے تم بھی وہی کلمات دہراتے جاؤ۔مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے،بعض مؤذن اذان سے پہلے ہی درود شریف پڑھ لیتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں،ان کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔شامی نے فرمایا کہ اقامت کے وقت درود شریف پڑھناسنت ہے۔خیال رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے درود پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے،بلاوجہ اسے منع نہیں کہہ سکتے۔ خیال رہے کہ وسیلہ سبب اور توسل کو کہتے ہیں،چونکہ اس جگہ پہنچنا رب سے قُرب خصوصی کا سبب ہے اس لیے وسیلہ فرمایا گیا۔حضورصَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمانا کہ "امید کرتا ہوں" تواضع اور انکساری کے لئے ہے ورنہ وہ جگہ حضور کے لئے نامزد ہو چکی ہے۔ہمارا حضور کے لیے وسیلہ کی دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے فقیر امیر کے دروازے پر صدا لگاتے وقت اس کی جان ومال کی دعائیں دیتا ہے تاکہ بھیک ملے،ہم بھکاری ہیں،حضور داتا،اُنہیں دعائیں دینا مانگنے کھانے کا ڈھنگ ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا	روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تم میں سے کوئی کہےاَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر مؤذن کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ یہ بھی

اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله پھر مؤذن کہے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ الله یہ بھی کہے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ الله پھر مؤذن کہے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ یہ کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله پھر مؤذن کہے حَيَّ عَلَى الْفَلَاح یہ کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله ۱؎ پھر مؤذن کہے الله أَكْبَرُ اَلله أَكْبَرُ تو یہ بھی کہے اَلله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ پھر مؤذن کہے لَا إِلَهَ إِلَّا الله تو یہ صدق دل سے کہے لَا إِلَهَ إِلَّا الله جنت میں جائے گا۲؎ (مسلم)

شرح حدیث: ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ مؤذن سے مراد نماز کے لیے اذان دینے والا ہے کیونکہ دوسری اذانوں کا جواب دینا سنت سے ثابت نہیں۔اَحَدُکُمۡ سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو جواب اذان دینے پر قادر ہو،لہذا اس سے نماز پڑھنے والا،استنجا کرنے والا وغیرہ علیحدہ ہیں۔بہتر یہ ہے کہ جواب دینے والا"حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الۡفَلَاحۡ"بھی کہے اور لَا حَوۡلَ بھی پڑھے تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہوجائے اور گزشتہ پر بھی۔اس وقت لَا حَوۡلَ پڑھنا اس لیے ہے تاکہ شیطان دور رہے اورنماز کی حاضری آسان ہو۔۲؎ ظاہر یہ ہے کہ مِنۡ قَلۡبِہٖ کا تعلق سارے جواب سے ہے،یعنی اذان کا پورا جواب سچے دل سے دے کیونکہ بغیر اخلاص کوئی عبادت قبول نہیں۔اگر جنت سے وہی جنت مراد ہے جو قیامت کے بعد ملے گی تو دَخَلَ بمعنی مستقبل ہے اور اگر جنت سے مراد دنیا کی جنت ہے،یعنی عبادات کی توفیق،اچھی زندگی تو دَخَلَ ماضی کے معنی میں ہے،رب فرماتا ہے:"وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ" یعنی اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں:ایک دنیا میں،ایک آخرت میں۔(مرقاۃ)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ،وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِيْ وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.	روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اذان سنتے وقت یہ کہا کرے یااللہ اس عام دعوت اور کامل نماز کے رب محمدمصطفی کو وسیلہ اور بزرگی دے اور انہیں اس مقام محمود پرپہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ۱؎ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی ۲؎ (بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ خیال رہے کہ جنت میں حضور(صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاص مقام کا نام"وسیلہ"ہے اورقیامت میں حضورکے مقام کانام "مقام محمود"ہے۔یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) دولہا بنائے جائیں گے،سارے اولین و آخرین،کفار و مؤمنین،انبیاء و مرسلین،بلکہ خود رب العالمین حضور کی ایسی تعریفیں کریں گے جو آج ہمارے خیال و وہم سے وراء ہیں،وہ مقام نہ معلوم کیسا عظیم الشان ہے جس کا رب نے قرآن شریف میں اعلان فرمایا اورہم لوگوں کو ہر اذان کے بعد اس کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا،اسی مقام پرحضورصلی اللہ علیہ وسلم "شفاعت کبریٰ" فرمائیں گے اور یہیں سے حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر"دروازہ شفاعت"کھلے گا۔۲؎ یعنی اس دعا کی برکت سے اسے ایمان پرخاتمہ نصیب ہوگا اور وہ میری شفاعت عامہ و خاصہ کا مستحق ہوگا۔مرقاۃ نے فرمایا کہ اذان کے بعد دعا بہت قبول ہوتی ہے،لہذا مصیبت زدہ کو چاہیئے کہ اس وقت دعا مانگا کرے اسی لیے مسلمان اس دعا کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں"وَارۡزُقۡنَا شَفَاعَتَہٗ خدایا ہمیں ان کی شفاعت نصیب کر۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبِهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مؤذن کو سن کر یہ کہہ لیا کرے کہ میں گواہ ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یقینًا محمد مصطفےٰ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اللہ کی ربوبیت محمد مصطفےٰ کی رسالت اور دین اسلام سے راضی ہوں تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے ١ (مسلم)

شرح حدیث: اے ظاہریہ ہے کہ دعا اذان کے اول پڑھی جائے گی،جب موذن کی اذان کی آواز کان میں آئے کیونکہ درمیان میں یہ دعا پڑھنے سے جواب اذان میں خلل واقع ہوگا۔

اذان کے بعد بغیر کسی عذر کے مسجد سے نکل جانا

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: خرج رجل بعد ما اذن المؤذن فقال : أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم ثم قَالَ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَلا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّي رَوَاهُ أَحْمد	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ایک شخص مؤذن کے اذان دینے کے بعد مسجد سے باہر نکل گیا،تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے لیے اذان دی جائے، تو کوئی شخص مسجد سے باہر نہ نکلے جب تک نماز نہ پڑھ لے۔

شرح حدیث: یہ حکم اس کے لیے ہے جس نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اور بلا عذر مسجد سے جائے واپسی کا ارادہ نہ ہو لہذا جو نماز پہلے ہی پڑھ چکا ہے، پھر اذان ہوئی وہ مسجد سے جاسکتا ہے ایسے ہی اذان کے بعد استنجاء وغیرہ کرنے پھر لوٹنے کے ارادے سے جاسکتا ہے ، ایسے ہی اگر یہ دوسری مسجد کا امام یا جماعت کا منتظم ہو۔

مسجد تعمیر کرنا

وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ انه قَالَ: حين بنى مسجد رسول ﷺ انكم اكثركم على وانى سمعت رسول الله ﷺ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا يبتغي به وجه الله بنى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ» وفي رواية " بنى الله مثله في الجنة۔	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے مسجد نبوی کی توسیع کی تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مختلف باتیں کیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اس معاملہ میں مجھ پر بہت زیادہ گفتگو کی ہے اور میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ایسی مسجد بنائی جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔اور ایک روایت میں ہے ویسا ہی ایک گھر جنت میں بنائے گا ۔

شرح حدیث: اے یعنی مسجد بنانے والے کے لئے جنت میں ایسا گھر بنایا جائے گا جو وہاں دوسرے مکانوں سے ایسا افضل ہوگا جیسے مسجد دنیا کے دوسروں گھروں سے،ورنہ جنت کے گھروں کو یہاں کی عمارات سے کیا نسبت۔خیال رہے کہ پوری مسجد بنانا اورتعمیرمسجد میں چندہ دینا دونوں کے لئےیہی بشارت ہے بشرطیکہ ریاءکے لئے نہ ہو اللہ کے لئے ہو،اسی لئے علماءمسجد پراپنا نام لکھنے کو منع کرتے ہیں کہ اس میں ریاء کا شائبہ ہے،ہاں اگرطلب دعا کے لئے ہوتو حرج نہیں۔(مرقاۃ)اسی حدیث کی بناء پرصحابہ کرام اوراسلامی بادشاہوں نے اپنی یادگاروں میں مسجدیں چھوڑیں،مسجدبڑی ہو یا چھوٹی،کچی ہویاپکی ثواب بقدر اخلاص ہے۔

مساجد کو پاک و صاف رکھنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُ الْمَسْجِدَ فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهَا فقيل له انها ماتت: قَالَ: «أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي؟». فاتى قبرها فصلي عَلَيْهَا۔	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ ایک حبشی عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گم پایا تو اس عورت کے متعلق پوچھا لوگوں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہو گئی فرمایا تم نے اطلاع کیوں نہ دی آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لاکر اس پر نماز پڑھی۔

مسجد میں تھوکنا اور گمشدہ چیز ڈھونڈنا

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے ۱ ؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: اے اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے پکے فرش اور وہاں کی چٹائیوں،مصلّوں پر ہرگز نہ تھوکے کیونکہ وہاں اسے دفن نہ کر سکے گا۔یہ ان مسجدوں کے لیے حکم تھا جہاں کے فرش کچے تھے اور وہ بھی سخت ضرورت کے موقعہ پر جب کہ نماز میں کھنکارآجائے اورباہرجانے کا موقعہ نہ ہو،بلاوجہ وہاں تھوکنا منع اوراہانت کے لیے وہاں تھوکنا کفر ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی کو مسجد میں گمی چیز ڈھونڈتے سنے ۱ ؎ تو کہہ دے خدا تجھے وہ چیز واپس نہ دے کہ مسجدیں اس لیئے نہیں بنی ہیں ۲ ؎(مسلم)

شرح حدیث: اے چیخ کرشور مچا کر جس سے نمازیوں کی نمازوں میں خلل واقع ہو کیونکہ خاموشی سے گمشدہ چیزمسجد میں ڈھونڈھ لینا ممنوع نہیں جیسا کہ منشاء حدیث سے ظاہر ہے۔

۲؎ یعنی مسجدیں دنیاوی باتیں کرنے،شورمچانے کے لئے نہیں بنیں،یہ تو نماز اور اللہ کے ذکر کے لیے بنی ہیں۔بہتریہ ہے کہ اس شورمچانے والے کو سناکر کہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے۔اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بھیک مانگنا دیگر قسم کی دنیاوی باتیں کرنا منع ہے۔بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجد کے بھکاری کو خیرات نہ دو کہ یہ گناہ پر مدد ہے،حضرت علی مرتضٰی نے جو نماز کی حالت میں سائل کو انگوٹھی خیرات کی وہ سائل غالبًا مسجد سے باہرہوگا یا آپ مسجد کی علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھ رہے ہوں گے۔خیال رہے کہ نکاح،دینی وعظ،نعت خوانی،قاضی اسلام کے فیصلے یہ سب چیزیں دینی ہیں،لہذا مسجدمیں جائز ہیں۔ان کے متعلق احادیث وارد ہیں،البتہ جماعت کے وقت جب پہلی جماعت ہورہی ہو یہ کام نہ کئے جاویں تاکہ نماز میں حرج نہ ہو بعدمیں کئے جاویں۔

مساجد کی طرف چلنا

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا،وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ".وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: "إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ". وَزَادَ فِيْ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ: "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مرد کی باجماعت نماز اس کے گھر یا بازار کی نماز پر پچیس گناہ زیادہ ثواب رکھتی ہے ۱؎ اور یہ اس لیئے ہے کہ جب وہ وضو کرے تو اچھی طرح کرے پھر مسجد کی طرف چلے ۲؎ بجز نماز اور کوئی چیز اسے نہ لے جائے جو قدم بھی ڈالے گا اس پراس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا ۳؎ پھر جب نماز پڑھے گا تو جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہے گا ملائکہ اسے دعائیں دیتے رہیں گے یا اللہ اسے بخش دے،خدایا اس پر رحم کر ۴؎ اور جب تک تم میں کا کوئی نماز کا انتظار کرتا ہے نماز ہی میں رہتا ہے ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جب مسجد میں گھستا ہے نماز ہی اس کو روکتی ہے ۵؎ اور فرشتوں کی دعا میں یہ زیادتی ہے الٰہی اسے بخش دے۔الٰہی اس کی توبہ قبول فرما جب تک کہ وہاں وہ ایذا نہ دے اور وضو نہ توڑے ٦؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ یہاں بازار سے مراد دکان ہے نہ کہ بازار کی مسجد،بعض مسجدوں میں ۲۵ کا ثواب ہے،بعض میں ۲۷ کا،بعض میں ۵۰۰ کا،جیسی مسجدہو،جیسی جماعت،جیسا امام ویسا ثواب،لہذا احادیث میں تعارض نہیں جو کوئی اپنے گھرمیں جماعت کرالے وہ بھی مسجدکے ثواب سے محروم ہے۔

۲؎ معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کرکے مسجد کو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت با وضو افضل۔بعض لوگ بیمار پرسی کرنے باوضو جاتے ہیں۔

۳؎ یہ گنہگاروں کے لیے ہے۔نیک کاروں کے لئے ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلند کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔

۴؎ غالبًا یہاں صلوۃ سے مراد اخروی رحمت ہے اوررحم سے مراد دنیوی رحمت یاصلٰوۃ سے مرادخاص رحمت ہے اور رحم سے مراد عام رحمت،اور بہت سی توجیہیں ہوسکتی ہیں۔

۵؎ یعنی انتظارنماز کے سوا اورکسی وجہ سے مسجد میں نہیں بیٹھتا گویا نماز ہی میں رہتا ہے،اسی لیےاس وقت انگلیوں کی"تشبیک"منع ہے۔

٦؎ یعنی فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک ملیں گی جب تک وہ کسی نمازی کو ستائے نہیں،اور وہاں ریح نہ نکالے۔خیال رہے کہ غیرمعتکف کو مسجد میں ریح نکالنا منع ہے،معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اس لئےاسے معافی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ لَهُمْ: "بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تنتقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ"قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ . فَقَالَ: "يَا بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت جابرسے فرماتے ہیں مسجد کے اردگرد کچھ مکانات خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے چاہا ۱؎ کہ مسجد کے قریب آن بسیں ۲؎ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا مجھے خبرپہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب آن بسنا چاہتے ہو وہ بولے ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے یہ ارادہ تو کیا ہے فرمایا اے بنو سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو تمہارے نقش قدم لکھے جارہے ہیں اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے نقش قدم لکھے جارہے ہیں ۳؎(مسلم)

شرح حدیث:۱؎ یہ انصار کا ایک قبیلہ ہے جن کے گھرمسجدنبوی شریف سے بہت دور تھے۔

۲؎ یعنی ان لوگوں نے یہ کوشش نہ کی کہ اپنے محلے میں الگ مسجد بنالیں،بلکہ حضور انورصلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کے لئےاپنے گھرچھوڑدینا اورمحلہ خالی کردینا گواراکرلیا۔

۳؎ تمہارے نامہ اعمال میں ثواب کے لیے کیونکہ مسجدکی طرف ہرقدم عبادت ہے یاتمہاری اس مشقت کا تذکرہ حدیث کی کتب میں اورعلماء کی تصانیف میں لکھاجائے گا،واعظین اس پر وعظ کریں گے،جوتمہارے واقعے سن کر دورسے مسجد میں آیا کریں گے،ان سب کا ثواب تمہیں ملاکرے گا۔خیال رہے کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا متقی کے لئےباعث ثواب ہے کہ وہ دور سے جماعت کے لئےآئے گا مگر غافلوں کے لئےثواب سے محرومی کہ وہ دوری کی وجہ سے گھر میں ہی پڑھ لیا کریں گے،لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ منحوس وہ گھر ہے جس میں اذان کی آواز نہ آئے یعنی غافلوں کے لیےدوری گھرنحوست ہے۔

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى،وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں نماز کا ثواب پانے والا وہ ہے جس کا راستہ دراز ہو پھر وہ جس کا راستہ دراز ہو ۱ے اورجو نماز کا انتظار کرے حتی کہ امام کے ساتھ پڑھے اس کا ثواب اس سے زیادہ ہے جو نماز پڑھے پھرسو جائے ۲ے(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا ے یعنی جس کا گھر اپنی مسجد سے دورہو،پھر وہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھاکرے اسے بقدر قدم ثواب ملے گا۔یہ مطلب نہیں کہ محلے کی مسجد چھوڑ کر خواہ مخواہ دور کی مسجد میں پہنچا کرے،ہاں اگر محلے کی مسجد کا امام بدعقیدہ ہے تو اور جگہ جاسکتاہے۔

۲ے خواہ اکیلے نماز پڑھ کر،خواہ دوسرے امام کے پیچھے جماعت سے پڑھ کر کیونکہ جماعت اول کا زیادہ ثواب ہے اور جماعت اول وہی ہے جو امام مسجد کے ساتھ پڑھی جائے،ہاں اگر وہ امام وقت مکروہ میں نماز پڑھتا ہو تو اکیلا ہی پڑھ لے،جیسا کہ گزشتہ احادیث میں گزرچکا۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَتْ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ فَقِيلَ لَهُ:لَوْ اِشْتَرَيْتَ حِمَارًا لِتَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِقَالَ:مَا يَسُرُّنِي اَنَّ مَنْزِلِي اِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ يُكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِوَرُجُوعِيْ اِذَارَجَعْتُ اِلَى اَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى االلهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ.	حضرتِ سَیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ ایک انصاری تھے، میں نہیں جانتا کہ اس سے زیادہ کوئی مسجد سے دُور رہتا ہو۔ان کی کوئی جماعت فوت نہ ہوتی تھی ۔ اس سے کہا گیا :"تم کوئی گدھا وغیرہ کیوں نہیں خرید لیتےکہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آیا کرو۔"اس نے کہا: "مجھے تویہ بھی پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے قریب ہو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف آنا اور مسجد سے گھر کی طرف جانا لکھا جائے ۔"حضور نبی رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:" االلہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ سب تیرے لیے جمع فرما دیاہے۔"

شرح حدیث: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!اس حدیثِ پاک میں بھی مسجد کی طرف جانے کاتذکرہ ہے۔یقیناً بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے گھر مسجد سے دور ہوتے ہیں مگر پھر بھی وہ پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے کی بھرپور سعی کرتے ہیں اور یقیناً بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کے گھر مساجد کے بہت قریب ہوں مگرپھر بھی بِلا وجہِ شرعی اُن کی جماعت بلکہ نمازتک قضا ہوجاتی ہو۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِىَ االلهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى االلهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟قَالُوا:بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ؟قَالَ:اِسْبَاغُ الْوُضُوْ ءِ عَلَى	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ االلہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"کیا میں تمہیں ایسے اعمال کے بارے میں نہ بتاؤں جن کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ خطائیں مٹاتا اوردرجات بلند فرماتاہے؟"صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان

الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطَااِلَى الْمَسَاجِدِوَانْتِظَارُالصَّلَاةِ بَعْدَالصَّلَاةِ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ.	نےعرض کی: کیوں نہیں یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ!فرمایا:"مشقت کے وقت کامل وضو کرنا،مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اورایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا، پس یہی رِباط ہے یہی رِباط ہے -

شرح حدیث: **مسجد کی طرف جانا:** مرقاۃ المفاتیح میں ہے:''مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا عام ہے۔ چاہے مسجد سے گھر کی دوری کے سبب ہو یا پھر چھوٹے چھوٹے قدم چلنے کی وجہ سے ہو اورمسجد کی طرف جانا چاہے نماز کے لیے ہو یا پھر دیگر عبادات کے لیے (دونوں صورتوں میں یہ فضیلت پائے گا)۔ **ایک نماز کے بعددوسری نمازکا انتظار:** عَلَّامَہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظارسے مراد یہ ہےکہ باجماعت یا بوجہِ مجبوری تنہا نماز ادا کرنے کے بعد اگلی نماز یا جماعت کا انتظار کیا جائے ، چاہے یہ انتظارمسجد میں ہو ،گھر و بازار میں ہو یا کسی اور کام میں مصروف رہتے ہوئے دل مسجد میں لگا رہے اور نماز کی فکر دامن گیر ہو کہ یہی دائمی حضورِ قلبی ہے۔

رِباط سے کیا مراد ہے؟ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!حدیث پاک میں مشقت کےوقت کامل وضو کرنے، مساجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کو"رِباط"فرمایا گیا ،یہاں"رِباط"سے کیامراد ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ االلہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"اسلامی سرحدوں کو اسلام دشمن قوتوں کی دخل اندازی سے محفوظ رکھنے کے لئے حفاظتی انتظام کرنا،اسلامی سرحدوں پر پہرا دینا،اِس مقصد کے لئے اپنی سواریوں کو چاک و چوند رکھنا"رِباط"کہلاتا ہے۔اِسی طرح شیطانی لشکروں سے حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھنا بھی"رِبا ط"کہلاتا ہے یا پھر حدیث میں مذکور تینوں اَعمال یعنی تنگی وتکلیف میں وضو کرنا،مسجد کی طرف جانے میں تیزی کرنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنے کے ذریعے شیطانی حملوں سےبچنے کے لئے اپنی خواہشات کومغلوب کردینےکویہاں"رِبا ط" کہا گیا ہے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ االلہ عَنْہُ:اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى االلہ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُ لًا كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ االلہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورنبی کریم رَءُوْف رحیم صَلَّی االلہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا:"جو شخص صبح یاشام مسجد جاتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے صبح و شام جنت میں مہانی کا سامان تیار فرماتاہے۔

شرح حدیث: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!اِس حدیثِ پاک میں اُن خوش نصیبوں کے لئے جنتی مہمان نوازی کی خوشخبری ہے جو مسجد جاکر پابندی کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔

مسجد جانے کی فضیلت کیسے حاصل ہوگی؟ عَلَّامَہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِیفرماتے ہیں:"جومسلمان مسجد میں کسی بھی وقت نماز،اعتکاف،تلاوتِ قرآن یا حُصُولِ علم کے لئے جائے تو اسے مذکورہ فضیلت حاصل ہوگی۔ مسجد اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا گھر ہے تو جو اس میں آئے گا اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے جنت عطا فرمائے گا کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہےاور وہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

صبح وشام نُزل (مہمانی) کی وضاحت: مُفَسِّرِ شہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حکیمُ الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: "صبح شام سے مراد ہمیشگی ہے یعنی جوہمیشہ نماز کے لیے مسجد میں جانے کا عادی ہوگا اسے ہمیشہ جنتی رِزق ملے گا۔ "نُزُل (مہمانی)" اس کھانے کو کہتے ہیں جو مہمان کی خاطر پکایا جائے، چونکہ وہ پُر تکلُّف ہوتا ہے اور میزبان کی شان کے لائق، اس لئے جنتی کھانے کو "نُزُل" فرمایا گیا، ورنہ جنتی لوگ وہاں مہمان نہ ہوں گے مالک ہوں گے۔"

مسجد میں آنے کی ایک نیت: شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: مذکورہ حدیثِ پاک میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسجد گویا مہمان خانہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں آنے والوں کو اپنی عطا سے محروم نہیں کرتا کہ وہ کریم اس سے پاک ومُنَزَّہ ہے کہ اپنے مہمان کو محروم کرے۔ مسجدمیں آنے کی ایک نیت یہ بھی ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں کے وصول کرنے کی نیت بھی کرے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےکہ آبادیوں میں رب کو پیاری جگہ مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ وہاں کے بازارہیں ا ؎ (مسلم)

شرح حدیث: ا ؎ کیونکہ مسجدوں میں اکثر ذکر اللہ کے لیے حاضری ہوتی ہے اور بازاروں میں اکثر جھوٹ، فریب، غیبت وغیرہ، اگرچہ کبھی مسجدوں میں بھی جوتی چور اوربازاروں میں بھی اولیاءاللہ چلے جاتے ہیں اسی لیے فرمایا گیا کہ تم ان لوگوں میں سے ہونا کہ جن کا جسم بازار میں اور دل مسجد میں ہے، ان میں سے نہ ہوجن کا جسم مسجد میں اور دل بازار میں ہو۔ خیال رہے کہ یہاں شہروں سے مراد عام شہر ہیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ان سے علیحدہ ہیں۔ وہاں کے تو گلی کوچے بازار وغیرہ سب خدا کو پیارے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ" اورفرماتا ہے: "لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ"۔ کیوں نہ ہو کہ یہ محبوب کی نگریاں ہیں ؎

الترغيب في لزوم المساجد والجلوس فيها

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللهِ، وَرجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِيْ اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّيْ أَخَافُ اللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالٰی اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا ۱ ؎ جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا عادل بادشاہ ۲ ؎ وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے ۳ ؎ وہ شخص جس کا دل جب سے کہ وہ مسجد سے نکلے مسجد میں لگا رہے حتی کہ مسجد میں لوٹ آئے ۴ ؎ وہ دوشخص جو اللہ کے لیئے محبت کریں جمع ہوں تو اسی محبت پر اورجدا ہوں تو اسی پر ۵ ؎ اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں بہیں ۶ ؎ اور وہ شخص جسے خاندانی حسین عورت بلائے وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں ۷ ؎ اور وہ شخص

	جو چھپ کر خیرات کرے حتی کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنا ہاتھ کیا دے رہا ہے ۸؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا؎ یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تاکہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔

۲؎ یعنی وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی،لہذا یہ قیامت میں رب تعالٰی کے سایہ میں رہے گا۔یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

۳؎ یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے،چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اورنفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے،اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے ۴؎ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں،اسی لیے نماز کے بعد بلاوجہ فورًا مسجد سے بھاگ جانا اچھانہیں۔خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ،اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اورمسجد کو جائیں۔

۵؎ کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور۔جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں،بے دین اور بد عمل اولاد سے نفرت،متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے۔یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوےٰ پر خبردار ہوکر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔

۶؎ یعنی خوف خدایا عشق جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے،تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

۷؎ یعنی خود ایسی عورت اس سے بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پرمحض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالٰی نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پرعورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے،یعنی میں رب تعالٰی سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔

۸؎ یہاں صدقہ نفلی مرادہے صدقہ فرض اورچندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے،لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں"اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ"۔

الترهيب من إتيان المسجد لمن أكل بصلاً أو ثومًا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلَا- يعنى الثوم- يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا (رواه البخاري ومسلم)	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:جو اس درخت (یعنی لہسن) میں سے کھائے، وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا ، فَلْيَعْتَزِلْنَا ، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا ، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ (رواہ مسلم)	حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جو شخص لہسن یا پیاز کھائے، تو وہ ہم سے دور رہے، یا ہماری مسجد سے دور رہے، اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔

و فی راویۃ لمسلم مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ۔	مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے پیاز، لہسن یا گندھنا کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتے بھی ان چیزوں سے اذیت محسوس کرتے ہیں جن سے بنی آدم کو اذیت ہوتی ہے

الترغیب فی الصلوات الخمس والمحافظة علیها والِایمان بوجوبها

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابن عمرسے ۱ ؎ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پانچ چیزوں پرقائم کیا گیا۲ ؎ اس کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)اس کے بندے اور رسول ہیں۳ ؎ اورنمازقائم کرنا۴ ؎ زکوۃ دینا اور حج کرنا۵ ؎ اور رمضان کے روزے۔(بخاری و مسلم)

شرح حدیث: ۱ ؎ آپ کا نام عبداللہ بن عمر ہے،ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیداہوئے، ۷۳ سنہ ھ میں شہادت ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی،ذی طویٰ کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے،چوراسی سال عمر شریف پائی،بڑے متقی اورا عمل بالسنۃ تھے۔رضی اللہ عنہ۔(مرقاۃ وغیرہ)

۲ ؎ یعنی اسلام مثل خیمہ یاچھت کے ہے اور یہ پانچ ارکان اس کے پانچ ستونوں کی طرح کہ جو کوئی ان میں سے ایک کا انکار کرے گا وہ اسلام سے خارج ہوگا،اور اس کا اسلام منہدم ہو جائیگا۔خیال رہے کہ ان اعمال پر کمال ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفس ایمان موقوف،لہذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یانماز روزہ کا پابند نہ ہو،وہ اگرچہ مؤمن تو ہے مگر کامل نہیں،اور جو ان میں سے کسی کا انکارکرے وہ کافر ہے۔لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں،نہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں۔

۳ ؎ اس سے سارے عقائد اسلامیہ مراد ہیں جو کسی عقیدے کا منکرہے وہ حضور کی رسالت ہی کا منکرہے۔حضور کو رسول ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی ہر بات کو مانا جاوے۔

۴ ؎ ہمیشہ پڑھنا،صحیح پڑھنا،دل لگا کر پڑھنا،نماز قائم کرنا ہے۔

۵ ؎ اگر مال ہو تو زکوۃ و حج ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں مگر انکا ماننا بہرحال لازم ہے۔نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی،زکوۃ وروزہ ۲ھ سنہ میں،اورحج ۹ ھ سنہ میں فرض ہوئے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأسند رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ:الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا. قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ. قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» . قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» . قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ: «مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ» . قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا. قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» . قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ» قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرَئِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ» . رَوَاهُ مُسلم

روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب(رضی اللہ عنہ) سے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے ۱ے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے۲ے اُن پر آثارِ سفر ظاہر نہ تھے اور ہم سے کوئی اُنہیں پہچانتا بھی نہ تھا۳ے یہاں تک کہ حضور(صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور(صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھٹنوں شریف سے مَس کر دیئے ۴ے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے۵ے اور عرض کیا اَے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)مجھے اسلام کے متعلق بتائیے٦ے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اورمحمد اللہ کے رسول ہیں۷ے اور نماز قائم کرو،زکوۃ دو،رمضان کے روزے رکھو،کعبہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچ سکو ۸ے عرض کیا کہ سچ فرمایا ہم کو ان پر تعجب ہوا کہ حضور سے پوچھتے بھی ہیں اورتصدیق بھی کرتے ہیں۹ےعرض کیا کہ مجھے ایمان کے متعلق بتائیے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتوں ،کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخری دن کو مانو۱۰ے اور اچھی بُری تقدیر کو مانو۱۱ے عرض کیا آپ سچے ہیں عرض کیا مجھے احسان کے متعلق بتائیے۱۲ے فرمایا اللہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اُسے دیکھ رہے ہو۱۳ے اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہاہے۱۴ے عرض کیا کہ قیامت کی خبر دیجئے۱۵ے فرمایا کہ جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں ۱٦ے عرض کیا کہ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیجئے ۱۷ے فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کوجنے گی۱۸ے اور ننگے پاؤں ننگے بدن والے فقیروں،بکریوں کے چرواہوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھو گے ۱۹ے راوی فرماتے ہیں کہ پھر سائل چلے گئے میں کچھ دیر ٹھہرا حضور(صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے فرمایا اےعمرجانتے ہو یہ سائل کون ہیں مَیں نےعرض کی اللہ اور رسول جانیں۲۰ے فرمایا یہ حضرت جبریل تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے ۲۱ے (مسلم)

شرح حدیث۱ے یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے،جو شکل انسانی میں حاضرہوئے تھے،جیسے بی بی مریم کے پاس مرد کی شکل میں گئے۔فرشتہ وہ نورانی مخلوق ہے جو مختلف شکلیں اختیار کرسکتی ہے۔جن وہ آتشی مخلوق ہے جو ہرقسم کی شکل بن جاتی ہے مگر روح وہ ہی رہتی ہے لہذا یہ اواگون نہیں۔

۲ے یعنی وہ مسافر نہ تھے ورنہ ان کے بال و لباس غبار میں اٹے ہوتے۔خیال رہے کہ حضرت جبریل کے بال کالے،کپڑے سفید(چٹے) ہونا شکل بشری کا اثر تھا ورنہ وہ خود نوری ہیں،لباس اورسیاہ بالوں سے بری۔ہاروت ماروت فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ صحبت بھی

کرسکتے تھے۔عصا موسوی سانپ کی شکل میں ہو کرسب کچھ نگل گیا تھا،ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر میں کھانا،پینا،نکاح اس بشریت کے احکام تھے،روزہ وصال میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی،بغیر کھائے پیئے عرصہ دراز گزار لیتے تھے،آج صد ہا سال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کھائے پیئے آسمان پر جلوہ گر ہیں یہ نورانیت کا ظہور ہے۔

۳؎ یعنی وہ مدینہ کے باشندے نہ تھے ورنہ ہم انہیں پہچانتے ہوتے،حضور تو انہیں خوب پہچانتے تھے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

۴؎ یعنی حضور سے بہت قریب بیٹھے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے حضرت جبریل کو پہچان لیا تھا ورنہ پوچھتے کہ تم کون ہو اور اس طرح ملکر مجھ سے کیوں بیٹھتے ہو۔

۵؎ جیسے نمازی التحیات میں دوزانو بیٹھتا ہے۔آج کل زائرین روضہ مطہرہ پر نماز کی طرح کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں اس ادب کی اصل یہ حدیث ہے۔حضرت جبریل نے قیامت تک کے مسلمانوں کو حضور کی بارگاہ میں حاضری کا ادب سکھادیا اور بتادیا کہ نماز کی طرح یہاں کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام نہیں،ہاں سجدہ یا رکوع حرام ہے۔

۶؎ اسلام کبھی ایمان کے معنی میں ہوتا ہے،کبھی اس کے علاوہ یہاں دوسرے معنی میں ہے،یعنی ظاہر کا نام اسلام ہے،باطنی عقائد کا نام ایمان اسی لیے یہاں شہادۃ و اعمال کا ذکر ہوا۔خیال رہے کہ اب حضور کو صرف "یا محمد" کہہ کر پکارنا حرام ہے،رب فرماتا ہے:"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ "الخ۔واقعہ غالبًا اس آیت کے نزول سے پہلے ہوایافرشتے اس آیت سے علیحدہ ہیں۔(مرقاۃ)

۷؎ کلمہ پڑھنے سے مراد سارے اسلامی عقائد کا مان لینا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں"الحمد"پڑھنا واجب ہے یعنی پوری سورۃ فاتحہ لہذا اس حدیث کی بنا پراب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام اسلامی فرقے مرزائی،چکڑالوی وغیرہ مسلمان ہیں کیونکہ یہ لوگ اسلامی عقائد سے ہٹ گئے۔

۸؎ اس میں بظاہرحضرت جبریل سے خطاب ہے اوردرحقیقت مسلمان انسانوں سے ورنہ فرشتوں پر نماز،روزہ،حج وغیرہ اعمال فرض نہیں، رب فرماتاہے:" وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ"۔خیال رہے کہ یہ اعمال اسلام کا جزو نہیں کہ ان کا تارک کافر ہوجائے، یہاں کمال اسلام کا ذکر ہے،تارکِ اعمال مسلمان تو ہے مگر کامل نہیں۔

۹؎ کیونکہ پوچھنا نہ جاننے کی علامت ہے اورتصدیق کرنا جاننے کی علامت۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ تمام آسمانی کتابوں سے واقف ہیں کہ رب نے حضور کے بارے میں فرمایا:"مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ "۔

۱۰؎ خیال رہے کہ عن الایمان میں ایمان اصطلاحی مراد ہے،اور ان تؤمن میں ایمان لغوی یعنی ماننا،لہذا یہتعریف الشی بنفسہ بھی نہیں اور اسمیں دور بھی نہیں۔تمام فرشتوں،نبیوں،کتابوں پر اجمالی ایمان کافی ہے،گو قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیلی ایمان لازم ہے۔

۱۱؎ اس طرح کہ ہر بری بھلی بات جو ہم کر رہے ہیں،اللہ کے علم میں پہلے ہی سے ہے اور اس کی تحریر ہوچکی ہے،تقدیر کے معنی ہیں۔اندازہ۔تقدیر دوقسم کی ہے:مبرم اورمعلق،مبرم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، معلق دعاء،اعمال وغیرہ سے بدل سکتی ہے،ابلیس کی دعا سے اس کی عمر بڑھ گئی" فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ " حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ سال کے سو برس ہوگئی۔تقدیر کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی تیسرے پارے میں ملاحظہ کریں۔

۱۲؎ یعنی رب نے فرمایا:"لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی "وغیرہ ان آیات میں احسان سے کیا مراد ہے جواب ملاکہ اخلاص عمل۔

۱۳؎ اگر تو خداکودیکھتا ہے توتیرے دل میں کس درجہ اس کاخوف ہوتا اورکس طرح تو سنبھال کرعمل کرتا،ایسے ہی خوف کیسا تھ دل لگا کر درست عمل کر۔

۱۴؎ یوں تو ہر وقت ہی سمجھو کہ رب تمہیں دیکھ رہا ہے مگر عبادت کی حالت میں تو خاص طور پر خیال رکھو،تو ان شاءاللہ عبادت آسان ہوگی،دل میں حضور و عاجزی پیدا ہوگی،آنکھوں میں آنسو آئیں گے،اللہ ہم سب کو نصیب کرے۔آمین !

۱۵؎ کہ کس دن کس تاریخ اورکس مہینہ کس سال ہوگی۔معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل امین کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کو اللہ تعالٰی نے قیامت کا علم دیا ہے کیونکہ جاننے والے سے ہی پوچھا جاتا ہے۔یہاں جبرئیل امین حضور کے امتحان یا اظہار عجز کے لیے تو سوال کر نہیں رہے ہیں،بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تو ہے مگر اس کا اظہار نہ فرمایا۔خیال رہے کہ حضورنے دوسرے موقعوں پر قیامت کا دن بھی بتادیا مہینہ بھی تاریخ بھی کہ فرمایا جمعہ کو ہوگی،دسویں تاریخ محرم کے مہینہ میں ہوگی۔

۱۶؎ یہاں علم کی نفی نہیں ورنہ فرمایا جاتا"لا اعلمُ"میں نہیں جانتا بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے،یعنی اس کا مجھے تم سے زیادہ علم نہیں،مقصد یہ ہے کہ اے جبرائیل!یہاں لوگوں کا مجمع ہے اور قیامت کا علم اسرار الہیہ میں سے ہے یہ راز مجھ سے کیوں فاش کراتے ہو۔حق یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم بھی دیا(تفسیرصاوی وغیرہ)اسی لیے حضرت جبرئیل نے حضورسے یہ سوال کیا،علم قیامت کی تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق"حصہ اول میں ملاحظہ کرو،حضور کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ حضور نے یہاں حضرت جبرئیل کو پہچان لیا تھا۔

۱۷؎ یعنی اگر قیامت کی خبر دینا خلاف مصلحت ہے تو اس کی خصوصی علامت ہی بتادیجئے۔اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا،علامتیں واقف ہی سے پوچھی جاتی ہیں۔

۱۸؎ یعنی اولاد نافرمان ہوگی،بیٹا ماں سے ایساسلوک کرے گا جیسا کوئی لونڈی سے تو گویا ماں اپنے مالک کو جنے گی،اس کی اوربھی تفسیریں ہیں۔

۱۹؎ یعنی دنیا میں ایسا انقلاب آوے گا کہ ذلیل لوگ عزت والے بن جائیں گے اور عزیز لوگ ذلیل ہوجائیں گے جیسا آج دیکھا جارہا ہے۔سکندر ذوالقرنین نے حکم دیا تھا کہ کوئی پیشہ ور اپنا موروثی پیشہ نہیں چھوڑ سکتا تاکہ عالم کا نظام نہ بگڑ جائے۔(اشعۃ اللمعات)معلوم ہوا کہ کمینوں کا اپنا پیشہ چھوڑ کر اونچا بن جانا علامت قیامت ہے۔اور اس سے نظام عالم کی تباہی ہے۔

۲۰؎ یہ صحابہ کا ادب ہے کہ علم اللہ اور رسول کے سپرد کرتے ہیں۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ حضور کا ذکر اللہ کے ساتھ ملا کر کرنا شرک نہیں بلکہ سنتِ صحابہ ہے،یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول جانیں اللہ اور رسول فضل کریں،اللہ اور رسول رحم فرما دیں،اللہ اور رسول بھلا کرے۔دوسرے یہ کہ حضور کو خبر تھی کہ یہ سائل جبریل تھے ورنہ آپ فرما دیتے کہ مجھے بھی خبر نہیں یہ کون تھے۔

۲۱۔ یعنی اس لیے آئے تھے کہ تمہارے سامنے مجھ سے سوالات کریں تم جوابات سن کر دین سیکھ لو۔اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر حضور کی اطاعت واجب ہے نہ کہ جبریل کی کہ یہاں جبریل نے حاضرین سے خود نہ کہہ دیا کہ لوگو! میں جبریل ہوں مجھ سے فلاں فلاں بات سیکھ لو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایاتاکہ لوگوں کے لیے قبول ہو۔

عَنْ اَبِيْ ہُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰي مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟ قَالُوْا: لَا يَبْقٰي مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ: فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو االلّٰہُ بِهِنَّ الْخَطَايَا.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا:تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اُس نہر سے پانچ بار نہائے تو کیا اُس پر کچھ میل رہ جائے گا؟ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اُس پر کچھ میل باقی نہ بچے گا۔حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"پانچ نمازیں اسی طرح ہیں،اللّٰہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ.	حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے ایک بڑی نہر بہتی ہو اور وہ ہر روز اُس نہر سے پانچ بار غسل کرے۔

شرح حدیث: **گناہوں سے پاک ہونے کا آسان طریقہ**:مذکورہ دونوں احادیث میں نماز کی فضیلت کا ذکر ہے کہ نماز کی مثال ایک نہر کی سی ہے جس طرح کوئی شخص کسی نہر میں روزانہ پانچ بار نہائے تو اس پر کوئی میل کُچیل باقی نہیں رہے گا اسی طرح اگر کوئی شخص روزانہ نمازِ پنجگانہ ادا کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ باقی نہ رہے گا۔ حدیث شریف میں فرمایا:"تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے ایک بڑی نہر بہتی ہو۔"یعنی جس طرح گھر کے دروازے پر موجود نہر تک تم باآسانی پہنچ سکتے اور اس میں نہا کر اپنا میل کچیل دُور کر سکتے ہو اِسی طرح نماز تک پہنچنے کے لیے تمہیں کوئی مشکل جھیلنے کی ضرورت نہیں، تم باآسانی نماز پڑھ کر اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کر سکتے ہو۔

نہر سے تشبیہ دینے کی وجہ:مُفَسِّرِشہیرمُحَدِّثِ کَبِیْرحَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:یہاں خطاؤں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں،کبیرہ گناہ اور حقوق العباد اس سے علیحدہ ہیں کہ وہ نماز سے معاف نہیں ہوتے ۔ خیال رہے کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نمازِ پنجگانہ کو نہر سے تشبیہ دی نہ کہ کنوئیں سے،دو وجہ سے:ایک یہ کہ کنوئیں میں اگر گھسا جائے تو اکثر اس کا پانی نہانے کے لائق نہیں رہتا کیونکہ وہ

پانی جاری نہیں،نہر کا پانی جاری ہے ہر ایک کو ہر طرح پاک کر دیتا ہے،یوں ہی نماز ہر طرح پاک کر دیتی ہے کیسا ہی گندا ہو۔دوسرے یہ کہ کنوئیں کا پانی تکلف سے حاصل ہوتا ہے،رسی ڈول کی ضرورت پڑتی ہے کمزور آدمی پانی کھینچ نہیں سکتا مگر نہر کا پانی بے تکلف حاصل ہوتا ہے،ایسے ہی نماز بے تکلف ادا ہوجاتی ہے جس میں کچھ نہیں کرنا پڑتا اور جب دروازے پر نہر ہو تو غسل کے لئے دور جانا بھی نہیں پڑتا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّه عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیان کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہ نہ کئے جائیں۔

شرح حدیث: **گناہوں کو بخشوانے والے اعمال:** مُفَسِّر شہیر، مُحَدِّثِ کَبِیر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے،اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشوا سکا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے گناہ صغیرہ کا کفارہ ،اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشوا سکا کہ اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب روزانہ کے گناہ پنجگانہ نمازوں سے معاف ہوگئے تو جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے۔خیال رہے کہ گناہ کبیرہ جیسے کفر وشرک،زنا،چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ واداے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ خیال رہے کہ جو اعمال گنہگاروں کی معافی کا ذریعہ ہیں وہ نیک کاروں کی بلندی درجات کا ذریعہ ہیں،چنانچہ معصومین اور محفوظین نماز کی برکت سے بلند درجے پاتے ہیں۔لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر چاہیئے کہ نیک لوگ نمازیں نہ پڑھیں کیونکہ نمازیں گناہوں کی معافی کے لئے ہیں وہ پہلے ہی سے بے گناہ ہیں۔''

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّه عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"يَقُولُ مَا مِنْ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ."	حضرتِ سَیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس مسلمان شخص پر فرض نماز کا وقت آجائے پھر وہ اس نماز کا وضو اچھی طرح کرے پھر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کا رکوع کرے تو وہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے اور یہ معاملہ عمر بھر رہتا ہے۔"

شرح حدیث: **خشوع نماز کی روح ہے:** مُفَسِّر شہیرمُحَدِّثِ کَبِیر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یارخان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:نماز کا خشوع یہ ہے کہ اس کا ہر رکن صحیح ادا کرے،دل میں عاجزی اور خوف خدا ہو،نگاہ اپنے ٹھکانے پر رہے کہ قیام میں سجدہ گاہ،رکوع میں پاؤں کی پشت،سجدہ میں ناک کے نتھنے اور قعدہ میں گود میں رہے۔خشوع نماز کی روح ہے۔رب فرماتاہے:﴿هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَۙ (۲)﴾صرف رکوع کا اسی لئے ذکر فرمایا کہ یہ سجدہ کا پیش خیمہ ہے اور بمقابلہ سجدہ کے اس میں مشقت زیادہ ہے،نیز یہ مسلمانوں کی نمازوں کا خاصہ ہے،یہود ونصاریٰ کی نمازوں میں

نہ تھا، اس کے ملنے سے رکعت مل جاتی ہے۔ نیز رکوع مستقل عبادت نہیں، صرف نماز ہی میں عبادت ہے اور سجدہ نماز کے علاوہ بھی عبادت ہے جیسے سجدہ شکر، سجدہ تلاوت وغیرہ۔(حدیث میں فرمایا:اوریہ معاملہ عمر بھر رہتا ہے۔)یعنی یہ ثواب کسی خاص نماز کا نہیں بلکہ عمر میں ہرنماز کا ہے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِوَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْئَلُهُمُ اللهُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟فَيَقُوْلُونَ:تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.	حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور فجر و عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔پھر جو رات بھر تمہارے پاس رہے جب وہ واپس اوپر جاتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سب کچھ خوب جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ؟وہ عرض کرتے ہیں : ہم انہیں نماز کی حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تب بھی انہیں نماز ہی میں پایا تھا ۔

شرح حدیث: فرشتوں سے مراد: مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی اَحمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"یہاں فرشتوں سے مراد یا تو اَعمال لکھنے والے دو فرشتے ہیں یا انسان کی حفاظت کرنے والے ساٹھ فرشتے۔ہرنابالغ کے ساتھ ساٹھ فرشتے رہتے ہیں اور بالغ کے ساتھ ٦٢۔اسی لئے نماز کے سلام اور دیگر سلاموں میں ان کی نیت کی جاتی ہے،ان ملائکہ کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں دن میں اور رات میں،مگر فجروعصر میں پچھلے فرشتے جانے نہیں پاتے کہ اگلے ڈیوٹی والے آجاتے ہیں تاکہ ہماری ابتداء وانتہا کے گواہ زیادہ ہوں۔(پھر جب فرشتے جاتے ہیں)اپنے ہیڈکوارٹر کی طرف جہاں ان کا مقام ہے۔(تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے اپنے بندوں کے بارے میں سوال کرتاہے)یہ سوال یا تو ان فرشتوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے یا نمازوں کی عظمت ان کے دلوں میں قائم کرنے کے لئے کیونکہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے کہاتھا کہ اے ربّ! تو فسادی اور خون ریزیاں کرنے والوں کو خلافت کیوں دے رہا ہے؟معلوم ہوا کہ پوچھنابے علمی کی دلیل نہیں اگر حضور نے کسی سے کوئی بات پوچھی تواس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔(فرشتے عرض کرتے ہیں:ہماری آمد و واپسی کے وقت وہ نماز میں تھے)اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ فرشتے نمازیوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں کہ آس پاس کی نیکیوں کاذکراور درمیان کے گناہوں سے خاموشی یا یہ مطلب ہے کہ اے مولا!جن بندوں کی ابتدااورانتہا ایسی اعلیٰ ہوان کے درمیانی اعمال بھی اچھے ہوں گے جس دکان کی بونی اچھی ہو اس میں ہمیشہ برکت ہی رہتی ہے۔

ملائکہ شب سے ہی پوچھنے کی وجہ: شیخ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں : فجر وعصر کو یہ خصوصی فضیلت حاصل ہے کہ اس میں صبح اور شام کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ملائکہ شب ہی سے پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ رات کا عمل افضل اور صِدق واخلاص کے اعتبار سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ علما نے یہ وجہ بھی بیان کی ہے کہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں سے افضل ہیں۔

روایت ہے حضرت جندب قسری سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو فجر کی نماز پڑھ لے وہ اللہ کی امان میں ہے ۱؎ لہذا تم سے اللہ اپنی امان کے بارے میں کچھ مواخذہ نہ کرے۲؎کیونکہ اللہ تعالٰی جب کسی سے اپنے عہد کا مواخذہ کرے گا تو اسے پکڑلے گا پھر اسے اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا(مسلم)اورمصابیح کے بعض نسخوں میں بجائے قسری کے قشیری ہے۔	وَعَنْ جُنْدُبٍ الْقَسْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهٗ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي بَعْضِ نُسَخِ "الْمَصَابِيْحِ" الْقُشَيْرِي بَدَلُ الْقَسْرِيِّ.

شرح حدیث: ۱؎ یعنی فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ کی امان میں ایسا ہوتاہے جیسے ڈیوٹی کا سپاہی حکومت کی امان میں کہ اس کی بے حرمتی حکومت کامقابلہ ہے۔خیال رہے کہ کلمہ کی امان اورقسم کی ہے اور نماز کی امان اورقسم کی،لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔

۲؎ یعنی ایسا نہ ہوکہ تم نمازی کو ستاؤ اور قیامت میں سلطنت الہیہ کے باغی بن کر پکڑے جاؤ۔

الترغیب فی الصلاۃ مطلقاً و فضل الرکوع و السجود والخشوع

روایت ہے حضرت ربیعہ ابن کعب سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارتا تھا ۲؎ تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا۳؎ مجھ سے فرمایا کچھ مانگ لو۴؎ میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں ۵؎ فرمایا اس کے سوا کچھ اور بھی میں نے عرض کیا بس یہی۶؎ فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو ۷؎(مسلم)	وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهٗ بِوَضُوئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَو غَيْرَ ذٰلِكَ» . قُلْتُ هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلٰى نَفسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ

شرح حدیث: ۱؎ آپ کی کنیت ابو فراس ہے،اسلمی ہیں،اصحاب صفّہ میں سے تھے،پرانے صحابی ہیں،سفروحضر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم ہیں،۶۳ھ میں انتقال ہوا۔

۲؎ یعنی سفرمیں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی اور اگر گھر مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ رات بھر آپ کے دروازے پر رہتا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدمت کی ضرورت ہو تو بجالاؤں۔

۳؎ یعنی ایک شب حسبِ معمول تہجد کے وقت وضو کا پانی،مسواک،مصلی لےکر خدمت میں حاضر ہوا۔بعض نسخوں میں آتِیْهِ ہے یعنی لایا کرتا تھا۔

۴؎ یعنی ایک شب شان کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا،مجھے انعام دینے کا ارادہ فرمایا۔اس جگہ مرقات اور لمعات وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا یہ چیز مانگو۔معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں۔دین و دنیا کی جونعمت جسے چاہیں دیں بلکہ حضور احکام شرعیہ کے بھی مالک ہیں جس پر جو احکام چاہیں نافذکریں۔چنانچہ حضرت خزیمہ

ابن ثابت کی گواہی دوگواہوں کی مثل قرار دی۔(بخاری)اِمِّ عطیہ کو ایک مرتبہ نوحہ کی اجازت دی۔(مسلم)ابی بردہ ابن نیازکو چھ ماہا بکری کی قربانی کی اجازت دی۔ اللہ نے جنت کی زمین کا حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کیا ہے جسے چاہیں دیں۔(مرقات وغیرہ)

۵ـ یعنی مجھے آپ جنت میں اپنے ساتھ رکھیں،جیسے بادشاہ شاہی قلعہ میں اپنے خاص خادموں کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔خیال رہے کہ حضرت ربیعہ نے اس جگہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل چیزیں مانگیں:زندگی میں ایمان پر استقامت،نیکیوں کی توفیق،گناہوں سے کنارہ کشی،مرتے وقت ایمان پر خاتمہ،قبر کے حساب میں کامیابی،حشرمیں اعمال کی قبولیت،پل صراط سے بخیریت گزر،جنت میں رب کا فضل و بلندی مراتب،یہ سب چیزیں صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگیں اور حضور نے صحابی کو بخشیں،لہذا ہم بھی حضور سے ایمان،مال،اولاد،عزت،جنت،سب کچھ مانگ سکتے ہیں،یہ مانگنا سنت صحابہ ہے۔حضور کے لنگر سے یہ سب کچھ قیامت تک بٹتا رہے گا اور ہم بھکاری لیتے رہے گے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے حضور ہی کو مانگا مگر چونکہ حضور جنت میں ہی ملیں گے،لہذا جنت کا بھی ذکر کردیا۔

٦ـ یعنی تمہاری یہ درخواست منظور ہے کچھ اور بھی چاہتے ہو؟عرض کیا جب چمن الٰہی کا پھول مل گیا توپتوں کی کیا ضرورت ہے۔

۷ـ یعنی جنت میں تمہیں اعلیٰ مقام پرپہنچانا میرے کرم سے ہے نہ کہ محض تمہارے سجدوں سے،تم اپنے سجدوں سے مجھے اس کام میں امداد دو۔عَلٰی نَفۡسِکَ فرماکر اشارۃً فرمایاگیا کہ نفس کی مخالفت جنت کا ذریعہ ہے۔(مرقات)کثرت سجود سے بتایا گیاکہ فقط نمازپنجگانہ پر کفایت نہ کرو بلکہ نوافل کثرت سے پڑھو تاکہ میرے قرب کے لائق ہوجاؤ،جیسے بادشاہ کہے کہ میرے پاس آناہے تو اچھا لباس پہنو،حاضری بادشاہ کے کرم سے ہے اور اچھا لباس دربار کے آداب میں سے۔شعر

مالک ہیں خزانہ قدرت کے جوجس کو چاہیں دےڈالیں دی خلد جناب ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

۴ـ یعنی ایک شب شان کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا،مجھے انعام دینے کا ارادہ فرمایا۔اس جگہ مرقات اور لمعات وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا یہ چیز مانگو۔معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں۔دین و دنیا کی جونعمت جسے چاہیں دیں بلکہ حضور احکام شرعیہ کے بھی مالک ہیں جس پر جو احکام چاہیں نافذکریں۔چنانچہ حضرت خزیمہ
ابن ثابت کی گواہی دوگواہوں کی مثل قرار دی۔(بخاری)اِمِّ عطیہ کو ایک مرتبہ نوحہ کی اجازت دی۔(مسلم)ابی بردہ ابن نیازکو چھ ماہا بکری کی قربانی کی اجازت دی۔ اللہ نے جنت کی زمین کا حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کیا ہے جسے چاہیں دیں۔(مرقات وغیرہ)

وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ:	روایت ہے حضرت معدان ابن طلحہ سے ۱ـ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان سے ملا میں نے کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو میں کروں تو اللہ مجھے اس کی برکت سے جنت میں داخل کردے آپ خاموش رہے میں نے

سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً» . قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

پھر پوچھا آپ خاموش رہے میں نے پھرتیسری بار پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اس بارے میں حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۲ ؎ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لیئے زیادہ سجدے اختیار کرو۳ ؎ کیونکہ تم اللہ کے لیے کوئی سجدہ نہ کرو گے مگر اللہ اس کی برکت سے تمہارا درجہ بڑھائے گا اور تمہاری خطا معاف کرے گا۔معدان کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابو درداء سے ملا ان سے پوچھا انہوں نے مجھ سے وہی کہا جو ثوبان نے کہا تھا۴ ؎(مسلم)

شرح حدیث: ا؎ آپ تابعی ہیں،شام کے رہنے والے ہیں،عالم باعمل ہیں،حضرت عمر،ابو الدرداء اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

۲؎ یعنی میں نے بھی حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار یہ سوال کیا تھا دو بارسرکار خاموش رہے تھے اور تیسری بار میں جواب دیا تھا۔(مرقات)اسی سنت پرعمل کرتے ہوئے میں بھی دوبار خاموش رہا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاموشی سائل کا شوق بڑھانے کے لیے اور حضرت ثوبان کی خاموشی اس سنت پر عمل کے لیے ہے،صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی نقل کرتے تھے۔

۳؎ اس طرح کہ نوافل زیادہ پڑھو اور تلاوت قرآن کثرت سے کرو،سجدہ شکر زیادہ کرو۔

۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ گناہوں کاکفارہ ہے مگر گناہوں سے مرادحقوق اللہ کے گناہ صغیرہ ہیں،حقوق العباد ادا کرنے سے اور گناہ کبیرتوبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

الترغیب فی الصلاۃ فی اول وقتہا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: أَيُّ الْأَعْمَالُ أَحَبُّ إِلَى اللهِ ؟ قَالَ: "الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ:"بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ" قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کو کون سا عمل زیادہ پیاراہے فرمایا وقت پرنماز ۱؎ میں نے کہا پھر کون سا فرمایا ماں باپ سے بھلائی میں نے کہا پھرک کون سا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۲؎ فرمایا مجھے حضورنے یہ باتیں بتائیں اگر زیادہ پوچھتا تو زیادہ بتاتے (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا؎ یعنی ہمیشہ نمازیں وقت مستحبہ پر اداکرنا۔علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعدنماز کا درجہ ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔جن روایتوں میں جہادکو نمازسے پہلے بیان کیا گیا وہ بعض ہنگامی حالات میں ہے جب جہاد فرض عین ہوچکا ہو اور دشمن کی یلغار بڑھ گئی ہو،ورنہ ظاہرہے کہ جہاد نماز ہی کے لئے ہوتا ہے۔یا یوں کہا جائے کہ سائلین کے لحاظ سے حضور کے جواب مختلف ہوئے،کسی کے لئے جہاد افضل تھا،کسی کے لیے غریبوں کو کھاناکھلانا،کسی کے لیے زبان کی حفاظت،کسی کے لئے چھپ کر خیرات،لہذا احادیث متعارض نہیں۔

۲؎ یہ تربیت سیدنا ابن مسعود کے حال کے لحاظ سے ہے،ورنہ بعض روایات میں اس کے برعکس بھی آیا ہے۔

۳ـ یعنی میں نے سوال ہی اتنے کئے۔خیال رہے کہ ماں باپ کی خدمت کو نماز سے بہت مناسب ہے کہ نمازرب کی عبادت ہے اور یہ خدمت مربّی کی اطاعت اسی لیے قرآن شریف میں اس خدمت کو عبادت کے ساتھ بیان فرمایا گیا:

الترغیب فی صلاۃ الجماعت و ما جاء فیمن خرج یرید الجماعت فوجد الناس قد صلوا

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صَلَاۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَۃٍ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلَاتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَفِیْ سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا، وَذٰلِکَ اَنَّہُ اِذَا تَوَضَّا فَاَحْسَنَ الْوُضُوْ ءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہُ اِلَّا الصَّلَاۃُ، لَمْ یَخْطُ خَطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہُ بِھَا دَرَجَۃٌ وَ حُطَّتْ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃٌ، فَاِذَا صَلَّی لَمْ تَزَلِ الْمَلَا ئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ مَا لَمْ یُحْدِثْ، تَقُوْلُ : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ، وَلَا یَزَالُ فِیْ صَلَاۃٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلَاۃَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سےمروی ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:" باجماعت نماز کا ثواب گھر اور بازار میں ادا کی گئی نماز سے پچیس گُنا زیادہ ہے اور یہ اس لئے کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرکے صرف نماز ہی کے لیے مسجد کی طرف چلے تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے،پھرجب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی نماز کی جگہ پر موجود رہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا مانگتے رہتے ہیں جب تک کہ بےوضو نہ ہو، فرشتے کہتے ہیں: "اےاللّٰہ! اس پر رحمت نازل فرما، اےاللّٰہ! اس پر رحم فرما"اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی رہتا ہے۔"

شرح حدیث: گھر سے وضو کرکے مسجد جانا: حدیثِ مذکور میں مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ افضل ہے۔مُفَسّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"یہاں بازار سے مراد دکان ہے نہ کہ بازار کی مسجد، بعض مسجدوں میں 25 کا ثواب ہے،بعض میں 27 کا،بعض میں 500کا،جیسی مسجدہو،جیسی جماعت، جیسا امام ویسا ثواب لہٰذا احادیث میں تعارُض (ٹکراؤ واختلاف) نہیں جو کوئی اپنے گھر میں جماعت کرالے وہ بھی مسجد کے ثواب سے محروم ہے۔"(مزید فرماتے ہیں):" گھر سے وضوکرکے مسجدکو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت باوضو افضل۔ بعض لوگ بیمار پُرسی کرنے باوضو جاتے ہیں۔ یہ(گناہ معاف ہونا) گنہگاروں کے لیے ہے نیک کاروں کے لیے ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلندہوتے ہیں کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔"عَلَّامَہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِیفرماتے ہیں:"مسجد کی طرف جانے کا یہ ثواب اسی صورت میں ملے گا جب صِرف نماز کے لیے مسجدجائے،اگر کسی دنیاوی کام کے لیے مسجد گیایا نماز کے ساتھ مسجد جانے کی کوئی دنیاوی غرض بھی تھی تو یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی،ہاں!جونماز کے ساتھ تلاوتِ قرآن پاک، حُصُولِ عِلْمِ دِین یا کسی اور نیک کام کی نیت بھی کرے تو اسے یہ فضیلت ملے گی کہ یہ تو نیکی پر نیکی بڑھانا ہے۔"

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار: حدیث پاک میں بیان کیا گیا کہ بندہ جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی رہتا ہے۔ شیخ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"مذکورہ فضیلت اسی صورت میں حاصل ہوگی جب ایک نماز پڑھ کر صبر و برداشت سے کام لیتے ہوئے دوسری نماز کے انتظار میں اسی جگہ بیٹھا رہے، اگر نماز ادا کرکے کسی دوسری جگہ چلا گیا تو فضیلت فوت ہو جائے گی۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالَى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ.وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى، وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ.	حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”جسے یہ پسند ہو کہ کل بروزِ قیامت اللّٰہتعالیٰ سے حالتِ اسلام میں ملے تو وہ ان (پانچ) نمازوں کو پابندی سے وہاں ادا کرے جہاں اذان دی جاتی ہے، بےشک! اللّٰہتعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے سُنَنِ ہُدیٰ مشروع فرمائی ہیں اور نمازیں (مسجد میں با جماعت اداکرنا) بھی سُنَنِ ہُدیٰ میں سے ہے اور اگر تم گھروں میں نماز پڑھنے لگو جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دوگے اور اگراپنے نبی کی سنت کو چھوڑو گے تو گمراہ ہوجاؤ گے۔ اور ہم نے دیکھا کہ جماعت سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق معروف ہو اور ایک شخص کو دو آدمیوں کےدرمیان سہارا دےکر لایا جاتا اور صف میں کھڑا کردیا جاتا۔“اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہےکہ ”رسولُاللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں سُنَنِ ہُدیٰ سکھائیں اور نمازیں اُس مسجد میں ادا کرنا بھی سُنَنِ ہُدیٰ میں سے ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔“

شرح حدیث:

ایمان پر خاتمے کا نسخہ: مرآۃ المناجیح میں ہے :” معلوم ہوا کہ مسجد اور جماعت کی پابندی کرنے والے کواِنْ شَآءَ اللہ ایمان و تقویٰ پر خاتمہ نصیب ہوگا، یہ حدیث ان کے لیے بڑی بشارت ہے۔“

سنن ہدیٰ کی تعریف واَقسام: حدیثِ مذکور میں مسجد میں باجماعت نماز اداکرنے کوسُنَنِ ہدیٰ کہا گیا ہے۔مرآۃ المناجیح میں ہے: ”جو کام حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عادتِ کریمہ کے طور پر کئے وہ سنتِ زوائد ہیں جیسے بالوں میں کنگھی کرنا، کدو رغبت سے کھانا ،اور جو کام عبادۃً کیے وہ سنتِ ہدیٰ ہیں۔ **سنتِ ہدیٰ کی دو قسمیں ہیں:** مؤکدہ اور غیر مؤکدہ، جو کام حضورعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہمیشہ کئے وہ مؤکدہ ہیں اور اگر ان کا حکم بھی دیا وہ واجب اور جو کام کبھی کبھی کیے وہ غیر مؤکدہ ہیں لہذا جماعت کی نماز اورمسجد میں حاضری، حق یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں۔“ گھروں میں نماز پڑھو گے تو اپنے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت کو چھوڑ دو گے۔“دلیل الفالحین میں ہے: ”یعنی اگر تم فرض نمازیں تنہا یا جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھو گے تو اس سے جماعت کا شعارِ دین ہونا ظاہر نہیں ہوگا اور اس طرح تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کردو گے اور تمہارے نبی کا طریقہ و ہدایت جس کا انہوں نے حکم دیا وہ یہ ہے کہ جماعت کا شعارِ دین ہونا ظاہر ہو۔ لہذا اگر تم اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑدو گے تو گمراہی میں مبتلا ہوجاؤ گے۔“

الترغیب فی صلاۃ العشاء و الصبح خاصۃ فی الجماعۃ والترہیب من التاخیر منہا

عَنْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ.	امیرالمومنین حضرت سیدناعثمانِ غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"جس نے عشا کی نماز جماعت سے ادا کی تو گویا آدھی رات عبادت میں گزاری اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا پوری رات عبادت میں گزاری۔

شرحِ حدیث: مرآۃ المناجیح میں ہے:"اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:ایک یہ کہ عشاء کی باجماعت نماز کا ثواب آدھی رات کی عبادت کے برابر ہے اور فجر کی باجماعت نماز کا ثواب باقی آدھی رات کی عبادت کے برابر،تو جو یہ دونوں نمازیں جماعت سے پڑھ لے اسے ساری رات عبادت کا ثواب۔دوسرے یہ کہ عشاکی جماعت کا ثواب آدھی رات کے برابرہے اورفجر کی جماعت کا ثواب ساری رات عبادت کے برابر کیونکہ یہ جماعت عشا کی جماعت سے زیادہ بھاری ہے،پہلے معنیٰ زیادہ قوی ہیں۔''

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيْهِمَا لَاَ تَوْ هُمَا وَ لَوْ حَبْواً.	حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"منافقوں پر فجر و عشا سے زیادہ بھاری کوئی نماز نہیں ،اگر وہ جانتے کہ ان میں کتنا ثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے بھی نماز کے لئے آتے۔"

شرحِ حدیث: عَلَّامَہ اِبْنِ دَقِیْقُ الْعِیْد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد فرماتے ہیں:"یہ دو نمازیں منافقین پر سب نمازوں سے زیادہ گِراں ہیں کیونکہ ان اوقات میں ترکِ جماعت پر اُبھارنے والے اَسباب قوی ہوتے ہیں،عشا کے وقت کافی اندھیرا چھا جاتا ہے،یہ وقت گھروں میں قیام کرنے،اہل وعیال کے ساتھ مل بیٹھنے اور دن بھرکی محنت و مشقت کے بعد آرام کرنے کاوقت ہوتا ہے اور فجر کا وقت پُرسکون نیند کا وقت ہوتاہے،یہ ایسے اُمور ہیں جو منافقین کوجماعت میں حاضری سے روکتے ہیں، جبکہ مومنِ کامل جانتا ہے کہ نیک عمل کی ادائیگی میں جتنی زیادہ مشقت ہوگی اجربھی اتنا ہی زیادہ ہوگا، اس لئے یہ اُمور اسے جماعت سے روکنے کے بجائےاس کی طرف راغب کرتے ہیں،اسی لئے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایاکہ اگر لوگ ان نمازوں پرملنے والے اجر و ثواب کو جان لیتے تو ضرور گھٹنوں کے بل چل کر آتے۔'' اور مومن اس اجر و ثواب کو جانتے ہیں اس لئے ہر حال میں نمازوں کی ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں۔''

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحوه	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں تو جمع کی جائیں پھر نماز کا حکم دوں کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں ۱ے جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ۲ے ان کے گھر جلادوں ۳ے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر ان

	میں سے کوئی جانتا کہ وہ چکنی ہڈی یا دو اچھے کُھر پائے گا تو عشاء میں ضرور آتا ۴؎(بخاری)اور مسلم کی روایت اس کی مثل ہے۔

شرح حدیث: ۱؎ یعنی نماز کی جماعت قائم کرا کر خود تحقیقات کے لیے محلے میں جاؤں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اور سلطان دینی ضرورت کے وقت جماعت چھوڑ سکتا ہے کہ حضور انورصلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تشریف لے جانا تبلیغ کے لیے ہوتا۔۲؎ یعنی بلاعذر،لہذا اس سے چھوٹے بچے،عورتیں معذور بیمار علیٰحدہ ہیں۔ یہاں روئے سخن منافقین کی طرف ہے کیونکہ کوئی صحابی بلاوجہ جماعت اور مسجد کی حاضری نہیں چھوڑتے تھے۔ لہذا روافض کا یہ کہنا کہ صحابہ فاسق یاتارک جماعت تھے غلط ہے، رب نے ان کے تقویٰ اور جنتی ہونے کی گواہی دی اگر یہاں صحابہ مراد ہوں تو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی

۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر جماعت کی نماز بھی واجب ہے اور مسجد کی حاضری بھی،کیونکہ نور مجسم رحمت عالم سراپا اخلاق تارکین جماعت کے گھر جلانے کا ارادہ فرمارہے ہیں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی کو گھر بار جلانے کی سزا نہ دی جائے سوائے تارک جماعت کے کہ سلطان اس کو یہ سزا دے سکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ دونوں بڑے اہم ہیں۱۲

۴؎ یعنی ان لوگوں کے نزدیک جماعت اور مسجد کی حاضری دنیوی معمولی نفع کے برابر بھی نہیں کہ تھوڑے نفع کے لیے جاگ بھی لیں سفر بھی کرلیں مشقتیں بھی اٹھالیں مگر جماعت کے لیے مسجد میں آتے جان نکلتی ہے۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو امام بن کر پیسوں اور روٹیوں کے لیے تو نمازی ہوجائیں اور امامت سے الگ ہوکر جماعت تو کیا نماز بھی چھوڑ دیں۱۲

الترھیب من ترک حضور الجماعۃ لغیر عذر

وَعَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمٰى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟» قَالَ: نَعَمْ قَالَ: «فَأَجِبْ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نابینا شخص حاضر ہوا عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس کوئی لانے والا نہیں جو مجھے مسجد تک لائے اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ انہیں اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں حضور نے انہیں اجازت دے دی جب انہوں نے پیٹھ پھیری تو بلایا اور فرمایا کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو عرض کیا ہاں فرمایا تو قبول کرو ۱؎(مسلم)

شرح حدیث: ۱؎ یعنی مؤذن کے بلاوے کو قبول کرو اور مسجد میں حاضر ہوجاؤ۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچے وہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے ،وہ دور کے لوگ جہاں اذان نہ پہنچی ہو ان کے لیے بھی مسجد آنا بہت بہتر ہے مگر اتنی سختی نہیں،اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔"لَاصَلٰوۃَ لِجَارِالْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ"۔دوسرے یہ کہ ہر بیماری عذر نہیں جو جماعت یا مسجد کی حاضری کو معاف کردے بلکہ وہ بیماری عذر ہے جس سے مسجد میں آنا ناممکن یا سخت مشکل ہوجائے،دیکھو نابینا ہیں بیمار ہیں مگر انہیں حاضری کا حکم ہوا،بعض روایات میں ہے کہ عتبان ابن مالک نابینا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نہ آنے کی اجازت دے دی یا تو ان کا گھر دور

ہوگا جہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہوگی یا ان کا راستہ اتنا خراب ہوگا کہ بغیر ساتھی کے مسجد نہ پہنچ سکیں اور ساتھی کوئی ہوگا نہیں، لہذا احادیث میں تعارض نہیں اذان کی آواز پہنچے سے مراد آج کل کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں یہ تو دو دو میل تک پہنچ جاتی ہے۔ بعض علماء نے ان احادیث کی بناء پر جماعت کو فرض عین مانا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے۔

الترغیب فی صلاۃ النافلۃ فی البیوت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوْ تِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُورًا.	حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عمررَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اپنی کچھ نمازیں گھروں میں بھی پڑھو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔"

شرح حدیث: **شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:** "گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ ان میں مُردوں کی طرح پڑے سوئے رہو، اور ان میں کوئی عبادت ، نماز وغیرہ ادا نہ کرو بلکہ جس طرح تم لوگ مساجد میں عبادت کرتے اور انوار و برکات حاصل کرتے ہو گھروں میں بھی کچھ نہ کچھ عبادت کیا کروتاکہ اس کے انوار و برکات سے تمہارے گھر بھی روشن ومنور ہوں اور تمہارے اہل خانہ بھی اس سے مستفید ہوں، لہذا فرض نمازیں مسجد میں ادا کرو اور نوافل گھروں میں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِيْ مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيْبًا مِّنْ صَلَاتِهِ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا.	حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَااللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں (فرض)نماز پڑھ لےتو وہ اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے بھی رکھے کہا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی نماز کی برکت سے اس کے گھر میں خیروبرکت رکھے گا۔"

شرح حدیث: **نوافل گھر میں پڑھنے کے فوائد:** حدیثِ پاک میں فرمایاگیا:"اپنی نمازکا کچھ حصہ اپنے گھرکیلئے بھی رکھے۔"اس کی شرح میںامام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِیفرماتے ہیں:اس سے مراد نفل نماز ہے اورحدیث میں نفل نماز گھر پر پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ نوافل میں خفاء اور پوشیدگی مطلوب ہےاور یہ گھر میں متصور ہے،دوسرا اس میں ریا کا خطرہ نہیں،تیسرا اس سے گھر میں برکت حاصل ہوگی،اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور فرشتے نازل ہوں گے۔اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک زندہ وہ ہے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کرتا ہو اور جو اللہ عزوجل کی عبادت نہ کرے وہ مُردہ ہے اور اس کا گھر قبر کی مانند ہے۔"

الترغیب فی انتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى االلّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَادَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمنَعُهُ اَنْ يَنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلَاةُ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جو شخص نماز کے انتظار میں رہے اور نماز اسے اپنے گھر والوں کی طرف جانے سے روک دے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔"

شرحِ حدیث: **مسجدِ بیت میں نماز کا انتظار کرنا:** عَلَّامَہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: نمازی جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا اسے اس انتظار پر نماز کا ثواب ملتا رہے گا۔ یہ مراد نہیں کہ نماز کا انتظار کرنے والا تمام اَحکام میں نمازی کی طرح ہوتا ہے۔ علامہ ابنِ عَبدُ البَر رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر کوئی عورت مسجدِ بیت (گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) میں نماز پڑھنے کے بعد وہیں بیٹھ کر اگلی نماز کاانتظار کرے تو اسے بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی کہ جب تک وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھی رہے گی اسے نماز کا ثواب ملتا رہے گا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ االله عَنْہُ:اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى االله عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ:اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ،اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورنبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سےجو شخص مسجد میں اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو جب تک وہ بے وضو نہ ہو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں ۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

شرحِ حدیث: علامہ ابنِ کمال پاشا حنفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: علامہ ابنِ بطال رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بغیر کسی مشقت کے اس کے گناہ معاف ہو جائیں اس کو نماز کے بعد نماز کی جگہ بیٹھنے کو لازم کرلینا چاہیے تاکہ فرشتے اس کے لئے زیادہ دعائیں اور استغفار کریں کیونکہ فرشتوں کی دعا کے قبول ہونے کی بہت امید ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ االله عَنْہُ:اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى االله عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَمَا صَلّٰى فَقَالَ:صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا	حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ عشا آدھی رات تک مُؤَخَّر فرمائی پھر نماز پڑھنے کے بعد ہماری طرف رُخِ انور کر کے ارشاد فرمایا: "لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے، مگر تم جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز ہی میں رہے ۔

شرحِ حدیث: **نماز کا انتظار عبادت ہے:** مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: "نماز کا انتظار مطلقًا عبادت ہے مگر مسجد میں بیٹھ کر انتظار بڑی عبادت۔ صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ حضور خواہ کتنی ہی دیر میں تشریف لاتے مگر نہ حضور کو نماز کے لئے بلاتے تھے نہ اکیلے پڑھ لیتے اور نہ اپنی جماعت علیحدہ کرلیتے۔ (لوگوں نے نماز پڑھی اور سوگئے) ظاہر یہ ہے کہ ان لوگوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی مسجدوں میں عشا پڑھ لی یاوہ عورتیں، بچے جو گھروں میں اکیلے عشاء پڑھ کرسو گئے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ االله عَنْہُ:اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى االله عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ:اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ،اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورنبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے جو شخص مسجد میں اپنی نمازکی جگہ بیٹھا رہےتوجب تک وہ بے وضو نہ ہو فرشتے اس کےلئے دعا کرتے رہتے ہیں فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اےاللہ! اس پر رحم فرما۔

شرح حدیث: مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک ملیں گی جب تک وہ کسی نمازی کو ستائے نہیں،اور وہاں ریح نہ نکالے۔خیال رہے کہ غیرمعتکف کو مسجد میں ریح نکالنا منع ہے،معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اس لئے اسے معافی ہے۔

الترغیب فی المحافظۃ علی الصبح و العصر

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی االلہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو موسی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا :" جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔

شرح حدیث: **ٹھنڈی نمازوں سے مراد:** امام ابوزکریا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"دو ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں۔علامہ خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ االلہ الْقَوِی فرماتے ہیں:یہ دونوں نمازیں دن کے دونوں کناروں میں پڑھی جاتی ہیں جبکہ ہوا خوشگوار اور گرمی کی شدت جاتی رہتی ہے اس لئے انہیں ٹھنڈی نمازیں کہا گیا۔

جنت میں داخلے سے کیا مراد ہے؟ عَلَّامَہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:حدیث پاک میں جنت میں داخلے سے کیا مراد ہے؟اس میں دو احتمال ہوسکتے ہیں:(1)فجر وعصر کی نماز پڑھنے والا ابتدا میں نجات پانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا جبکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہا ہو یا کبائر کا مرتکب تو ہوا مگر توبہ کرلی ہو یا توبہ بھی نہیں کی مگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنی رحمت سے معاف فرمادیا۔(2)فجروعصر کی نماز پڑھنے والا اپنے اعمال کا بدلا پاکر بالآخر جنت میں ضرور جائے گا۔اس میں فجر وعصر کی پابندی کرنے والوں کے لئے ایمان پر خاتمے کی بشارت ہے کیونکہ جنت میں صرف وہی داخل ہوسکے گا جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہوگا۔

عَنْ اَبِی زُھَیْرٍعُمَارَۃَ بْنِ رُوَیْبَۃَ رَضِیَ اللہ عَنْہُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:لَنْ یَّلِجَ النَّارَاَحَدٌ صَلَّی قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا یَعْنِي:اَلْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو زہیر عُمارہ بن رُوَیبہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"جس نے طلوعِ آفتاب اورغروب آفتاب سے قبل نماز پڑھی یعنی فجر و عصر کی نماز پڑھی وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا ۔

شرح حدیث: **جہنم میں نہ جانے سے کیا مراد ہے؟** مرآۃ المناجیح میں ہے :اس(حدیث)کے دو مطلب ہوسکتے ہیں:ایک یہ کہ فجروعصر کی پابندی کرنے والا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہ جائے گا،اگر گیا تو عارضی طورپر۔دوسرے یہ کہ فجروعصر کی پابندی کرنے والوں کواِنْ شَآءَ اللہ باقی نمازوں کی بھی توفیق ملے گی اورسارے گناہوں سے بچنے کی بھی کیونکہ یہی نمازیں زیادہ بھاری ہیں جب ان پر پابندی کرلی تواِنْ شَآءَ اللہ بقیہ نمازوں پربھی پابندی کرے گا۔لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ نجات کے لئے صرف یہ دونمازیں ہی کافی ہیں باقی کی ضرورت نہیں۔

الترغيب فی جلوس المرء فی مصلاه بعد الصلاۃ الصبح

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ. (رَوَاهُ مُسْلِم)	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے، تو اپنے مقام پر چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ سورج خوب روشن ہو کر طلوع ہو جاتا۔

الترهيب من فوات صلاة العصر لغير عذر

عَن بُرَيْدَةَرَضِيَ االلہ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہُ صَلَّى االلہ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَرَكَ صَلَاۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہُ.	حضرت سَیِّدُنا بُریدہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضورنبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّیَ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:”جس نے عصر کی نماز چھوڑی اس کا عمل برباد ہوگیا۔

الترغيب في الإمامة والاِقتداء

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال:يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ، وَإِنْ أَخْطَأُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ (صحيح البخاری)	وہ (امام) تمہارے لیے نماز پڑھاتے ہیں، اگر وہ درست نماز پڑھائیں تو تمہارے لیے (ثواب) ہے، اور اگر وہ غلطی کریں، تو (ثواب) تمہارے لیے ہی ہے اور (خطا کا بوجھ) ان پر ہوگا۔

شرح حدیث: نماز میں اگر امام نیت اور عمل میں درست ہو تو مقتدی کو مکمل ثواب ملتا ہے، اور اگر امام سے کوئی خطا ہو جائے (مثلاً غیر ارادی غلطی) تو مقتدی بری الذمہ ہوتا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں، گناہ صرف امام پر ہوگا۔

الترغيب فی الصف الأول و ما جاء فی تسوية الصفوف و التراص فيها و فضل ميامنها

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْہِ لَاسْتَهَمُوْا.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سےمروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ” اگر لوگ جانتے کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے تو اُن کے حصول کے لئے اگر قرعہ اندازی بھی کرنا پڑتی تو ضرور کرتے۔

شرح حدیث: **پہلی صف میں کھڑے ہونے کے فوائد:** ”عَلَّامَہ اَبُوْ زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”اگر لوگ پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت جانتے تو اس کے حُصُول کے لئے کثیر لوگ جمع ہوجاتے، پہلی صف میں جگہ کم ہوجاتی ہرشخص ہی یہ فضیلت حاصل کرنا چاہتا اورجھگڑے سے بچنے کے لئے انہیں قرعہ اندازی کرنا پڑتی۔ حدیثِ مذکور میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب حقوق کے حصول کے لئےکثیر لوگ جمع ہوجائیں تو ان کے مابین قرعہ اندازی کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا، وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مَروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مَردوں کی صفوں میں زیادہ ثواب و فضیلت پہلی صف میں ہے اور کم ثواب کی حامل آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں زیادہ ثواب والی آخری صف ہے اور کم ثواب کی حامل پہلی صف۔

شرحِ حدیث: **مَردوں کی آخری صف میں کم ثواب کیوں؟** عَلَّامَہ مُحَمَّد بِنْ عَلَّان شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِیفرماتے ہیں:"مَردوں کی پہلی صف میں ثواب و فضیلت اس لئے زیادہ ہےکہ وہ امام سے قریب ہے،اس میں امام کی قراءت صحیح سنائی دیتی ہے،اس صف پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس صف والوں کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں اور آخری صف والے چونکہ اِن فضائل سے محروم رہتے ہیں۔"

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا ؟ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا ؟ قَالَ: يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ	حضرت سَیِّدُنا جابر بن سَمُرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "تم اِس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں؟" ہم نے عرض کی:"یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! فرشتے اپنے ربّ کے حضور کس طرح صفیں بناتے ہیں؟"ارشاد فرمایا: "وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔"

شرحِ حدیث: **پہلے اگلی صفیں پوری کرو:** اِمام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "حدیث مذکور میں پہلے اگلی صفوں کو پورا کرنے اور صفوں کو سیدھا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگلی صفوں کو پورا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک پہلی صف پوری نہ ہوجائے دوسری صف نہ بنائی جائے اور جب تک دوسری صف پوری نہ ہو تیسری شروع نہ کریں، جب تک تیسری صف پوری نہ ہو جائے چوتھی شروع نہ کریں اسی طرح آخر تک تمام صفوں میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے۔" **فرمایا:"فرشتوں کی طرح صفیں بنایا کرو۔"** مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"یعنی مسجد میں صفیں بنا کر بیٹھا کروتاکہ تم فرشتوں کے مشابہ ہوجاؤ۔ خیال رہے کہ ملائکہ مُقَرَّبِین تو ہمیشہ سے صفیں باندھے رب کی عبادتیں کررہے ہیں اور مُدَبِّراتِ اَمر (یعنی وہ فرشتے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حکم سے نظامِ عالَم کی تدبیر کرتے ہیں وہ) اپنی ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر صفیں بناکر عبادتیں کرتے ہیں،بعض زمین پر، بعض آسمان پر، بعض عرشِ اعظم کے پاس۔"

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ:اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ.وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِي:وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.	حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا چہرۂ انور ہماری طرف کیا اور فرمایا: "اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔" بخاری کی ایک روایت میں ہے راوی فرماتے ہیں :" ہم میں سے ہر شخص اپنا کندھا برابر والے کے کندھے سے اور قدم برابر والے کے قدم سے ملا کر رکھتا تھا۔"

شرحِ حدیث: **صفوں میں تین چیزوں کا خیال رکھنا:** فقیہِ اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:"صفوں کے بارے میں تین چیزوں کا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے، اَوَّل اگلی صف پوری کرلی جائے، دوسری خوب مل کر کھڑے ہوں،تیسری صفیں بالکل سیدھی رہیں۔صفوں کی درستگی کا حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جتنا اہتمام تھا وہ ظاہر ہے۔ بعد میں خلفاءِ راشدین بھی اس کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ (مزید فرماتے ہیں)ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ اقامت کے بعد بھی اگر

صفیں درست نہ ہوں تو جب تک صفیں درست نہ ہوں تکبیرِ تحریمہ میں تاخیر کی جاسکتی ہے اور یہی حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور خلفاءِ راشدین (رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ) کا معمول تھا۔ یہ جو جاہل عوام میں مشہور ہے کہ جب تک امام مصلے پر نہ آجائے اور صفیں درست نہ ہو جائیں تکبیر کہنے کو جائز نہیں جانتے، شریعت پر اِفترا ہے۔"

حضور کی نگاہ ہر چیز ملاحظہ فرماتی ہے: حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔"عَلَّامَہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْغَنِی فرماتے ہیں:"ممکن ہے کہ پسِ پشت دیکھنا نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بطورِ معجزہ خصوصیت ہو اور آپ کی پشت مبارک میں بصارت پیدا کی گئی ہو جس سے آپ دیکھتے ہوں جیساکہ مختار بن محمد نے اپنے رسالے "النّاصریۃ" میں ذکر کیا ہے کہ حضورعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دونوں کندھوں کے درمیان سوئی کی نوک کی مثل دو آنکھیں تھیں جن سے آپ دیکھتے تھے اور کپڑے ان آنکھوں کے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں تھے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ حضورعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔ علامہ قرطبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کو ظاہر پر محمول کرنا ہی زیادہ بہتر ہے کہ اس سے شارع عَلَیْہِ السَّلَام کی فضیلت میں زیادتی ہوگی۔ امام احمد اور جمہور علماءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام فرماتے ہیں حضور عَلَیْہِ السَّلَام کا یہ دیکھنا حقیقتاً آنکھ ہی سے دیکھنا ہے اور از رُوئے عقل بھی اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔

الترھیب من تأخر الرجال الی اواخر صفوفھم و تقدم النساء الی اوائل صفوفھن و من اعوجاج الصفوف

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ : «تَقَدَّمُوا وَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں کچھ پیچھے رہنا دیکھا ۱؎ تو فرمایا آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تمہارے بعد والے تمہاری ا قتداء کریں ۲؎ قومیں پیچھے رہتی رہیں گی حتی کہ اللہ انہیں پیچھے کردے گا ۳؎(مسلم)

شرح حدیث: ۱؎ نماز کی صفوں میں یا علم سیکھنے میں سستی،پہلے معنی زیادہ قوی ہیں،یعنی صف اول میں آنے کی کوشش کم دیکھی۔

۲؎ یعنی صف اول والے مجھے دیکھ کر نماز پڑھیں اور پچھلی صفوں والے اگلی صفوں کو دیکھ کر یا صحابہ براہ راست میری پیروی کریں اور تا قیامت مسلمان صحابہ کی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اسلام کی صف ہیں ہم لوگ پچھلی صفیں یا وہ حضرات ریل کا اگلا ڈبہ ہیں جو انجن سے ملا ہوا ہے اور ہم لوگ پچھلے ڈبے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فیوض ہمیں صحابہ کے ذریعہ ملیں گے۔پتہ لگا کہ جو لوگ صحابہ کو مومن نہیں مانتے وہ خود بھی مومن نہیں کہ اگر ریل کا پہلا ڈبہ ہی منزل پر نہ پہنچا انجن سے کٹ گیا تو پچھلے ڈبے منزل پر کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

۳؎ یعنی اگر مسلمان صف اول میں پہنچنے یا اور دینی کاموں میں سستی کریں گے تو ثواب رحمت رب کے فضل اور دخول جنت میں پیچھے رہیں گے،دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدالانبیاء ہوکر ہر نیک کام میں سبقت کرتے تھے۔

وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: «اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» . قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابو مسعود انصاری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھے پکڑتے اور فرماتے تھے سیدھے رہو الگ الگ نہ رہو ورنہ تمہارے دل الگ ہوجائیں گے ۱؎ اور تم میں عاقل و بالغ میرے قریب رہا کریں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۲؎ ابو مسعو د فرماتے ہیں اس لیے آج تم میں بہت اختلاف ہے۳؎ (مسلم)

شرح حدیث: ۱؎ یہ حدیث گزشتہ کی شرح ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہونے سے قومیں ٹیڑھی ہوجاتی ہیں کیونکہ قالب کا اثر قلب پر اور قلب کا اثر قالب پر پڑتا ہے،نہانے سے دل ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل کی خوشی و غم کا اثر چہرے پر نمودار ہوجاتا ہے۔

۲؎ یعنی صف اول میں مجھ سے قریب فقہاء صحابہ ہوں جیسے خلفائے راشدین اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود وغیرہم تاکہ وہ میری نماز دیکھیں اور نماز کی سنتیں وغیرہ یاد کرکے اوروں کو سمجھائیں اور بوقت ضرورت ہماری جگہ مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں ان کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم و عقل میں ان کے بعد ہوں تاکہ ان صحابہ سے یہ نماز سیکھیں۔ سُبْحَانَ اللہ ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نماز میں بھی جاری رہتی تھی۔

۳؎ یعنی تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لیے تم میں آپس کے جھگڑے و اختلافات پیدا ہوگئے۔خیال رہے کہ یہ حدیث جماعت کی صدہا مسائل کی اصل ہے۔فقہاء جو فرماتے ہیں کہ نماز میں پہلے مردوں کی صف ہو،پھر بچوں کی، پھر خنثوں کی،پھر عورتوں کی اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ:« عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری سیدھی صفیں کرتے تھے یہاں تک کہ گویا ان سے تیر سیدھے لیے جائیں گے ۲؎ حتی کہ آپ نے خیال فرمالیا کہ اب ہم آپ سے سیکھ چکے ۳؎ پھر ایک دن تشریف لائے تو کھڑے ہوئے حتی کہ تکبیر کہنے والے ہی تھے کہ ایک شخص کو سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ کے بندو اپنی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالٰی تمہاری ذاتوں میں اختلاف ڈال دے گا ۴؎(مسلم)

شرح حدیث:۱؎ آپ انصاری ہیں اور نو عمر صحابی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چودہ مہینہ بعدپیدا ہوئے ،بعد ہجرت انصار میں سب سے پہلے آپ پیدا ہوئے اور مہاجرین میں عبد اللہ ابن زبیر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال سات مہینے تھی۔

۲؎ یعنی نمازیوں کے کندھے پکڑ پکڑ کر آگے پیچھے کرتے تھے تاکہ صف بالکل سیدھی ہوجاوے۔ خیال رہے کہ تیر کی لکڑی کو پَر اورپیکان لگنے سے پہلے قدح کہتے ہیں اور اس کے لگنے کے بعد سہم ،قدح نہایت سیدھی کی جاتی ہے اسے سیدھا کرنے کے لیے نہایت سیدھی لکڑی لیتے ہیں، جس کے برابر قدح کو لیتے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے جیسے قدح سیدھی کرنے والی لکڑی ۱۲

۳؎ تب آپ نے کندھے پکڑ کر سیدھا کرنا چھوڑ دیا،صرف زبان شریف سے سیدھا کرنے کی ہدایت فرماد یتے تھے ۱۲

۴؎ یعنی اگر تمہاری نماز کی صفیں ٹیڑھی رہیں تو تم میں آپس میں اختلاف اور جھگڑے پیدا ہوجائیں گے،شیرازہ بکھر جائے گا یا تمہارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے کہ ان میں سوز و گداز،درد،خشوع خضوع نہ رہے گا یا اندیشہ ہے کہ تمہاری صورتیں مسخ ہوجائیں جیسے گزشتہ قوموں پر عذاب آئے تھے،یعنی یہاں وجہ یابمعنی ذات ہے یا بمعنی چہرہ۔ خیال رہے کہ عام مسخ وغیرہ ظاہر عذاب حضور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بند ہوگئے لیکن خاص مسخ وغیرہ اب بھی ہوسکتے ہیں۔

التَرغيب فِي التأمين خلف الإمام وفِي الدعاء وما يقوله فِي الِاعتدال والِاستفتاح

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ »	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے ۱؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: **اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے**:ایک یہ کہ نماز میںالحمد کے ختم پر امام بھی آمین کہے گا۔دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت کرنے والے اور نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہونے والا الضالین پرآمین کہتے ہیں۔تیسرے یہ کہآمین بالکل آہستہ کہنی چاہیے کیونکہ فرشتے آہستہ ہیآمین کہتے ہیں جو ہم نہیں سنتے اگر ہم آمین چیخ کر کہیں تو ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے خلاف ہوگی پھر ہماری بخشش کیسے ہو۔چوتھے یہ کہ رب کی بارگاہ میں وہی نیکی قبول ہوتی ہے جو نیک بندوں کی طرح ہو ان کی نقل پیاری ہے۔دیکھو فرمایا گیا کہ جس کیآمین فرشتوں کی سی ہوگی اس کی مغفرت ہوگی۔

وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» . فَقَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا» قَالَ: أَنَا. قَالَ: «رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أولُ» . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ	روایت ہےحضرت رفاعہ ابن رافع سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ۲؎ جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا اللہ اپنے حمد کرنے والے کی سنتا ہے تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا اے ہمارے رب تیرے ہی لیے حمدہے بہت طیب برکت والی حمد جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی کس نے یہ کلمات کہے ۳؎ وہ بولا میں نے آپ نے فرمایا کہ میں نے چند اورتیس فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں جلدی کررہے کہ پہلے کون لکھے۴؎(بخاری)

شرح حدیث: ا۔ آپ انصاری بدری صحابی ہیں،آپ کے والد نقیب الانصار تھے،آپ کی وفات ۴۱ھ میں ہوئی۔۲۔ غالبًا نماز پنجگانہ میں سے کوئی نماز تھی کیونکہ جماعت کا اہتمام انہی نمازوں میں ہوتا تھا۔ نماز تہجد کی اگرچہ کبھی جماعت ہوئی ہے مگر بغیر اہتمام کے۔

۳۔ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحالت نماز جیسے صحابہ کرام اور فرشتوں کے حالات دیکھ لیتے تھے ایسے ہی ان کے کلمات بھی سن لیتے تھے اور یہ سننا اور دیکھنا نماز کے خضوع وخشوع میں خلل نہ ڈالتا تھاکیونکہ وہ قلب قدرت نے بنایا ہی ایسا تھا کہ بیک وقت خالق کی بھی سنیں مخلوق کی بھی،خالق سے لیتا رہے مخلوق کو دیتا رہے ایک کی توجہ دوسرے سے غافل نہ کردے ۔ممکن ہے کہ وہ صاحب آخر صف میں ہوں مگر حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آہستہ آواز بھی سن لی،حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی تھی۔

۴۔ یعنی ہر فرشتہ یہ چاہتا تھا کہ پہلے میں لکھ کر بارگاہ الٰہی میں پیش کردوں تاکہ مجھے قرب الٰہی زیادہ نصیب ہو۔خیال رہے کہ یہ فرشتے نامہ اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں ورنہ کاتب اعمال صرف دو ہی ہیں،ایک نیکی لکھنے والا اور ایک گناہ،ان کی یہ جلدی ان کلمات کی کرامت کے اظہار کے لیے ہے ورنہ فرشتوں کو سب کچھ لکھنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگتا۔اس حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ فرشتوں کو بعض نیکیاں لے جانے پرخصوصی انعام ملتے ہیں۔یہ بھی معلوم ہوا کہ فرائض کے قومے میں یہ کلمات کہنا جائزہیں۔یاد رہے کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پوچھنا کہ کس نے یہ کہا اپنے علم کے لیے نہیں بلکہ لوگوں پر ظاہرکرنے کے لیے ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام"سمع اللہ لمن حمدہ"کہے تو تم"اللّٰهم ربنا لك الحمد"کہوکیونکہ جس کا کلام فرشتوں کے کلام کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے ا ۔(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ جماعت میں امام صرف"سمع اللہ لمن حمدہ"کہے گا اور مقتدی صرف "ربنا لک الحمد"دونوں کلمات کوئی نہ کہے گا۔دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت کرنے والے اور اعمال لکھنے والے فرشتے ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔تیسرے یہ کہ مقتدی کو"ربنا لک الحمد" آہستہ کہنی چاہیےتاکہ فرشتوں کی موافقت ہو،یہی مضمون مقتدی کیآمین کے بارے میں بھی گزر گیا وہاں بھی اس قسم کے مسائل کا استنباط کیا گیا۔چوتھے یہ کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے،ان کے طفیل برے بخشے جاتے ہیں۔

الترهيب من رفع المأموم رأسه قبل الإمام في الركوع و السجود

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَمَا يَخْشَى الذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ»(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھا لیتا ہے وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کا سر گدھے کا سا کردے ا ۔(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: اے یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے کسی کی تاویل کی ضرورت نہیں یعنی امام سے آگے بڑھنا اتنا جرم ہے کہ اس پر صورت مسخ ہوسکتی ہے اگر کبھی نہ ہو تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے۔یہاں مرقاۃ نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ ایک محدث دمشق کے کسی مشہور شیخ کے پاس حدیث سیکھنے گئے وہ شیخ پردے میں رہ کر انہیں حدیث پڑھایا کرتے تھے ایک دن ان کے اصرار پر پردہ اٹھایا تو ان کی صورت گدھے کی سی تھی اور فرمایا کہ میں اس حدیث کو خلاف عقل سمجھ کر آزمائش کے لیے امام سے آگے بڑھا تھا تو اس مصیبت میں گرفتار ہوگیا۔

الترهيب من عدم إتمام الركوع والسجود وإقامة الصلب بينهما

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ له يوماً، ثم انصرف، فقال: يا فُلَانُ، أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ؟ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّي؟ فَإِنَّمَا يُصَلِّي لِنَفْسِهِ، إِنِّي لَأُبْصِرُ مَنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مَنْ بَيْنَ يَدَيَّ(رواه مسلم)	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ایک دن رسول اللہ ﷺ نے (کسی شخص سے) فرمایا، پھر (نماز سے) فارغ ہو کر فرمایا:اے فلاں! کیا تُو اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا؟ کیا نمازی کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے؟ یقیناً وہ اپنے ہی لیے نماز پڑھتا ہے۔ میں اپنے پیچھے والوں کو بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے والوں کو دیکھتا ہوں

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: ما من مسلمٍ يتوضأُ فيُسبغُ الوضوءَ، ثم يقومُ في صلاتِه، فيعلمُ ما يقولُ، إلا انفتلَ وهو كيومِ ولدَتْهُ أمُّهُ (رواه مسلم)	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:جو بھی مسلمان اچھی طرح وضو کرے، پھر اپنی نماز کے لیے کھڑا ہو، اور (نماز میں) جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، تو وہ (نماز سے) اس حال میں فارغ ہوتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے).

الترهيب من رفع البصر إلى السماء في الصلاة

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارهم» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قومیں نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز رہیں ورنہ ان کی نگاہیں چھین لی جائیں گی ۱ے(مسلم)

شرح حدیث: اے یعنی نماز میں دعائیہ یا آخری دعا پڑھنے پر نہ ہاتھ اٹھائے نہ آسمان کی طرف نگاہ کہ یہ مکروہ ہے،خارج نماز ہاتھ بھی اٹھائے اور نگاہ بھی کیونکہ آسمان قبلہ دعا ہے جیسے کعبہ قبلہ نماز،سرکار علیہ السلام کا یہ فرمان اظہار آفتاب کے لیے ہیں۔خیال رہے کہ پہلے حضور علیہ السلام نماز میں کبھی آسمان کو دیکھا کرتے تھے جب یہ آیت اتری "اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ" تب چھوڑ دیا۔تبدیلی قبلہ کے وقت حضور علیہ السلام کا نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا آپ کی خصوصیت تھی کہ وہ نماز ناز تھی۔

الترهيب من الإلتفات في الصلاة

عن عائشة رضي الله عنها قالت: سألتُ رسولَ الله ﷺ عن الالتفات في الصلاة، فقال: "هو اختلاسٌ يختلسُه الشيطانُ من صلاةِ العبدِ (رواه البخاری)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے (یعنی چہرہ یا نظر پھیرنے) کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے ایک چوری ہے، جو وہ بندے کی نماز سے چراتا ہے۔

الترهيب من مسح الحصا في موضع السجود

وَعَنْ مُعَيْقِيبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ:«إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً» (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت معیقیب سے ۱؎ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی اس شخص کے بارے میں جو سجدے کی جگہ مٹی برابر کرے فرمایا اگر تمہیں کرنا ہے تو ایک بار ۲؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ آپ کا نام معیقیب ابن فاطمہ ہے،دوسی ہیں،سعد ابن عاص کے آزاد کردہ غلام ہیں،قدیم الاسلام ہیں،صاحب ہجرتین ہیں،حضور علیہ السلام کی انگوٹھی آپ کے پاس رہتی تھی،انہی سے حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ السلام کے بعد یہ انگوٹھی لی،آخر میں جذام میں مبتلا ہوگئے تھے،خلافت عثمانی یا حیدری میں وفات پائی رضی اللہ تعالٰی عنہ،دوسرے معیقیب تابعی ہیں وہ اور ہیں۔

۲؎ یعنی کسی نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ نمازی بحالت نماز سجدہ کی جگہ سے کنکر کانٹا ہٹا سکتا ہے یا نہیں اور مٹی صاف کرسکتا ہے یا نہیں،فرمایا ضرورۃً ایک بار کرسکتا ہے۔اس سے فقہاء نے بہت سے مسائل مستنبط کیے ہیں۔

الترهيب من وضع اليد على الخاصرة في الصلاة

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ۱؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ یعنی نماز کی کسی حالت میں،قیام،قومہ،قعود میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے بلکہ نماز سے خارج بھی ممنوع ہے کہ یہ ابلیس کا طریقہ ہے،نیز دوزخی تھک کر ایسے ہاتھ رکھا کریں گے۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں خصر سے مراد لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگانا ہے،عربی میں مخاصرہ لاٹھی کو کہتے ہیں،یہ ٹیک بلاضرورت ممنوع،ضرورۃً جائز ہے،بوڑھا آدمی لاٹھی بغل میں لے کر نماز پڑھ سکتا ہے،سلیمان علیہ السلام نے اپنی آخری نماز لاٹھی کی ٹیک پر ہی پڑھی جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

الترهيب من المرور بين يدي المصلي

وَعَنْ أَبِي جُحَيْمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ	روایت ہے حضرت ابو جہیم سے ۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا

خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ» . قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: «أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَو سَنَةً» (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	جان لیتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو اسے چالیس تک ٹھہرنا سامنے گزرنے سے بہتر ہوتا ابو نصر کہتے ہیں کہ مجھے خبر نہیں کہ چالیس دن فرمائے یا مہینے یا سال۲ے (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: اے آپ صحابی ہیں، ابی ابن کعب کے بھانجے، آپ کا نام عبد اللہ ابن حارث ابن صمہ انصاری ہے، امیرمعاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔۲ے ظاہر یہ ہے کہ چالیس سال فرمایا ہوگا جیسا کہ بعض روایا ت میں ہے۔ مطلب اس کا ظاہر ہے۔چالیس کا عدد اس لیئے ارشاد فرمایا کہ انسان کا ہر حال چالیس پر ہی تبدیل ہوتا ہے ،ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ، پھر چالیس دن تک خون ،پھر چالیس دن تک جمی بوٹی، پھر پیدائش کے بعد چالیس دن تک ماں کو نفاس،پھر چالیس سال تک عمر کی پختگی اسی لیئے بعد وفات چالیس روزتک مسلسل فاتحہ کی جاتی ہے اور چالیسویں کی فاتحہ اہتمام سے ہوتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَادْرَؤُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ» . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ	روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ۱ے اور جہاں تک ہو سکے دفع کرو اس لیے کہ وہ گزرنے والا شیطان ہے۔(ابوداؤد)

شرح حدیث:اے یعنی نمازی کے آگے سے کسی چیز کا گزر جانا نماز کو باطل نہیں کرتا لہذا یہ حدیث توڑنے کی روایت کے خلاف نہیں کہ وہاں حضورقلبی کا توڑنا مراد ہے نہ کہ اصل نماز کا اوریہاں اصل نماز توڑنے کی نفی ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ» . هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ	روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے جو اسے لوگوں سے چھپالے ۱ے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو نمازی اسے دفع کرے ۲ے پھر اگر نہ مانے تو اس سے جنگ کرے کہ وہ شیطان ہے ۳ے یہ بخاری کے لفظ ہیں مسلم میں اس کے معنی ہیں۔

الترهيب من ترك الصلاة تعمدًا

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ ، تَرْكَ الصَّلَاةِ.	حضرت سیدنا جابر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ میں نے حضورنبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:”بے شک!بندے اورکفر و شرک کے درمیان ترکِ نماز کا فاصلہ ہے۔

شرح حدیث: حدیثِ مذکور میں ترکِ نماز پر بہت سخت وعید بیان ہوئی کہ بندے اور کفر وشرک کے درمیان نماز حائل ہے اگر نماز نہ پڑھے گا تو کفر اس کی طرف راہ پاسکتا ہے کہ ترکِ نماز سخت کبیرہ گنا ہ ہے اور گناہ کفر کے قاصد ہوتے ہیں ،تارکِ نماز کو بہت شدید سزاوں کا سامنا کرنا پڑے گا،مرتے وقت بھی اور قبر وحشر میں بھی وہ طرح طرح کے عذابوں سے دوچار ہوگا۔

{سوالات}

سوال: اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

سوال: "إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ". قَالَ الرَّاوِيُّ: وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلٰى سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ مِيْلًا اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: مقام روحا کہاں ہے ؟

سوال: قیامت کے دن لمبی گردنوں والے کون لوگ ہونگے ؟

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس وقت جہاد کا حملہ شروع کرتے تھے ؟

سوال: اذان دینے کے بعد جو دعا پڑھیں جاتی ہے اس کے پڑھنے کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: اذان دینے کے بعد مسجد سے بلا عذر باہر نکلنے جانے کی کیا وعید فرمائی گئی ہے ؟

سوال: مسجد بنانے کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: گھر وغیرہ میں نماز پڑھنے کے بجائے باجماعت نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: نماز کا زیادہ ثواب پانے والا کون ہے حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں ۔

سوال: رباط سے کیا مراد ہے ؟

سوال: مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُ لًا كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: کتنے اور کون کونسے لوگوں کو بروز قیامت اپنے سائے میں رکھے گا ؟

سوال: فرشتوں کو کن چیزوں سے اذیت ملتی ہے ؟

سوال: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ اعراب لگا کر ترجمہ کریں

سوال: اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: کتنی اور کونسی نمازوں کے درمیان فرشتے جمع ہوتے ہیں ؟

سوال: اللہ عزوجل کو کون سا زیادہ عمل پیارا ہے ؟

سوال: سنن ہدیٰ سے کیا مراد ہے ؟

سوال: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: منافقوں پر کونسی نمازیں بھاری ہیں اور اگر اس کا اجر ان کو معلوم ہوتا تو وہ کس طرح آتے ؟

سوال: نماز کا انتظار کرنے کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: الْبَرْدَيْنِ سے کونسی نمازیں مراد ہیں اور اس کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: مردوں میں افضل صف کونسی ہے ؟ اور عورتوں میں افضل صف کونسی ہے ؟

سوال: مردوں کو کس طرح صفیں بنانے کا حکم فرمایا گیا ہے ؟

سوال: آمین کہنے کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَمَا يَخْشَى الذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

سوال: نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: نمازی کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے ؟

سوال: بندے اور کفر و شرک کے درمیان کس چیز کا فاصلہ ہے ؟

كتاب النوافل

الترغيب في المحافظة على ثنتي عشرة ركعة من السنة في اليوم والليلة

عن أم حبيبة رملة بنت أبي سفيان رضي الله عنها قالت: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: ما من عبدٍ مسلمٍ يُصلِّي لله كل يومٍ ثِنتَي عشرةَ ركعةً تطوّعًا غيرَ فريضةٍ، إلا بنى الله له بيتًا في الجنة.(رواه مسلم) رواه الحاكم صحيح على شرط مسلم بزيادة) أربعًا قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء، وركعتين قبل صلاة الغداة	حضرت أمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:جو مسلمان بندہ ہر دن اللہ کے لیے بارہ رکعتیں نفل (فرض نمازوں کے علاوہ) ادا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ تفصیل بھی ہے:چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد، اور دو رکعت فجر (صبح) سے پہلے۔

الترغيب في المحافظة على ركعتين قبل الصبح

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًامِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ .	أُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بیان فرماتی ہیں کہ”حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی نفل نماز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے جتنا فجر کی سنتوں کا فرماتے۔“

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاعَنِ النَبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.	أُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا ہی سے مَروی ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:”فجر کی دو سنتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہیں۔

شرح حدیث: مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ”حضورصَلَّی اﷲ عَلَیْہِ وَسَلَّم بمقابلہ دوسری سنتوں کے فجر کی سنتوں کی بہت پابندی کرتے تھے کہ سفر و حضر میں نہ چھوڑتے تھے اور اگر فجر قضا پڑھتے تو سنتوں کی بھی قضا کرتے۔اسی لیے فُقَہا فرماتے ہیں کہ یہ سنتیں بِلاعذر بیٹھ کر نہ پڑھے، اسی لیے اگر جماعتِ فجر میں کوئی پہنچے اورسنتیں نہ پڑھی ہوں تو اگر جماعت مل جانے کی امید ہو تو جماعت سے علیحٰدہ سنتیں پڑھے،پھر جماعت میں مل جائے۔“

الترغيب في صلاة الوتر

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْ تِرْ اَوَّلَهٗ وَ مَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْ تِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلاَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَذٰلِكَ اَفْضَلُ.	حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جسے اس بات کا اندیشہ ہو کہ رات کے آخری پہر میں نہیں اٹھ سکے گا وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ کر سو جائے اور جس کو امید ہوکہ رات

کے آخری حصے میں جاگ جائے گا تو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل وقت ہے۔	

شرح حدیث: مرآۃ المناجیح میں ہے:"یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر اُترتے ہیں،بعض شارحین نے فرمایا کہ مشہود کے معنیٰ ہیں عظمت کی گواہی دی ہوئی۔"

الترغيب في كلمات يقولهن حين يأوي إلى فراشه وما جاء فيمن نام ولم يذكر الله تعالى

حضرت سَیِّدُنا براء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:حضورنبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بستر پر تشریف لاتے تو دائیں پہلو پر آرام فرما ہوتے پھر یہ کلمات پڑھتے:" اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَيعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے اپنے نفس کو تیرے حوالے کیا،اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا ،اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا،میں نے اپنی پشت تیری پناہ میں دی تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے،تیری بارگاہ کے سوا کوئی جائے پناہ اور کوئی جائے نجات نہیں،میں تیری اُتاری ہوئی کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔"	عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ:اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَامَلْجَا وَلَا مَنْجَا اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ.

شرح حدیث: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!مذکورہ حدیثِ پاک میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام فرمانے کے لیے جب اپنے مبارک بستر پر تشریف لاتے تو دائیں پہلو پر آرام فرما ہوتے ۔ اس سے معلوم ہو ا کہ دائیں کروٹ پر سونا سنت مبارکہ ہے اورآپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سونے سے پہلے مذکورہ کلمات پڑھتے۔

الترغيب في كلمات يقولهن إذا استيقظ من الليل

روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو رات میں جاگے تو کہے کہ اللہ اکیلے کے سوا کوائی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱ے پاک ہے اللہ ، اللہ کی حمد ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بڑا ہے اللہ کے بغیر طاقت و قوت نہیں،پھر کہے اے رب مجھے بخش دے یا فرمایا کہ پھر دعا مانگے تو اس کی قبول ہوگی ۲ے پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی ۳	وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ: ثُمَّ دَعَا أُسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ تَوَضَّأَ وَ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

شرحِ حدیث: ا۔ یہ دعا تہجد کے لیئے اٹھتے ہی پڑھنی چاہیئے۔تَعَارَّ عرار سے بنا،بمعنی ہلکی آواز،چونکہ مسلمان جاگتے ہی کچھ ذکر الٰہی کرتا ہے اس لیئے یہاں یہ لفظ جاگنے کے معنی میں استعمال ہوا۔ملک اور ملکوت کا فرق بار ہا بیان کیا جاچکا ہے،حقیقی ملک اللہ کا ہے مجازًا بندوں کا بھی مگر ملکوت خدا کے سوا کسی کا نہیں۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے خدا کی حمد کرے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہے پھر دعا مانگے،اِنْ شَاءَاللہ بالضرور قبول ہوگی خصوصًا تہجد کے وقت کی دعا کہ وہ تیر بہدف ہے،حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس دعا کا نام دعائے درھم الکیس ہے یعنی تھیلی کی نقدی۔

۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آخر رات میں جاگ کر تہجد نہ بھی پڑھے مگر یہ دعا مانگ لے تواِنْ شَاءَاللہ تعالٰی فائدے میں رہے گا،معذور لوگ جو نماز نہیں پڑھ سکتے وہ دعا ضرور پڑھ لیا کریں۔

الترغیب فی قیام اللیل

عَن اَبِي هُرَيْرَةَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالَ:يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ:عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلَّى اِنْحَلَّتْ عُقْدُهُ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نُورِمُجسَّم،شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جب تم میں سے کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گُدّی پر تین گِرہیں لگا دیتا ہے،اور ہر گِرہ پر یہ پڑھ کر پھونک دیتا ہے:"رات بہت لمبی ہے سو جا۔"اگر وہ شخص بیدار ہوکر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرتاہے تو ایک گِرہ کُھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گِرہ کُھل جاتی ہے اور اگر نماز ادا کرے تو تیسری بھی کُھل جاتی ہے اور وہ شخص صبح کے وقت خوش اور ترو تازہ اٹھتا ہے ورنہ وہ صبح کے وقت بھاری طبیعت والا اور سُست ہوتا ہے

شرحِ حدیث: **گرہ لگانے سے مراد:** حدیثِ پاک میں ہے کہ جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی میں تین گرہیں لگاتا ہے ۔اس گرہ لگانے سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اِمام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"گرہ لگانے کے بارے میں کئی قول ہیں :ایک یہ کہ یہ حقیقی گرہ ہے جو انسان کو سحر میں مبتلا کردیتی ہے کہ وہ رات کو نماز نہ پڑھ سکے۔دوسرا قول یہ ہے کہ شیطان گرہوں میں پھونکنے والا فعل کرتا ہے۔تیسرا قول یہ کہ دل پر گرہ لگاکر اس کو غافل کردیتا ہے گویا کہ اسے وسوسہ دیتا ہے کہ ابھی رات بہت باقی ہے سوجااور وہ رات کی نماز سے محروم رہ جاتا ہے۔چوتھا قول یہ کہ اس سے مراد شیطان کا شب بیداری سے روکنا ہے اور یہ مجازی معنیٰ ہے۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ .	حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔

شرحِ حدیث: مُفَسِّرِ شہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان فرماتے ہیں:ظاہر یہ ہے کہ محرم سے مُراد عاشورہ کا دن ہے نہ کہ سارا ماہِ محرم ورنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم شعبان کے روزے زیادہ رکھا کرتے۔(فرض نماز کے بعد سب سے افضل رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔)فرض سے مراد نماز پنج گانہ ہے مع سنن مؤکدہ اور وتر کے اور رات کی نماز سے مراد تہجد ہے یعنی فرائض وتر اورسُنَنِ مؤکَّدہ کے بعد درجہ نمازِ تہجد کاہے کیوں نہ ہو کہ اس نماز میں مشقت بھی زیادہ ہے اور خصوصی حضور(حاضر رہنا ومتوجہ ہونا) بھی غالب،یہ نماز حضورِ انورصَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر فرض تھی۔

وَعَنْ الْمُغِيرَةِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ : لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكِ وَمَا تَأَخَّرَ ؟قَالَ:«أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا»(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	روایت ہے حضرت مغیرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے یہاں تک قیام فرمایا کہ آپ کے قدم سوج گئے ۱؎ آپ سے عرض کیا گیا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں آپ کے تو اگلے پچھلے بخش دیئے گئے ۲؎ تو فرمایا کیا میں بندہ شاکر نہ ہوؤں ۳؎ (مسلم،بخاری)

شرحِ حدیث: ۱؎ دراز قیام کے باعث یعنی تہجد میں اتنا دراز قیام فرمایا کہ کھڑے کھڑے قدم پر ورم آگیا یہ حدیث شبینہ پڑھنے والوں اور ان صوفیاکی دلیل ہے جو تمام رات نماز پڑھتے ہیں جیسے حضور غوث پاک اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین ان بزرگوں پر اعتراض نہ کرو۔

۲؎ یعنی یا حبیب اللہ اتنا لمبا قیام ہم لوگ کریں تو مناسب ہے کہ ہم گنہگار ہیں اللہ تعالٰے اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے پھر اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ بخشنے کی بہت توجیہیں عرض کی جاچکی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے جو ابھی عرض کی گئی۔

۳؎ یعنی میری یہ نماز مغفرت کے لیئے نہیں بلکہ مغفرت کے شکریہ کے لیئے ہے۔خیال رہے کہ ہم لوگ عبد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ہیں،ہم لوگ شاکر ہوسکتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم شکور ہیں یعنی ہر طرح ہر وقت ہر قسم کااعلی شکرنے والے مقبول بندے۔حضرت علی فرماتے ہیں کہ جنت کی لالچ میں عبادت کرنے والے عبد ہیں،دوزخ کے خوف سے عبادت کرنے والےتاجر ہیں،مگر شکر کی عبادت کرنے والے احرار ہیں۔(ربیع الابرار و مرقاۃ)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ قَالَ:اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.	حضرتِ سَیِّدُناعبداللہ بِن عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نےارشاد فرمایا:اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندید ہ نماز حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کی نماز ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند ید ہ روزے حضرتِ داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کے روزے ہیں۔حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام آدھی رات آرام فرماتے،تہائی رات نماز پڑھتے اور پھر رات کے چھٹے حصے میں آرام فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔

شرحِ حدیث: حضرت سَیِّدُنا داؤدعَلَیْہِ السَّلَام کے روزے اور نماز کے پسندیدہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فقیہِ اعظم،حضرت علامہ ومولانا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''چونکہ انسان پر نماز اور روزے کے علاوہ اوربھی فرائض عائد ہیں،مثلاًاہل و عیال کی پرورش ،جہاد،حج وغیرہ ،اور ہمیشہ رات بھر جاگنے اورمسلسل روزے رکھنے سے اِن چیزوں میں خلل واقع ہوگا اور کمزوری کے باعث ان کی ادائیگی نہیں ہو پائے گی ،اس لئے صلوٰۃِ داؤد اور صومِ داؤد زیادہ محبوب ہوا۔پابندی کے ساتھ اَعمال زیادہ محبوب ہیں بہ نسبت شروع کر کے چھوڑ دینے یا ناغے کے ساتھ کرنے سےاور ہمیشہ رات بھر جاگنے اورمسلسل روزے رکھنے میں مُداوَمت نہیں ہو پائےگی اس لئے صومِ داؤد اور صلوٰۃِ داؤد افضل ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عنهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللَّهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذَالِكَ كَلَّ لَيْلَةٍ.	حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ االلہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا:بے شک رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں مسلمان بندہ جب اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی طلب کرتاہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتاہے اوریہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے

شرحِ حدیث: مرآۃ المناجیح میں ہے:بعض علما نے فرمایاکہ روزانہ شب کی یہ ساعتِ قبولیت پوشید ہ ہے جیسے جمعہ کی ساعت مگر حق یہ ہے کہ پوشیدہ نہیں گزشتہ حدیثوں میں بتادی گئی ہے یعنی رات کاآخری تہائی خصوصًا اس تہائی کاآخری حصہ جو ساری رات کاآخری چھٹا حصہ ہے جو صبحِ صادق سے مُتَّصِل ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وقت مومن کی دعا قبول ہوتی ہے نہ کہ کافر کی اگر قبولیت چاہتے ہو تو ایمان کامل کرو۔

الترهيب من صلاة الإنسان وقراءته حال النعاس

عن عائشة رضي الله عنها، أن النبي ﷺ قال: إذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَا يَدْرِي، لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ (رواه البخارى)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:جب تم میں سے کوئی نماز کے دوران اونگھنے لگے، تو اُسے چاہیے کہ (نماز چھوڑ کر) سو جائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے، کیونکہ جب کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو وہ نہیں جانتا، ممکن

ہے کہ وہ استغفار کرنا چاہے لیکن اپنی ہی برائی کر بیٹھے (یعنی نادانستہ طور پر غلط الفاظ کہہ دے)۔	

الترهيب من نوم الإنسان إلى الصباح وترك قيام شيء من الليل

حضرت سَیِّدُنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو رات بھر سوتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے ۔آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نےارشاد فرمایا:"اس شخص کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کیا ہے۔" یا فرمایا:"اس کے ایک کان میں شیطان نے پیشاب کیا ہے۔"	عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ:ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى اَصْبَحَ قَالَ:ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنَيْهِ ¬ اَوْ قَالَ:فِي أُذُنِهِ.

شرحِ حدیث: مُفَسِّرِ شہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان ''وہ رات بھر سوتا رہتاہے''کی شرح میں فرماتے ہیں:'' پہلے معنیٰ زیادہ مناسب ہیں کیونکہ صحابہ کرام فجر ہرگز قضا نہ کرتے تھے اور ممکن ہے کسی منافق کا واقعہ ہو جو فجر میں نہ آتا تھا۔معلوم ہوا کہ نمازِ فجر میں نہ جاگنا بڑی نحوست ہے،نیز کوتاہی کرنے والوں کی شکایت اصلاح کی غرض سے کرنا جائز ہے، غیبت نہیں۔(آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا ہے ۔)حدیث بالکل ظاہری معنیٰ پر ہے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔شیطان کھاتا بھی ہے،پیتا بھی ہے،قے بھی کرتا ہے گوز بھی مارتا ہے لہذا پیشاب بھی کرتا ہے چونکہ کان ہی سے اذان کی آواز سنی جاتی ہے اس لیے وہ خبیث غافل کے کان ہی میں موتتا ہے یعنی اسے ذلیل بھی کرتا ہے اور غافل بھی۔خیال رہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے صبح کو نہ جاگیں۔حضورِ انور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے صحابہ کا تعریس(یعنی غزوہ خیبر سے واپسی) کی رات صبح کو نہ جاگنا رب کی طرف سے تھاتاکہ امت کو نمازِ فجر قضا پڑھنے کے احکام معلوم ہوں۔

حضرت سَیِّدُنا عبداللہبن عَمرو بن عاصرَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولُاللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:اے عبداللہ!فلاں کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔	عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ:كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ.

شرحِ حدیث: عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْبَارِی فرماتے ہیں:''یعنی اس خصلت میں فلاں کی طرح نہ ہوجانا کہ وہ رات کے کسی حصے میں نمازِتہجد پڑھتا تھا پھر بغیر کسی عذر کے اسے چھوڑ دیاتو جس چیز کو اس نے اپنے ذمہ لیا تھا وہ اس پر ثابت قدم نہ رہا۔حدیثِ پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عبادت کو چھوڑنا اوراپنی عادت کی طرف لوٹنا ایسا ہی ہے جیسے سفر سے الٹے پاؤں واپس لوٹنا اور زیادتی کے بجائے کمی کی طرف آنا۔''

الترغيب في صلاة الضحى

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا من الضُّحٰى» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے پس ہر تسبیحہ صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور ہرتکبیر صدقہ ہے ۱ـ اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اوران سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں جسے انسان پڑھ لے ۲ـ(مسلم)

شرح حدیث: ۱ـ یعنی ان سب میں صدقہ نفلی کا ثواب ہے اور یہ بدن کے جوڑوں کی سلامتی کا شکریہ بھی ہے لہذا اگر کوئی انسان روزانہ تین سو ساٹھ نفلی نیکیاں کرے تو محض جوڑوں کا شکریہ ادا کرے گا باقی نعمتیں بہت دور ہیں۔۲ـ یہاں چاشت سے مراد اشراق ہی ہے،اس نماز کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلے پر ہی بیٹھا رہے،تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے،یہ رکعتیں پڑھ کر مسجد سے نکلے اِنْ شَاءَاللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِ ثَلاَ ثَةِ اَ يَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:"میرے خلیل صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ہر مہینے تین دن روزہ رکھنے ،چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت کی۔

شرح حدیث: سونے سے پہلے وترپڑھنا:امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:''جسے رات کے آخری حصے میں جاگنے پر اعتماد نہ ہو اسے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے اور جسے رات کے آخری حصے میں جاگنے پر اعتماد ہو اسے رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا مستحب ہے۔

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيب! صَلَّي اللّٰه تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد

كتاب الجمعه

الترغيب في صلاة الجمعة والسعي إليها وما جاء في فضل يومها وساعتها

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ االلہ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ:مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کی نماز کے لیے گیا،کان لگا کر خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا تو اس نے فضول کام کیا۔

شرح حدیث: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!مذکورہ حدیثِ پاک میں دس دن کے گناہوں کی بخشش کا ذکر ہے اور اس بخشش کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے نمازِ جمعہ کے لیے جانا اور غور سے خطبہ سننا اس طرح کہ خطبہ سنتے وقت بیچ میں کوئی فضول کام نہ کرے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک درمیان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔

خطبہ توجہ سے سننا ضروری ہے: مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:(جس نے اچھی طرح وضو کیا)اس طرح کہ وضو کے فرائض، سنتیں، مستحبات سب ادا کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں سنت ہے۔جو صرف وضو ہی کرے وہ گنہگار نہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى	حضرت سَیِّدُنَا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نےارشاد فرمایا:"جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس قدر ممکن ہو پاکیزگی حاصل کرتا ہے ، اپنا تیل لگاتا ہے اور گھر سے خوشبو لگاتا ہے پھر (نمازِ جمعہ کے لیے)نکل جاتا ہے ۔دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہیں بیٹھتا پھر جو نماز مقدر میں ہے وہ پڑھتا ہے اور خطبہ کے وقت خاموش رہتا ہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک درمیان کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

شرح حدیث: **جمعہ کے دن کے آداب:** میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!مذکورہ حدیثِ پاک میں جمعہ کے دن کے کچھ آداب بیان کئے گئے ہیں اور ان آداب کا لحاظ رکھنے والے کے لیےایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کےدرمیان کےتمام گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے وہ آداب یہ ہیں:جمعہ کے دن غسل کرنا،تیل اور خوشبو استعمال کرنا پھر نمازِ جمعہ کے لیے جانا اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھنا بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں ہی بیٹھ جانا،نماز جمعہ سے قبل سنن ونوافل ادا کرنا اورخطبہ کے وقت خاموش رہنا۔

علامہ ابن کمال پاشا حنفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ االلہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"پاکیزگی حاصل کرنے سے مراد مونچھیں چھوٹی کرنا،ناخن کاٹنا،بغل کے بال اور موئے زیرناف صاف کرنااور کپڑوں کی صفائی ہے۔"

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ:فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے کہ اس میں حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی تخلیق ہوئی ،اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر تشریف لائے۔

شرحِ حدیث: عظمت والا دن : شیخ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے"اس فرمانِ عالی سے مرادیہ ہے کہ جمعہ وہ پہلا دن ہے جو ظہورِ آفتاب کے ساتھ ظاہرہوا یا یہ وہ پہلا دن ہے جس پر اہلِ زمانہ پر سورج طلوع ہوا ۔مروی ہے کہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام جمعہ کی صبح پیدا ہوئے،ظہر کے وقت جنت میں داخل ہوئے اور عصر کے وقت جنت سے نکلے۔واضح ہوکہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے جمعہ کے دن پیدا ہونے اور پھر اسی دن جنت میں داخل ہونے میں تو جمعہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے مگر جمعہ کے دن جنت سے باہر آنے میں جمعہ کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ آپ کا دنیا میں تشریف لانا انبیا واولیا کے وجود کا سبب بنا نیز آپ کا دنیا میں تشریف لانا لاتعداد حکمتوں اور برکتوں پر مشتمل ہے۔اسی طرح حضرت آدمعَلَیْہِ السَّلَام جمعہ کے دن فوت ہوئے اور ربُّ العالمین کے جوارِ رحمت میں پہنچے۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الجُمُعَةِ فَقَالَ:فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْئَلُ اللَّهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَاَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا.	حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا":جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا۔"پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ مبارکہ سے اس ساعت کی مقدار کی کمی کی طر ف اشارہ فرمایا ۔

عَنْ اَبِي بُرْدَةَ بْنِ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ ؟قَالَ:قُلْتُ:نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ	حضرت سَیِّدُنا ابو بُردہ بن ابو موسیٰ اَشعری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سےمروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ان سے پوچھا :کیا آپ نے اپنے والد ماجد کو رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جمعہ کی قبولیت والی گھڑی کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے ؟فرماتے ہیں: میں نے کہا : ہاں میں نے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایاکہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی

عَلَيْهِ وسَلَّم يَقُوْلُ:هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَجلِسَ الْاِمَامُ اِلَى اَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ.	اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:"یہ گھڑی امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے لے کر نماز کے اختتام تک کے درمیانے وقت میں ہے ۔

شرح حدیث: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!مذکورہ دونوں احادیثِ مبارکہ میں جمعۃُ المبارک کے دن دعا کی قبولیت والی گھڑی کا ذکر ہے۔ پہلی حدیث پاک میں فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا۔پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دستِ مبارکہ سے اس گھڑی کی مقدار کی کمی کی طرف اشارہ فرمایا۔جبکہ دوسری حدیث پاک میں قبولیت کی اس گھڑی کو واضح طور پر اِرشاد فرمایا کہ یہ گھڑی امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے لے کر نماز کے اختتام تک کے درمیانے وقت میں ہے ۔

الترغيب في الغسل يوم الجمعة والتطيب

وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الخُدْرِيّ رَضِيَ اللّٰہ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ»	حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:"جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے اور مسواک کرنا، اور جس قدر ممکن ہو خوشبو لگانا۔

شرح حدیث: **وجوب سے مراد**:اِمام نَوَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"اس حدیثِ پاک میں وجوب سے اختیاری وجوب مراد ہے جیسے کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے تیرا حق مجھ پر واجب ہے۔"مرآۃ المناجیح میں ہے:واجب بمعنیٰ ثابت ہو تو حدیث مُحکَم ہے منسوخ نہیں اوراگر بمعنیٰ ضروری ہے تو منسوخ ہے۔علامہ ابنِ کمال پاشا حنفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:" حدیثِ پاک میں واجب اپنے ظاہری معنیٰ پر نہیں ہے بلکہ مراد یہاں اِستحباب کی تاکید ہے۔

الترغيب في التكبير إلى الجمعة

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰہ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُوْلَى فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:جس نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت کی طرح غسل کیاپھر پہلی گھڑی میں نماز کے لئے چلا تو گویا اس نے ایک اونٹ صدقہ کیا اور جو دوسری گھڑی میں چلا تو گویا اس نے ایک گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا تو گویا اس نے سینگوں والا مینڈھا صدقہ کیا اور جو چوتھی گھڑی میں چلا تو گویا اس نے ایک مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں چلا تو گویا اس نے ایک انڈا صدقہ کیا اور جب امام نکل آئے تو فرشتے حاضر ہوکر اس کا خطبہ سنتے ہیں۔

شرحِ حدیث: **غسلِ جنابت کی طرح غسل کرنا:**"جس نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت کی طرح غسل کیا"فقیہِ اعظم حضرت علامہ ومولانا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:"اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے جنابت کا غسل اچھی طرح کیاجاتا ہے اسی کے مطابق اچھی طرح غسل کرے اور حقیقی معنیٰ کا بھی احتمال ہے یعنی وہ غسل جنابت ہی کرے۔اس کی مؤید ابوداؤد وغیرہ کی یہ حدیث ہے جو حضرت اوس ثقفیرَضِیَ ااﷲ تَعَالٰی عَنہُ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو جمعے کے دن غسل کرے اور کرائے اور سویرے لیجائے اور جائے ،خطبے کا اول حصہ پائے اورپیدل چلے سوار ہوکر نہ جائے اور امام کے قریب رہے۔بغور خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اسے ہر قدم پر سال بھر کے روزے اور قیام کا ثواب ملے گا۔"حدیث پاک میں فرشتوں کا ذکر ہوا۔

الترهيب من الكلام والإمام يخطب والترغيب في الإنصات

وَ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جمعہ کے دن تو اپنے ساتھی سے کہے کہ چپ رہو جب کہ امام خطبہ پڑھتا ہو تب بھی تم نے بیہودہ کام کیا ا ۔(مسلم،بخاری)

شرحِ حدیث: اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت دینی بات کرنا بھی منع ہے۔دیکھو ا س وقت خاموشی کا حکم دینا امر بالمعروف ہے مگر منع ہے لہذا اس وقت تلاوتِ قرآن،سنت و نفل نماز سب ہی منع ہے کہ یہ چیزیں امر بالمعروف سے کم ہیں۔علماء فرماتے ہیں کہ اس حالت میں بولنے والوں کو ہاتھ سے خاموشی کا اشارہ کرے۔

الترهيب من ترك الجمعة بغير عذر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى اَعْوَادِ مِنْبَرِهِ:لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ اور حضرت سَیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو لکڑی کے منبر پر تشریف فرما ہو کر یہ فرماتے سنا:"لوگوں کو جمعہ چھوڑنے سے بچنا ہوگا ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے دِلوں پر مُہر لگا دے گا پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

شرحِ حدیث: **دِلوں پر مہر لگنے سے مراد:**علامہ ابنِ کمال پاشال حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:امام قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ بعض متکلمین کے نزدیک دلوں پر مہر لگنے سے مراد لُطف وکرم نہ فرمانااوربھلائی کے آسباب مہیا نہ کرنا ہے۔اکثر اہلِ سنت کے متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد دِلوں میں کُفر پیدا کرنا ہے۔بعض نے کہا: اس سے مراد ان کے خلاف گواہی ہے۔یہ بھی کہا گیا ہےکہ اس سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دلوں میں ایسی علامت کا پیدا کرنا ہے جسے پہچان کر فرشتے یہ جان لیتے ہیں کہ کس کی تعریف کرنی ہے اور کس کی مذمت۔

{سوالات}

سوال: بارہ رکعت نوافل ادا کرنے کی کیا فضیلت ہے ؟

سوال: رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: وتر پڑھنے کا افضل وقت کونسا ہے؟

سوال: شیطان انسان کے سر کی گدی پر کتنی گرہیں لگاتا ہے اور کیا پڑھتا ہے نیز وہ گرہیں کس طرح کھل جاتی ہیں ؟

سوال: اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

سوال: اللہ پاک کو سب سے زیادہ کس کی نماز اور روزے پسند ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

سوال: جو صبح تک سویا رہتا ہے اس کے لیے حدیث میں کیا وعید فرمائی گئی ہے؟

سوال: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ عَنۂ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس چیز کی نصیحت فرمائی تھی ؟

سوال: جمعہ کی نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کریں ۔

سوال: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ:فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی کونسی ہے ؟

سوال: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطَّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۔

سوال: جمعہ قضا کرنے کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟؟

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيب!　　صَلَّي اللهُ تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد

كتاب الصدقات

الترغيب فى أداء الزكاة و تاكيد وجوبها

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا:اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَ ةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ،وَاِ يْتَآءِ الزَّ كٰوةِ،وَحَجِّ الْبَيْتِ،وَصَوْمِ رَمَضَانَ.	حضرت سیدنا ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَاسے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے،اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کےسوا کوئی معبود نہیں اورمحمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بندے اور اس کے رسول ہیں،نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا،بیتُ اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا

شرح حدیث: اِسلام کے پانچ ستون:مرآۃ المناجیح میں ہے:"اسلام مثل خیمہ یا چھت کے ہے اور یہ پانچ ارکان اس کے پانچ ستونوں کی طرح کہ جو کوئی ان میں سے ایک کاانکار کرے گاوہ اسلام سے خارج ہوگا اور اس کا اسلام منہدم ہو جائے گا۔خیال رہے کہ ان اعمال پر کمالِ ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفسِ ایمان موقوف،لہٰذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یانماز، روزہ کا پابند نہ ہو،وہ اگرچہ مؤمن تو ہے مگر کامل نہیں اور جو ان میں سے کسی کا انکارکرے وہ کافر ہے۔(توحید ورسالت کی گواہی) سے سارے عقائدِاسلامیہ مرادہیں جوکسی عقیدے کامنکرہے وہ حضورکی رسالت ہی کا منکرہے۔حضور(صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کورسول ماننے کے یہ معنٰی ہیں کہ آپ کی ہر بات کو مانا جائے۔(تیسرا اورچوتھا رکن زکوۃ دینا اور حج کرنا)اگر مال ہو تو زکوٰۃ و حج ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں مگر ان کا ماننا بہرحال لازم ہے۔

عَنْ اَبِي اَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْ نِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ: تَعْبُدُاللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْ تِي الزَّ كَاةَ وَتَصِلُ الرَّ حِمَ.	حضرت سیدنا ابو ایوب رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی:"آقا!کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟"ارشاد فرمایا:" اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا،نماز قائم کر،زکوٰۃ ادا کر اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ:تَعْبُدُ اللّٰهَ، لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ.قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا، فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا.	حضرت سیدناابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سےمروی ہےکہ ایک اَعرابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی:"یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس پرعمل پیرا ہوکر میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟"آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نےارشادفرمایا:"اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا،نمازقائم کر،فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔"یہ سن کر وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا:"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے!میں اِن اُمُور پر کوئی شے زیادہ نہ کروں

	گا۔"نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نےارشاد فرمایا:"جو کسی جنّتی شخص کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔

عَنْ جَرِیْرِ بْن عَبْدِ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ:بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلَاۃِ، وَ اِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ، وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ.	حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتےہیں کہ"میں نے حضورنبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور مسلمان کے ساتھ بھلائی کرنے پر بیعت کی ۔

شرح حدیث: **زکوٰۃادا کرنے کے فوائد:** میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زکوٰۃ ایک اہم دینی فریضہ ہے۔زکوٰۃ سے بے شمار دینی ودُنیوی فوائد وابستہ ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مالداروں اور غریبوں کے درمیان دوریاں ختم ہوتی ہیں ، باہمی تعاون ، ہمدردی، مساوات اور اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے۔ غریبوں، مسکینوں پر مال خرچ کرنے سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ حُبِّ دنیا، حرص ، غرور وتکبر، سرکشی اور فسق و فجور جیسے مہلک امراض سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے پر رحمتِ الٰہی کی برسات ہوتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے تقویٰ و پرہیز گاری نصیب ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو پرہیز گاروں کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ دینے والا کامیاب لوگوں کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کی مدد فرماتاہے۔زکوٰۃ ادا کرنا مساجد آباد کرنے والوں کی صفت ہے۔زکوٰۃ کی ادائیگی سے غریبوں کی ضروریات پوری ہوتیں اور ان کے دل میں خوشی داخل ہوتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے لالچ و بخل جیسی بُری صفت سے چھٹکارا ملتاہے اور سخاوت جیسا محبوب وصف پیدا ہوتا ہے۔زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے اوردنیا وآخرت میں اس کا فائدہ بھی بڑھ جاتاہے۔

الترهيب من منع الزكاة

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ». ثمَّ تَلَا (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْآيَةَ). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے اللہ مال دے ١ـــ پھر وہ اس کی زکوۃ نہ دے تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے سامنے گنجے سانپ کی شکل میں ہوگا جس کے دو گیسو ہوں گے ٢ـــ قیامت میں اس کا طوق ہوگا پھر اس کے دونوں جبڑے پکڑے گا پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر حضور انور نے یہ آیت تلاوت کی جو بخل کرتے ہیں۔

شرح حدیث:١ـــ وہ مال جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے اور دے بھی بقدر نصاب جس میں وجوب زکوۃ کی ساری شرطیں موجود ہوں جیساکہ اگلے مضمون سے واضح ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مال پر زکوۃ واجب ہو۔

٢ـــ جب پتلے زہریلے سانپ کی عمر زیادہ ہوجاتی ہے تو اس کے پھن پر قدرتی بال جم جاتے ہیں اور جب بہت زیادہ عمر ہوتی ہے تو اس کا زہر اتنا تیز ہوجاتا ہے کہ اس کی گرمی اور خشکی سے اس کے یہ بال جھڑ جاتے ہیں اسے اردو زبان میں گنجا سانپ کہتے ہیں اور عربی میں شجاع

اقرع،ان میں سے خبیث ترین وہ ہوتا ہے جس کی آنکھوں پر دو کالے داغ ہوتے ہیں،اس کے زہر کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس کی سانس سے گھاس جل جاتی ہے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ بے زکوتا مال قیامت کے دن اس سانپ کی شکل کا ہوگا۔چونکہ یہ بخیل بھی اپنے مال پر سانپ کی طرح بیٹھ گیا تھا کہ کوئی غریب اس کے مال کی ہوا بھی نہ پاسکتا تھا اس لیے آج وہ مال اس کے لیے سانپ بن گیا۔حدیث بالکل اپنے ظاہر پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں،دنیا میں بھی مال بشکل سانپ خواب میں نظر آتا ہے،بعض لوگ جب مایہ دفن کرتے ہیں تو اس پر آٹے کا سانپ بناکر بٹھا دیتے ہیں مشہور یہ ہے کہ پھر اس میں قدرتی جان پڑ جاتی ہے۔

۳؎ قیامت کے مختلف مقامات ہیں اور ان کے مختلف حالات۔کبھی بخیل کا سوناچاندی اور سارا مال اس کے گلے کا سانپ ہوگا اور کبھی اس کا سونا چاندی آگ میں تپایا جائے گا جس سے اس کے پہلو اور پیشانی داغے جائیں گے یا بعض مال سانپ بنے گا اور بعض سے داغ لگے گا لہذا یہ حدیث اور مذکورہ آیت شریف داغ والی احادیث اور آیات کے خلاف نہیں۔خیال رہے کہ یہ سانپ اس کے جبڑے چبائے گا اور اس میں اپنے زہر کا ٹیکہ دے گا جس سے اس بخیل کو تکلیف سخت ہوگی مگر جان نہ نکلے گی۔

الترغيب في العمل على الصدقة بالتقوى

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه عن النبي ﷺ أنه قال: الخازنُ المسلمُ الأمينُ الذي يُنَفِّذُ ما أُمِرَ به كاملاً موفَّرًا طيّبًا به نفسُه، فيدفعهُ إلى الذي أُمِرَ لهُ به، أحدُ المتصدِّقين (رواه البخاري ومسلم)	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا مسلمان امانت دار خزانچی جو اس مال کو جس کے دینے کا اسے حکم دیا گیا ہو، پوری دیانتداری اور خوش دلی سے مکمل طور پر ادا کر دے، تو وہ (بھی) صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

الترهيب من المسألة وتحريمها مع الغنى، وما جاء في ذم الطمع والترغيب في التعفف والقناعة والأكل من كسب يده

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا، فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ ۱؎(مسلم)

شرح حدیث: ا؎ یعنی بلاسخت ضرورت بھیک مانگے بقدر حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لیے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کررہا ہے، چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لیے اسے انگارہ فرمایا۔اس حدیث سے آج کل کے عام پیشہ وربھکاریوں کو عبرت لینی چاہیے۔حال ہی میں راولپنڈی میں ایک بھکاری نے متروکہ مکان کے نیلام میں۴۵ ہزار روپے کی بولی دے کر مکان خریدا بھیک ہی مانگتا تھا۔افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں بھیک مانگنے کا مرض بہت زیادہ ہے،اس گناہ میں وہ بھی شریک ہیں جو ان موٹے مشٹنڈوں پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دیتے ہیں۔

وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ لِي: "يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ. وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى". قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت حکیم ابن حزام سے ۱؎ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا حضور نے دیا میں نے پھر مانگا حضور نے مجھے اور دیا۲؎ پھر مجھ سے فرمایا اے حکیم یہ مال خوش نما خوش ذائقہ ہے۳؎ جو اسے دلی لاپرواہی سے لے گا اسے اس مال میں برکت ہوگی اور جو اسے نفسانی طمع سے لے گا اسے برکت نہ ہوگی۴؎ اور وہ اس کی طرح ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو۵؎ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے ۶؎ حضرت حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگوں گا حتی کہ دنیا چھوڑ دوں ۷؎(مسلم، بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ: "الْيَدُ الْعُلْيَا	روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا جب کہ آپ صدقہ کا اور مانگنے سے باز رہنے کا ذکر فرمارہے تھے ۱؎ کہ اونچا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے،اونچا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والا ۲؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ یعنی مالداروں کو صدقہ دینے کی رغبت دے رہے تھے اور فقیروں کو صبر اور مانگنے سے باز رہنے کا حکم دے رہے تھے۔۲؎ الحمد للہ! اس حدیث نے فقیر کی گزشتہ شرح کی تائید فرمادی یعنی بھکاری دینے والے سے نیچا ہے،ہر لینے والا نیچا نہیں بہت مرتبہ دینے والا خادم ہوتا ہے لینے والامخدوم جس کی مثالیں بھی عرض کی جاچکیں۔ظاہر یہ ہے کہ یہ تفسیر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے نہ کہ سیدنا ابن عمر کی جیساکہ بعض شارحین نے سمجھا۔مرقات نے یہاں فرمایا کہ بھکاری اس لیے مفضول ہوا کہ وہ اس مانگنے سے مائل بغنی ہے اور سخی اس لیے افضل ہوا کہ وہ مائل بفقر ہے یعنی فقیر مال لے رہا ہے اور سخی مال دے کر کم کررہا ہے لہذا اس حدیث سے یہی ثابت ہوا کہ غنا سے فقر افضل۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ. فَقَالَ: "مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ کچھ انصاری لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا ۱؎ حضور نے انہیں دیا پھر مانگا حضور نے پھر دیا حتی کہ جو آپ کے پاس تھا ختم ہوگیا ۲؎ پھر فرمایا جو کچھ مال میرے پاس ہوگا وہ تم سے ہرگز بچا نہ رکھوں گا۳؎ جو سوال سے بچنا چاہے اللہ اسے بچائے گا اور جو

	غنا چاہے گا اللہ اسے غنا دے گا اور جو صبر چاہے گا اللہ اسے صبر دے گا ۴؎ اورکسی کو صبر سے بہتر اور وسیع کوئی چیز نہ ملی۵؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ مانگنا بلاضرورت تھا جیساکہ لگلے فرمان سے معلوم ہورہا ہے۔ضرورۃً مانگنے والوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی دیتے تھے اوروں سے بھی دلواتے تھے۔

۲؎ یعنی وہ حضرات مانگتے رہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دیتے رہے انہیں سب کچھ دے کر پھر مسئلہ بتایا اس میں تبلیغ بھی ہے اور سخاوت مطلقہ کا اظہار بھی۔معلوم ہوا کہ بلاضرورت مانگنے والوں کو دینا حرام نہیں اگرچہ انہیں مانگنا ممنوع ہے۔خیال رہے کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ خوش ہوکر دیا ہے وہ بہت عرصہ تک ختم نہ ہوا۔چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تھوڑے تھوڑے جو عطا فرمائے تھے جو ان بزرگوں نے سالہا سال کھائے اور کھلائے،پھر جب تولے تو اتنے ہی تھے مگر تولنے سے ختم ہوگئے،حضرت طلحہ کے ہاں ساڑھے چار سیر جَو کی روٹی پرسینکڑوں آدمیوں کی دعوت فرمادی جیساکہبابُ الْمُعْجِزَاتِ میں آئے گا،لہذا اس ختم ہونے سے کوئی دھوکا نہ کھائے،یار کے رنگ مختلف ہیں جب خوشی سے دیں تو سب کچھ ہے اور اگر کوئی ناخوش کرکے لے تو اس میں برکت نہیں۔

۳؎ خَیْر سے مراد مال ہے،چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مال حلال ہی لیتے تھے اس لیے اسے خیر فرمایا۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مال جمع نہ کیا اور نہ بعد وفات کچھ وراثۃً چھوڑا جو باغ وغیرہ تھے وہ سب مسلمانوں پر وقف رہے۔

۴؎ یہ حدیث اس حدیث قدسی کی شرح ہے"اَنَا عِنْدَظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ"یعنی رب تعالٰی فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب رہتا ہوں اس کا ظہور آخرت میں تو ہوگا ہی کہ اگر بندہ معافی کی امیدکرتا ہوا مرجائے توان شاء اللہ اسے معافی ہی ملے گی،اکثر دنیا میں بھی ہوجاتا ہے کہ جو قرض نہ لینے یا نہ مانگنے کا خدا کے بھروسے پر پورا ارادہ کرلے تو اللہ تعالٰی اسے ان سے بچا ہی لیتا ہے اور جو یہ کوشش کرے کہ دنیا والوں سے لاپرواہ رہوں تو بہت حدتک اللہ اسے لاپرواہ ہی رکھتا ہے مگر یہ فقط زبانی دعویٰ نہ ہو عملی کوشش بھی ہو کہ کمانے میں مشغول رہے،خرچ درمیانہ رکھے،گُلچھرّے نہ اڑائے،اللہ رسول سچے ہیں ان کے وعدے حق،غلطی ہم کرجاتے ہیں۔

۵؎ یعنی رب تعالٰی کی عطاؤں میں سے بہترین اور بہت گنجائش والی عطا صبر ہے کہ رب تعالٰی نے اس کا ذکر نماز سے پہلے فرمایا:"اسْتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ"اور صابر کے ساتھ اللہ ہوتا ہے،نیز صبر کے ذریعہ انسان بڑی بڑی مشققتیں برداشت کرلیتا ہے اور بڑے بڑے درجے حاصل کرلیتا ہے،رب تعالٰی نے ایوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:"اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا"ہم نے انہیں بندہ صابر پایا،صبر ہی کی برکت سے حضرت حسین علیہ السلام سید الشہداء ہوئے۔

وعن زيد بن أرقم الله أن رسول الله ﷺ كان يقول: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا» رواه مسلم.	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس علم سے جو نفع نہ دے، اور اُس دل سے جو خشوع نہ کرے، اور اُس نفس سے جو سیر نہ ہو، اور اُس دعا سے جو قبول نہ ہو۔(روایات صحیح مسلم)

وعن أبي هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: لَيْسَ الْمِسكِينُ الَّذِيْ يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ واللُّقْمَتانِ وَالتَّمْرَةُ والتَّمْرَتَانِ وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غنىً يُغْنِيْهِ وَلاَ يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَايَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس چکر لگاتا رہے اور وہ اسے ایک دو لقمے یا ایک دو چھوہارے دے کر لوٹا دیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اُسے بے نیاز کر دے اور اُسے پہچانا بھی نہ جائے تاکہ اُس پر صدقہ کیا جائے اور نہ ہی وہ اِس لئے کھڑا ہوتا ہو کہ لوگوں سے سوال کرے۔

شرح حدیث: کامل مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس اِس لئے چکر لگائے تاکہ انہیں اپنے اوپر صدقہ کرنے کا کہے اور لوگ اسے لقمہ دو لقمہ یا ایک دو کھجور دے کر واپس لوٹا دیں بلکہ کامل مسکین وہ شخص ہے جو اپنے پاس ایسی چیز نہ پائے جس سے اُس کی حاجت پوری ہو اور نہ ہی اُس کا حال دیکھ کر اسے پہچان لیا جائے (کہ یہ مسکین ہے)تاکہ لوگ اس پر صدقہ کریں اور نہ ہی وہ لوگوں سے مانگنے کے لئے کھڑا ہو۔

وعن عبد الله بن عمرو - رضي الله عنهما - أن رسول الله ﷺ قال: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ» رواه مسلم	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اسلام لایا، اور جسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا، اور اللہ نے اسے جو کچھ عطا فرمایا اس پر قناعت عطا کر دی

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ» . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ	روایت ہے حضرت مقداد ابن معد یکرب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کہ کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے ١ ؎اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے ٢ ؎(بخاری)

شرح حدیث: ا؎ ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے،ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا زبان سے غرضیکہ اپنی قوت سے حلال روزی کمائے،رب تعالٰی فرماتاہے:"فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ"وہاں بھیایدی یعنی ہاتھوں سے ذات ہی مراد ہے۔مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارا نہ کرے خود محنت کرے۔

۲؎ یعنی باوجود یہ کہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنے پر خرچ نہ کیا بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے دو ہزار اپنے بال بچوں پر خرچ فرماتے تھے اور چار ہزار فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے۔(مرقات)علماء فرماتے ہیں کہ بقدر ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح اور فخرو زیادتی مال کے لیے کمائی مکروہ ہے۔

الترهيب من أخذ ما دفع من غير طيب نفس المعطي

وفي رواية له عنه قال: وسمعت رسول الله ﷺ يقول: إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ (رواه مسلم)	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:میں تو (مال کا) خزانہ بانٹنے والا ہوں، سو جسے میں خوش دلی سے دوں، اس کے لیے وہ مال بابرکت ہوتا ہے۔ اور جسے مانگنے اور لالچ کے ذریعے دوں، وہ ایسا ہے جیسے کھاتا رہے اور سیر نہ ہو۔

الترغيب في الصدقة والحث عليها، وما جاء في جهد المقل ومن تصدق بما لا يحب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ فَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ،حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَل". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو حلال کمائی سے چھوارے کی برابر صدقہ کرے ۱؎اللہ تعالٰی صرف حلال ہی کو قبول کرتا ہے ۲؎ تو اللہ اسے داہنے ہاتھ میں قبول کرتا ہے پھر صدقہ والے کے لیے اس کی ایسی پرورش کرتا ہی جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کی حتی کہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۳؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا؎ یعنی معمولی سے معمولی چیز اللہ کی راہ میں دے،عرب شریف میں کھجور معمولی چیز ہے،پھر اس کی قاش تو بہت ہی معمولی ہوئی۔

۲؎ یہ بہت ہی اہم قانون ہے کہ خیرات حلال کمائی سے کی جائے تب ہی قبول ہوگی، حتی کہ حج بھی طیب و پاک کمائی سے کرے۔یہاں دو قاعدے یاد رکھنا چاہئیں:ایک یہ کہ مال مخلوط سے اجرت،صدقہ،دعوت وغیرہ لینا جائز ہے،دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے ہاں پرورش پائی جن کا مال مخلوط تھا،اگر اس مال پر حرام کے احکام جاری ہوتے تو رب تعالٰی اپنے ان

محبوبوں کو وہاں پرورش نہ کراتا۔دوسرا یہ کہ مال حرام دو قسم کا ہے:ایک وہ جو انسان کی ملکیت میں آتا ہی نہیں جیسے زنا کی اجرت،سود کا پیسہ اوربیع باطل کے معاوضے سور شراب وغیرہ کی قیمتیں۔دوسرا وہ کہ مالک کی ملک میں آجاتاہے اگرچہ مالک اس کاروبار پر گنہگار ہوتا ہے جیسے بیع بالشرط وغیرہ تمام فاسد بیعوں کی قیمت اور ناجائز پیشوں (گانے،بجانے،داڑھی مونڈنے وغیرہ)کی اجرت۔پہلی قسم کا حرام کسی کے قبضہ میں پہنچے حرام ہی رہے گاکیونکہ پہلا شخص ہی اس کا مالک نہ بنا اور دوسری قسم کا حرام دوسرے کی ملک میں پہنچ کر اس کے لیے حلال ہوگا۔وہ جو فقہاء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حرام یا مشکوک پیسہ ہو وہ دوسرے سے قرض لے کر حج یا صدقہ کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کردے اس سے مراد یہی آخری حرام ہے کیونکہ ملک بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں"لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدْيَةٌ"۔

۳؎ داہنے ہاتھ میں قبول کرنے سے مراد راضی ہوکر قبول فرماتاہے اور مطلب یہ ہے کہ مال و نیت خیر کا صدقہ رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ صدقہ کے وقت سے لے کر قیامت تک بھاری ہوتا رہے گا حتی کہ میزان میں سارے گناہوں پر غالب آجائے گا جیسے اچھی زمین میں بوئی ہوئی ادرک آلو وغیرہ۔اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے "یَمْحَقُ اللہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ"۔

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ شَيْئًا، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خیرات مال کم نہیں کرتی ۱؎ اور اللہ معافی کی وجہ سے بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے ۲؎ اور کوئی شخص اللہ کے لیے انکسار نہیں کرتا مگر اللہ اسے بلندی دیتا ہے ۳؎(مسلم)

شرح حدیث:۱؎ بلکہ مال بڑھاتی ہے زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے۔تجربہ ہے جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہر بوریاں خالی کرلیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے،گھر کی رکھی بوریاں چوہے،سسری وغیرہ آفات سے ہلاک ہوجاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جس مال میں سے صدقہ نکلتا رہے اس میں سے خرچ کرتے رہوان شاءاللہ بڑھتا ہی رہے گا،کنوئیں کا پانی بھرے جاؤ تو بڑھے ہی جائے گا۔

۲؎ یعنی جو بدلہ پر قادر ہو پھر مجرم کو معافی دے دے تو اس سے مجرم کے دل میں اس کی اطاعت اور محبت پیدا ہوجاتی ہے اور اگر بدلہ لیا جائے تو اس کے دل میں بھی انتقام کی آگ بھڑک جاتی ہے۔فتح مکہ کے دن کی عام معافی سے سارے کفار مسلمان ہوکر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع فرمان ہوگئے،معافی سے دلوں پر قبضے ہوجاتے ہیں مگر معافی اپنے حقوق میں چاہیئے نہ کہ شرعی حقوق میں۔قومی ملکی،دینی مجرموں کو کبھی معاف نہ کرو اپنے مجرم کو معاف کردو۔

۳؎ انکساری جو خود داری کے ساتھ ہو وہ بڑی بہتر ہے اس کا انجام بلندی درجات ہے مگر بے غیرتی کی انکساری انکساری نہیں بلکہ احساس پستی ہے،جہاد میں کفار کے مقابل فخر کرنا عبادت ہے ،مسلمان بھائی کے سامنے جھکنا ثواب"اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ"۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ،	روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ باغوں والے تھے اور انہیں زیادہ پیارا مال

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ:لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ تعالي أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-:"بَخٍ بَخٍ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ". فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَسَّمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

باغ بیرحاء تھا ١ ؎ جو مسجد شریف کے سامنے تھا رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں کا بہترین پانی پیتے تھے ٢ ؎ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت "لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ"الخ نازل ہوئی ٣ ؎ تو حضرت ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر بولے یا رسول اللہ رب تعالٰی فرماتا ہے کہ تم بھلائی اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنا پسندیدہ مال خرچ نہ کرو اور مجھے بہت پسندیدہ مال باغ بیرحاء ہے اب وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں اللہ کے پاس اس کا ثواب اور اس کا ذخیرہ چاہتا ہوں٤ ؎ یا رسول اللہ آپ اسے وہاں خرچ کریں جہاں رب تعالٰی آپ کی رائے قائم فرمائے ٥ ؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب خوب یہ تو بڑا نفع کا مال ہے ٦ ؎ جو تم نے کہا میں نے سن لیا میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے اہل قرابت میں وقف کردو ٧ ؎ ابوطلحہ بولے یا رسول اللہ میں یہ ہی کرتا ہوں پھر اسے ابوطلحہ نے اپنے عزیزوں اور چچا زادوں میں تقسیم کردیا ٨ ؎(مسلم، بخاری)

شرح حدیث: ١ ؎ حضرت طلحہ کے ایک باغ کا نام ہے۔اس نام کے محدثین نے آٹھ معنے کئے ہیں:جن میں سے ایک یہ کہاء ایک آدمی کا نام تھا جس نے یہ کنواں کھدوایا تھا،چونکہ یہ کنواں اس باغ میں تھا لہذا باغ کا نام بھی یہ ہی ہوا،وہ کنواں اب تک موجود ہے۔فقیر نے اس کا پانی پیا ہے۔دوسرے یہ کہ بیرحاء بروزن فعیل ہے ایک ہی لفظ ہے براح سے مشتق،بمعنی کھلی زمین پہلی صورت میں اس کے معنے ہوں گے حاء کا کنواں دوسری صورت میں معنے ہوں گے کھلا باغ۔(ازمرقات وغیرہ)

٢ ؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہاں کا پانی بہت محبوب تھا اسی لیے حجاج باخبر ضرور اس کا پانی برکت کے لیے پیتے ہیں۔

٣ ؎ جس میں ارشاد ہوا کہ تم بھلائی یعنی رضائے الٰہی یا جنت اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔اس آیت کی مکمل تفسیر ہماری تفسیر"نور العرفان"میں ملاحظہ فرمایئے۔

٤ ؎ حضرت ابوطلحہ کے اس عرض و معروض کا مقصد یہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اس عمل خیر پر گواہ ہوجائیں اور مسلمانوں میں اس وقف کا اعلان ہوجائے۔خیال رہے کہ دوسرے نفلی صدقات اکثر خفیہ دینا بہتر ہیں مگر وقف کا ہر طرح اعلان کردینا سخت ضروری ہے تاکہ آئندہ اس موقوف چیز پر کوئی ناجائز قبضہ نہ کرسکے حتی کہ مسجد کی عمارت میں مینار گنبد وغیرہ ایسے نشانات قائم کر دیئے جائیں جس سے وہ دور سے ہی مسجد معلوم ہو اس میں ریا نہیں بلکہ وقف کا باقی رکھنا ہے،نیز آپ کا اپنا دلی اخلاص ظاہرکرنا ریاء کے لیے نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا حاصل کرنے کے لیے تھا لہذا حدیث پاک پر کوئی اعتراض نہیں۔

۵؎ یعنی حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں اس باغ کی آمدنی لگادیں کہ وہاں خرچ ہوتی رہے،چونکہ حضور انورصلی اللہ علیہ وسلم کا چاہنا اپنی نفس کی طرح سے نہیں ہوتا بلکہ رب تعالٰی کی طرف سے ہوتاہے اسی لیے اس طرح عرض کیا"حَیۡثُ اَرَاکَ اللہ"صحابہ کرام اپنے صدقے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے خرچ کراتے تھے تاکہ اس ہاتھ کی برکت سے قبول ہوجائیں،رب تعالٰی فرماتا ہے:"خُذۡ مِنۡ اَمۡوٰلِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا"یعنی آپ ان کے مالوں کے صدقے وصول فرمالیں اور ان کے ذریعہ انہیں پاک و صاف فرمادیں آج مسلمان ختم و فاتحہ میں عرض کرتے ہیں نذر اللہ نیاز رسول اللہ اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

۶؎ عربی میں نہایت خوشی کے اظہار کے وقت کہا جاتا ہے بَخٍ بَخٍ یعنی خوب خوب۔رابح ربح سے بنا،بمعنی نفع،رب تعالٰی فرماتا ہے:"فَمَا رَبِحَتۡ تِّجٰرَتُہُمۡ"یعنی یہ مال بہت نفعے والا ہے جیسے لابن دودھ والا اورتامر چھواروں والا یعنی اے ابوطلحہ! تمہیں اس باغ کے وقف سے بہت نفع ہوگا۔معلوم ہوتا ہے کہ حضور انورصلی اللہ علیہ وسلم کو اعمال کی قبولیت کی بھی خبر ہے اور یہ بھی کہ کس کا کون سا عمل کس درجہ کا قبول ہے یہ باغ کیوں قبول نہ ہوتا باغ بھی اچھا تھا وقف کرنے والے بھی اچھے یعنی صحابی اور جن کی طفیل وقف کیا گیا وہ اچھوں کے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷؎ یعنی اپنے عزیز و اقارب فقراء کو اس کا مصرف بنادو کہ ہمیشہ وہ اس کی آمدنی کھایا کریں تاکہ تمہیں صدقہ کے ساتھ اہل قرابت کے حقوق ادا کرنے کا بھی ثواب ملتا رہے۔خیال رہے کہ بعض اوقاف وہ ہوتے ہیں جن سے امیروغریب حتی کہ وقف کرنے والا بھی نفع حاصل کرسکتا ہے جیسے کنواں،مسجد،قبرستان،مسافر خانہ۔

۸؎ اس کے دو معنے ہوسکتے ہیں:ایک یہ کہ باغ تو وقف رہا مگر اس کی تولیت تقسیم کردی گئ کہ اتنے حصے کے فلاں متولی کہ خود کھائیں اور دوسروں کو کھلائیں اور اتنے حصے کے فلاں۔دوسرے یہ کہ خود باغ ہی کو تقسیم کردیا کہ ان لوگوں کو ان حصوں کا مالک بنادیا مگر اشعۃ اللمعات میں شیخ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ امارت میں ان کے اہل قرابت سے وہ باغ خرید لیا اور وہاں اپنی عمارتیں بنائیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم بطریق تملیک تھی بطریق تقسیم تولیت نہ تھی حضرت حسان ابن ثابت و ابی ابن کعب کو بھی اس سے حصہ ملا تھا۔

الترغيب في صدقة السر

عن أبي هريرة الله قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظله الحديث، وفيه رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ رواه البخاري	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:سات (قسم کے) لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گا، اس دن جب اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں ایک وہ شخص ہے جو صدقہ کرے اور اُسے چھپا لے، یہاں تک کہ اس

	کا بایاں ہاتھ بھی نہ جان سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

الترغيب في القرض وما جاء في فضله

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ(رواه مسلم)	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جو کسی تنگ دست (مشکل میں مبتلا) پر آسانی کرے، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا۔

الترغيب في التيسير على المعسر وإنظاره والوضع عنه

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا. قَالُوا: تَذَكَّرْ. قَالَ كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُوسِرِ. قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: تَجَوَّزُوا عَنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاللَّفْظُ لَهُ	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتوں نے ایک آدمی کی روح قبض کی جو تم سے پہلے کی امتوں میں سے تھا، اور انہوں نے اس سے پوچھا: کیا تم نے کوئی نیکی کی ؟ اس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: یاد کرو۔ اس نے کہا: میں لوگوں کو قرض دیتا تھا، اور اپنے نوکران کو حکم دیتا تھا کہ وہ دیوالیہ کو مہلت دیں اور مالدار پر درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے درگزر کرو۔

الترغيب في الإنفاق في وجوه الخير كرما والترهيب من الإمساك والادخار شحا

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تلفا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی دن نہیں جس میں بندے سویرا کریں اور دو فرشتے نہ اتریں جن میں سے ایک تو کہتا ہے الٰہی سخی کو زیادہ اچھا عوض دے اور دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کو بربادی دے ١ ؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ١؎ یعنی سخی کے لیے دعاء اور کنجوس کے لیے بددعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقینًا قبول ہے۔خیال رہے کہ خلف مطلقًا عوض کو کہتے ہیں دنیاوی ہو یا اخروی، حسی ہو یا معنوی مگر تلف دنیوی اور حسی بربادی کو کہا جاتا ہے،رب تعالٰی فرماتا ہے:"وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ " کا تجربہ دن رات ہورہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر،وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "يَا ابْنَ آدَمَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابو امامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالٰی فرماتا ہے ۱؎ اے انسان اگر تو بچا مال خرچ کردے تیرے لیے اچھا ہے اور اگر تو اسے روک رکھے تو تیرے لیے برا ہے ۲؎ اور بقدرضرورت پر ملامت نہیں اور اپنے عیال سے ابتدا کر۳؎(مسلم)

شرح حدیث: ا؎ مشکوۃ شریف کے عام نسخوں اور مرقات میں بھی قَالَ اللہ تَعَالٰی نہیں ہے مگر اشعۃ اللمعات میں یہ جملہ موجود ہے۔شیخ نے بھی فرمایا کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث بھی قدسی ہے اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابن آدم سے خطاب فرماسکتے ہیں۔

۲؎ یعنی اپنی ضروریات سے بچا ہوا مال خیرات کردینا خود تیرے لیے ہی مفید ہے کہ اس سے تیرا کوئی کام نہ رکے گا اور تجھے دنیا و آخرت میں عوض مل جائے گا اور اسے روکے رکھنا خود تیرے لیے ہی برا ہے کیونکہ وہ چیز سڑ گل یا اور طرح ضائع ہوجائے گی اور تو ثواب سے محروم ہوجائے گا اسی لیے حکم ہے کہ نیا کپڑا پاؤ تو پرانا بیکار کپڑا خیرات کردو نیا جوتا رب تعالٰی دے تو پرانا جوتا جو تمہاری ضرورت سے بچا ہے کسی فقیر کو دے دو کہ تمہارے گھر کا کوڑا نکل جائے گا اور اس کا بھلا ہوجائے گا۔

۳؎ اس میں دو حکم بیان ہوگئے:ایک یہ کہ جو مال اس وقت تو زائد ہے کل ضرورت پیش آئے گی اسے جمع رکھ لو آج نفلی صدقے دے کر کل خود بھیک نہ مانگو۔دوسرے یہ کہ خیرات پہلے اپنے عزیز غریبوں کو دو پھر اجنبیوں کو کیونکہ عزیزوں کو دینے میں صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی اس کا ذکر آئندہ بھی آئے گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ، قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا، وَتَرَاقِيهِمَا،فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنهُ، وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کنجوس اور سخی کی کہاوت ان دو شخصوں کی سی ہے جن پر لوہے کی دو زرہ ہوں ۱؎جنہوں نے ان کے دونوں ہاتھ ان کے پستانوں اور گلے سے باندھ دیئے ہوں۲؎ سخی جب خیرات کرنے لگے تو زرہ پھیل جائے اور کنجوس جب خیرات کا ارادہ بھی کرے تو زرہ اور تنگ ہوجائے اور ہر کڑی اپنی جگہ چمٹ جائے ۳؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث:ا؎ یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں دو شخصوں کی پوری حالتوں کو دوسرے دو شخصوں کے پورے حال سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کنجوس اور سخی کی حالتیں ان دو شخصوں کی سی ہیں جن کے جسم پر دو لوہے کی زرہیں ہیں،انسان کی خلقی اورپیدائشی محبت مال اور خرچ کرنے کو دل نہ چاہنے کو زرہوں سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے زرہ جسم کو گھیرے اور چمٹی ہوتی ہے ایسی محبت مال انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے،رب تعالٰی فرماتاہے:"وَمَنْ یُّوۡقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوۡنَ"۔بعض لوگوں نے اسے جبتانب سے پڑھا مگر جُنَّتَا نصیح ہےن سے۔

۲؎ تَرَاقِیْ تَرْقُوَتٌ کی جمع ہے۔ترقوت وہ ہڈی ہے جو سینہ سے اوپر اور گردن کے نیچے ہے،چونکہ یہ ہڈیاں گردن کے دو طرفہ ہوتی ہیں اس لیے دو آدمیوں کی چار ہڈیاں ہوں گی اس لحاظ سے تَرَاقِیْ جمع ارشاد ہوا۔اِضْطُرَّتْ مجہول فرماکر اشارۃً یہ بتایا کہ انسان کا یہ بخل قدرتی ہے اختیاری نہیں۔

۳؎ سبحان اللہ ! کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی بخیل بھی کبھی خیرات کرنے کا ارادہ تو کرتا ہے مگر اس کے دل کی ہچکچاہٹ اس کے ارادہ پر غالب آجاتی ہے اور وہ خیرات نہیں کرتا اور سخی کو بھی خیرات کرتے وقت ہچکچاہٹ تو ہوتی ہے مگر اس کا ارادہ اسپر غالب آجاتا ہے اسی غلبہ پر سخی ثواب پاتا ہے پھر سخاوت کرتے کرتے نفس امارہ اتنا دب جاتا ہے کہ اس کو کبھی خیرات پرہچکچاہٹ پیدا ہی نہیں ہوتی،یہ بہت بلند مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کھلے دل سے صدقہ کرنے لگتا ہے ہر عبادت کا یہی حال ہے کہ پہلے نفس امارہ روکا کرتا ہے مگر جب اس کی نہ مانی جائے تو پھر روکنا چھوڑ دیتا ہے،نفس کی مثال شیر خوار بچے کی سی ہے جو دودھ چھوڑتے وقت ماں کو بہت پریشان کرتا ہے مگر جب ماں اس کی ضد کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پھر دودھ نہیں مانگتا۔

وَعَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ، وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللهُ عَلَيْكِ، ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت اسماء سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب خرچ کرو مت گنو ورنہ اللہ تعالٰی بھی شمار فرمائے گا ۱؎ اور نہ بچاؤ ورنہ اللہ بھی تم سے بچائے گا جتنا کرسکتی ہو راہِ خدا میں دو ۲؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ یعنی اے اسماء اپنے مال میں سے مطلقًا اور اپنے خاوند کے مال سے بقدر اجازت خرچ کرتی رہو نفلی صدقہ کا حساب نہ لگاؤ ورنہ شیطان دل میں بخل پیدا کردے گا لہذا یہ حدیث زکوۃ کے حساب کے خلاف نہیں،بے حساب اللہ کے نام پر دو تو وہاں سے تمہیں اتنا ملے گا کہ تم حساب نہ کرسکو گی،یہ مطلب نہیں کہ رب تعالٰی کے حساب سے باہر ہوگا۔کھیت میں پانی دیتے وقت ایک شخص کنوئیں سے پانی چھوڑتا ہے اور دوسرا کیاریوں میں پھیلاتا ہے جب تک یہ پھیلاتا رہتا ہے وہاں سے پانی آتا رہتا ہے،دینی راستے اللہ کی کیاریاں ہیں مالدار لوگ ان میں پانی پھیلانے والے ہیں اور روزی پہنچانے والے فرشتے پانی چھوڑنے والے۔

۲؎ یعنی یہ خیال نہ کرو کہ اتنی تھوڑی اور معمولی چیز اتنی بڑی بارگاہ میں کیا پیش کروں وہاں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی دل کا اخلاص دیکھا جاتاہے۔خیال رہے کہ رب تعالٰی فرماتاہے:"لَنۡ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ"جب تک کہ اپنی پیاری چیز خیرات نہ کرو بھلائی نہیں پاسکتے،اور جہاں حکم دیا گیا کہ جو ہوسکے خیرات کرو ان دونوں میں تعارض نہیں۔آیت کا منشاء یہ ہے کہ ہمیشہ معمولی چیز ہی خیرات نہ کرو اچھی چیزیں بھی خیرات کرو اور اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ بڑی چیز کی انتظار میں چھوٹی خیراتوں سے باز نہ رہو جو چیز کھانے پینے سے بچ رہی اس کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے فورًا کسی کو دے دو ورنہ برباد ہوجائے گی۔

ترغيب المرأة في الصدقة من مال زوجها إذا أذن

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "إِذْ أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا	روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورت اپنے گھر کے کھانے

أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ بربادی کی نیت نہ ہو تو اسے خیرات کرنے کا ثواب ہوگا ١ـــ اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب اور خزانچی کو بھی اس کے برابر جن میں کوئی دوسرے کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا ٢ـــ(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ١ـــ اگرچہ حدیث پاک میں کھانے کی خیرات کا ذکر ہے مگر اس میں تمام وہ معمولی چیزیں داخل ہیں جن کے خیرات کرنے کی خاوند کی طرف سے عادۃً اجازت ہوتی ہے جیسے پھٹا پرانا کپڑا،ٹوٹا جوتا وغیرہ اور کھانے میں بھی عام کھانا روٹی سالن داخل ہے جس کو خیرات کرنے سے خاوند کی طرف سے ناراضی نہیں ہوتی،اگر خاوند نے کوئی خاص حلوہ یا معجون اپنے گھر کے خرچ کے لیے بہت روپیہ خرچ کرکے تیار کی ہے تو اس میں سے خیرات کی عورت کو اجازت نہیں۔مرقات نے فرمایا یہاں خرچ کرنے میں بچوں پر خرچ،مہمانوں کی خاطر تواضع پر خرچ،بھکاری فقیر پر خرچ سب ہی شامل ہے مگر شرط یہ ہی ہے کہ مال بربادکرنے کی نیت نہ ہو بلکہ حصول ثواب کا ارادہ ہو اور اتنا ہی خرچ کرے جتنے خرچ کردینے کی عادت ہوتی ہے۔

٢ـــ یہاں اصل ثواب میں سب برابر ہیں اگرچہ مقدار ثواب میں فرق ہے۔کمانے والے کا ثواب ان سب میں زیادہ ہوگا لہذا یہ حدیث اگلی حدیث کے خلاف نہیں جس میں عورت کے لیے آدھا ثواب فرمایا گیا ہے کہ یہاں اصل ثواب میں برابری مقصود ہے اور وہاں مقدار ثواب میں فرق ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے ١ـــ اس کے صریحی حکم کے بغیر خیرات کرے تو اسے خاوند سے آدھا ثواب ہوگا ٢ـــ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ١ـــ خاوند کی کمائی کی اس لیے قید لگائی کہ اگر عورت اپنی ملک سے خیرات کرے تو اس کا یہ حکم نہیں۔

٢ـــ یہ اس صورت میں ہے کہ خاوند نے صراحۃً تو خیرات کی اجازت نہ دی ہو مگر عرفًا اجازت ہو عورت کو معلوم ہو کہ خاوند اس خرچ سے ناراض نہ ہو گا عورت کو آدھا ثواب اسی لیے فرمایا کہ مرد کمانے والا ہے کمانے میں محنت زیادہ ہوتی ہے اور ثواب بقدر مشقت ملتا ہے۔

الترغيب في إطعام الطعام وسقي الماء والترهيب من منعه

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ ؟ قَالَ:تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَا مَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔	حضرت سَیِّدُنا عبداللّٰہ بن عَمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہےکہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: اسلام کی کونسی خوبی سب سے اچھی ہے؟ارشاد فرمایا:”کھانا کھلاؤ اور ہر واقف اور ناواقف کو سلام کرو۔

شرحِ حدیث: ہر واقف و اجنبی کو سلام کرنا: مذکورہ حدیثِ پاک میں واقف ناواقف سب کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ نزہۃ القاری میں ہے: ''عادت یہ ہے کہ انسان عموماً انہیں کو سلام کرتا ہے جنہیں پہچانتا ہے، لوگ اجنبی کو سلام نہیں کرتے۔اس پر تنبیہ فرمائی کہ ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اُسے پہچانتے ہو خواہ نہ پہچانتے ہو۔البتہ غیر مسلم کو سلام کرنا جائز نہیں اور وہ بدمذہب جن کی بدمذہبی حدِّکفر تک پہنچتی ہو۔اسی طرح اُن بدمذہبوں کو بھی سلام کرنا جائز نہیں جو گمراہ ہیں اگرچہ ان کی گمراہی حدِّکفرتک نہ پہنچی ہو، بلکہ بدمذہبوں کو سلام کا جواب دینا بھی جائز نہیں،اسی طرح فاسقِ مُعْلِن (اعلانیہ گناہ کرنے والے)کو بھی سلام کرنا منع ہے۔''

کھانا کھلانا: فقیہِ اعظم، حضرت علامہ مولانا مفتی شریفُ الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:''سب مخلوق کو کھانا کھلاؤ خواہ وہ مالدار ہو خواہ وہ غریب ہو، خواہ شناسا ہو خواہ غیر شناسا، انسان ہو یا حیوان سب کو کھلاؤ۔ اس حدیث میں کھانا کھلانے اور سلام کرنے کو خَیْرُ الْاِسْلَام (اسلام کی بہترین خوبی)فرمایا۔اس میں ایک دقیق اشارہ اس بات کی جانب ہے کہ اگرچہ بعض اَعمال بعض سے فِیْ نَفْسِہٖ (حقیقتاً)افضل ہیں مگر کبھی خاص وجہ سے کوئی خاص عمل افضل اور بہتر ہوجاتا ہے۔اس سے ان تمام احادیث میں تطبیق ہوگئی کہ کسی میں جہاد کو اَفْضَلُ الْاَعْمال بتایا کسی میں کلمہ طیبہ پڑھنے کو وغیرہ وغیرہ ۔۔

{سوالات}

سوال: حضرت سَیِّدُنا جریر بن عبد اللہ نے کن کن کاموں پر حضورﷺ کی بیعت کی ؟

سوال: زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر حدیث مبارکہ کی روشنی میں کوئی ایک وعید بیان کریں۔

سوال: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا، فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں۔

سوال: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں ۔

سوال: حدیث مبارکہ کی روشنی بتائیں کے مسکین شخص کون ہے ؟

سوال: کونسے نبی علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھایا کرتے تھے ؟

سوال: حلال کمائی سے صدقہ کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال: مقروض کو قرض دینے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال: سخی اور کنجوس شخص کی مشابہت کن لوگوں سے دی گئی ہے؟

سوال: اسلام کی کونسی خوبی سب سے اچھی ہے؟

كتاب قرآءة القرآن

الترغيب في قراءة القرآن في الصلاة وغيرها وفضل تعلمه وتعليمه والترغيب في سجود التلاوة

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:- "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.	روایت ہے حضرت عثمان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے ۱؎ (بخاری)

شرح حدیث: ۱؎ قرآن سیکھنے سکھانے میں بہت وسعت ہے بچوں کو قرآن کے ہجے روزانہ سکھانا،قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا،علماء کا قرآنی احکام بذریعہ حدیث وفقہ سیکھنا سکھانا صوفیائے کرام کا اسرار و رموز قرآن بسلسلہ طریقت سیکھنا سکھانا سب قرآن ہی کی تعلیم ہے صرف الفاظ قرآن کی تعلیم مراد نہیں،لہذا یہ حدیث فقہاء کے اس فرمان کے خلاف نہیں کہ فقہ سیکھنا تلاوت قرآن سے افضل ہے کیونکہ فقہ احکام قرآن ہے اور تلاوت میں الفاظ قرآن چونکہ کلام اللہ تمام کلاموں سے افضل ہے لہذا اس کی تعلیم تمام کاموں سے بہتر اور اسرار قرآن الفاظ قرآن سے افضل ہیں کہ الفاظ قرآن کا نزول حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک پر ہوا اور اسرار و احکام کا نزول حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پرہوا،تلاوت سے علم فقہ افضل رب تعالٰی فرماتاہے:"نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ"عمل بالقرآن علم قرآن کے بعد ہے لہذا عالم عامل سے افضل ہے آدم علیہ السلام عالم تھے فرشتے عامل مگر حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام افضل مسجود رہے۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِيَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّم: وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَیْتٍ مِنْ بُیُوتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہُ بَیْنَہُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْہِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْہُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْہُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَذَکَرَہُمُ اللّٰہ فِیمَنْ عِنْدَہٗ.	حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضورنبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جب بھی کوئی قوم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآن کی تلاوت کرتی ہے اور ایک دوسرے کو قرآن کا درس دیتی ہے تو اُن پرسکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اُس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اُس کے پاس ہے۔

شرح حدیث: **اللہ کے گھر سے مراد:**عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں:یہاں اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں،دینی مدرسے اورصوفیا کی خانقاہیں ہیں جو اللہ کے ذِکر کے لئے وقف ہیں۔یہودونصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں تو مسلمان کو بلاضرورت جانا ہی منع ہے۔تلاوت سے مراد صرف زبان سے قرآن پڑھنا نہیں بلکہ بندہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ تلاوت کرتے وقت وہ یہ تصور کرے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اِس وقت اُسے دیکھ رہا ہے بلکہ وہ اپنے دل میں یہ تصوُّر جمائے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس سے مخاطب ہے بلکہ وہ متکلم کے مشاہدے میں ایسے گُم ہوجائے کہ اُسے کسی کا خیال نہ رہے۔

وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:- "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا	روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج کی سی ہے ۱؎ جس کی خوشبو بھی اچھی اور لذت

طَيِّبٌ،وطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: "الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ".	بھی اعلیٰ ۲ ؎ اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا چھوارے کی سی ہے جس میں خوشبو کوئی نہیں مزا میٹھا ہے۳؎ اور اس منافق کی مثال جو قر آن نہیں پڑھتا،اندرائن(تمہ)کی سی ہے جس میں خوشبو کوئی نہیں اور مزا کڑوا ۴ ؎ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان گھاس کی سی ہے جس کی خوشبو اچھی اور مزہ کڑوا ۵؎(مسلم،بخاری)اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ مؤمن جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے ترنج کیطرح ہے ٦؎ اور وہ مؤمن جو قرآ ن پڑھے تو نہیں اس پر عمل کرے چھوارے کی طرح ہے ۷؎

شرح حدیث: ا؎ یعنی تلاوت قرآن کرتا رہتا ہے منزل نہیں چھوڑتا،معلوم ہوا کہ ہمیشہ تلاوت قرآن کرنا بہت بڑی عبادت ہے خواہ معنے سمجھے یا نہ سمجھے،ترنج عرب کا مشہور پھل ہے جس کا رنگ بہت اچھا ہوتا ہے خوشبو نہایت اعلیٰ مزہ بہت بہترین،دماغ اور معدہ کو بہت قوت دیتا ہے اس کے بہت فوائد کتب طب میں مذکور ہیں۔

۲؎ یہ ہی اس مؤمن کا حال ہے کہ لوگ اس کی تلاوت سے ایمانی لذت بھی حاصل کرتے ہیں اور ثواب بھی خود اسے بھی لذت و ثواب دونوں ملتے ہیں،قرآن شریف بہت ہی لذیذ چیز ہے۔

۳؎ ایسے ہی یہ غافل مسلمان ہے کہ اس کا ظاہر خاص اچھا نہیں مگر باطن نور ایمانی سے منور ہے لوگ اس سے ظاہری فائدہ نہیں اٹھاتے مگر اس کی صحبت سے کچھ نہ کچھ باطنی فیض پالیتے ہیں مؤمن کی صحبت بھی اچھی ہے۔

۴؎ اندرائن ایک مشہور کڑوا پھل ہے جس میں کسی قسم کی بو نہیں اور سخت کڑوا ہوتا ہے،منافق کا نہ ظاہر اچھا نہ باطن۔

۵؎ یعنی بے دین جو ریاء کے لیے یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے قرآن پڑھے،اگر چہ خود تو بدمزہ ہے کہ منافق ہے مگر اس کی تلاوت سے سننے والوں کو کچھ نہ کچھ راحت ضرور مل جاتی ہے،جیسے ریحانہ گھاس(نیازبو) کہ ہے تو بدمزہ مگر اس کی خوشبو سے دماغ ضرور معطر ہوجاتا ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تلاوت قرآن کا اثر ظاہر و باطن میں ہوتا ہے کہ اس سے زبان، کان،دل،دماغ ایمان سب ہی تازہ ہوتے ہیں۔دوسرے یہ کہ قرآن پاک کی تاثیر یں مختلف ہیں جیسے پڑھنے والے کی زبان ویسے ہی تاثیر قرآن حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انڈے پر"قل ھو اللہ"پڑھ کر دم کردیا تو سونا ہوگیا،اور فرمایا کہ کلام ربانی کے ساتھ زبان فرید ہونی چاہیے دیکھو یہاں مؤمن ومنافق کی تلاوتوں میں فرق فرمایا گیا پھر جیسا مؤمن ویسی ہی تلاوت کی تاثیر ۔تیسرے یہ کہ ہر تلاوت قرآن کرنے والے سے دھوکہ نہ کھاؤ ان میں کبھی منافق بھی ہوتے ہیں،قرآن کریم ریڈیو کی پیٹی ہے،تلاوت والے کے دل کی سوئی اگر شیطان کیطرف لگی ہوئی ہے تو اس کے سامنے تو قرآن ہوگا مگر اس کے منہ سے شیطان بولے گا اور اگر دل کی سوئی مدینہ پاک کی طرف ہے توان شاء اللہ زبان سے مدینہ کے فیضان نکلیں گے۔

٦ـ مرقات نے فرمایا کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جنات نہیں آتے ۔

٧ـ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت بھی مستقل عبادت ہے اور اس پر عمل مستقل نیکی محبوب کا پیغام،وطن کا خط پڑھنے، سننے میں بھی مزہ آتا ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ تلاوت قرآن محض بے کار ہے قرآن عمل کے لیے ہے نہ کہ پڑھنے کے لیے کیونکہ دوا کھانے پینے اور برتنے کے لیے ہوتی ہے محض نسخہ پڑھ لینے سے شفا نہیں ہوتی،ان بے وقوفوں کو خبر نہیں کہ بعض دواؤں کا سونگھنا مفید ہوتا ہے بعض کا محض دیکھنا فائدہ مند،سبزہ دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اور بعض دواؤں کے سننے سے فائدہ ہوتا ہے،بیمار عشق کے لیے محبوب کا ذکر سننا بہت مفید دوا ہے لیموں یا ترش چیزوں کا ذکر کرو تو منہ میں پانی بھر جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهُ يَأْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهِ.	حضرت سَیِّدُناابوامامہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نےحضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا:"قرآنِ پاک پڑھو بے شک یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔

شرح حدیث: **قرآن کی شفاعت:** عَلاَّمَہ مُحَمَّد بِنْ عَلاَّن شَافِعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"قرآن پاک قیامت کے دن ایک شکل میں آئے گاجسے لوگ دیکھ رہے ہوں گے اور وہ اپنے پڑھنے والوں،اس میں مشغول رہنے والوں، اس سے ہدایت حاصل کرنے والوں اور اس کے اَحکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے شفاعت کرے گا۔"مُفَسِّرِ شہیرمُحَدِّثِ کَبِیْرحَکِیْمُ الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"قرآن کی شفاعت بقدرِ تعلق ہوگی۔ ظاہرِ قرآن والوں کی شفاعت اور قِسم کی کرے گا اور باطِنِ قرآن سے تعلق رکھنے والوں کی شفاعت اور قِسم کی کرے گا۔"ایک جگہ فرماتے ہیں:" قیامت میں قرآن شریف کی ایک شکل وصورت ہوگی وہ اپنے عاملوں (عمل کرنے والوں) کی شفاعت اور غافلوں کی شکایت کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَار.	حضرت سَیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتےہیں کہ حُضورِ اَنور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"حسد نہیں مگر دو شخصوں پر ،ایک وہ جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن کا علم دیا وہ رات دن اسے پڑھتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مال دیا وہ رات دن اس سے خیرات کرتا ہے۔

شرح حدیث: **حسد سے مراد:** صدرُالشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"(یہاں)حسد سے مراد غِبطہ ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں، جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اوریہ آرزو نہ ہو کہ اسے نہ ملتی یا اس سے جاتی رہے اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے، اسی وجہ سے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ (اس حدیث کے) یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں، کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں غبطہ ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر۔

رات دن قرآن پڑھنے سے مراد: حدیثِ پاک میں بیان کیا گیا کہ ”ایک وہ جسے اللہ عزَّ وَجَلَّ قرآن کا علم دیا وہ دن رات اسے پڑھتا ہے۔“یعنی عالِم دِین ہو دن رات نمازیں پڑھتا ہو قرآن پر عمل کرتا ہو ہر وقت اس کے مسائل سوچتا ہو،اس میں غور و تامُّل کرتا ہو،”یَقُوْمُ“(دن ورات میں اسے پڑھتا ہو) میں یہ سب کچھ داخل ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ وفي رواية: «يَا وَيْلِي، أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ، فَلِيَ النَّارُ (رواه مسلم)	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابنِ آدم (آدمی) آیتِ سجدہ پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے، تو شیطان الگ ہو کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت!(ایک روایت میں ہے): ہائے میری بدبختی! ابنِ آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا، اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے، اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا، پس میرے لیے جہنم ہے۔ (صحیح مسلم)

الترغيب في تعاهد القرآن وتحسين الصوت به

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: "إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن والے کی مثال بندھے اونٹ والے کی سی ہے اگر اس کی نگہبانی کرے گا تو اسے روک لے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو بھاگ جائے گا ١؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ١؎ یعنی اونٹ تو مضبوط رسی سے کھونٹے پر رہتا ہے اور قرآن شریف ہمیشہ دور کرنے اور تکرار کرتے رہنے سے ذہن میں ٹھہرتا ہے، پھر جیسے اونٹ اگر ٹھہر جائے تو بڑے فائدے پہنچاتا ہے،سواری،باربرداری، گوشت، دودھ،نسل،اون وغیرہ سب ہی دیتا ہے ایسے ہی قرآن اگر ذہن میں ٹھہر جائے تو ایمان،عرفان رضائے رحمان وغیرہ سب کچھ اسی سے میسر ہوتے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- : "بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُوْلَ: نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ، وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ؛ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.وَزَادَ مُسْلِمٌ: "بِعُقُلِهَا".	روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا یہ کہنا برا ہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ وہ بھلادیا گیا ١؎ اور قرآن یاد کرتے رہو کیونکہ قرآن لوگوں کے سینوں سے وحشی جانور سے بھی زیادہ بھاگ جانے والا ہے ٢؎(مسلم،بخاری)اورمسلم نے یہ زیادہ کیا کہ اپنی رسی سے۔

شرح حدیث: ا ے یعنی اگر کسی شخص کو قرآن شریف یا کوئی یاد کی ہوئی سورۃ یا آیت یاد نہ رہے،تو یہ نہ کہے کہ میں بھول گیا کیونکہ اس میں اپنے گناہ کا اعلان ہے اور قرآن شریف کی بے ادبی،اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میں نے قرآن شریف سے لاپرواہی برتی کہ اسے چھوڑ دیا،اسی لیے بھول گیا،یہ عیب کفار کا ہے "اَتَتۡکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیۡتَہَا وَکَذٰلِکَ الۡیَوۡمَ تُنۡسٰی"بلکہ یوں کہے کہ مجھ رب تعالٰی کی طرف سے بھلا دیا گیا،اس کلام میں اظہار حسرت ہے یعنی ہائے افسوس میں اس نعمت سے محروم کردیا گیا۔رب تعالٰی فرماتا ہے:"مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَا"۔بجائے اعلان گناہ کے اظہار حسرت کرے کہ اعلان گناہ بھی گناہ ہے اور اظہار حسرت ثواب۔خیال رہے کہ یہ حکم استحبابی ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ارشادہوا"رجل اُوتی اٰیۃً فَنَسِیَہَا"یا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک آیت کی تلاوت کرتے سنا تو فرمایا"لَقَدۡ اَذۡکَرَنِیۡ اٰیَۃً کُنۡتُ اسۡقَطۡتُہَا"۔اس جملے کی اور کئی شرحیں کی گئی ہیں مگر یہ شرح بہترین ہے۔

۲؎ یعنی جیسے شکاری جانور کا وطن جنگل ہے وہ تمہاری قید میں جب تک ہی رہے گا جب تک کہ تم اس کی نگرانی رکھو،یوں ہی قرآن کریم کا وطن عالم بالا ہے وہ تمہارے ذہنوں میں جب تک ہی محفوظ رہے گا جب تک کہ تم اس کی نگہبانی کرتے رہو ورنہ یہ چڑیا اس پنجرے سے اڑ جائے گی۔یہ تجربہ بھی ہے کہ بڑے سے بڑا حافظ یا عالم اگر کچھ دن یہ مشغلہ نہ رکھے تو بھول جاتا ہے اسی لیے علامہ شامی نے فرمایا کہ قاضی کو کچھ روز بعد کتب بینی کے لیے چھٹی دی جائے تاکہ علم قرآن شریف بھول نہ جائے۔

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ ،فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا".مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نگرانی رکھو ۱؎ اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قرآن رسی میں بندھے اونٹ سے زیادہ بھاگ جانے والا ہے ۲؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا ے تعاھد عہد سے بنا،بمعنی حفاظت و نگرانی ومضبوط وعدے کو بھی اسی لیے عہد کہتے ہیں کہ اس کی حفاظت کی جاتی ہے،قرآن شریف کی نگرانی کرنے سے مراد ہے اس کا دورکرتے رہنا،اس کی تلاوت کی عادت ڈالنا،خصوصًا حافظ صاحبان کے لیے ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد الفاظ قرآن،معانی قرآن علوم قرآن اور مسائل قرآن سب ہی ہے یعنی حفاظ اپنے حفظ کی،قاری صاحبان تجوید کی،علماء علوم قرآنیہ کی تجدید و تکرار کرتے رہیں،ورنہ بھول جانے کا اندیشہ ہے۔

۲؎ عقل عین وقاف کے پیش سے ہے عقال کی جمع،بمعنی رسی جس سے جانور باندھا جاوے،یہاں نفی بمعنیمن ہے یعنی جیسے اونٹ کو باندھنے کے باوجود اس سے غافل نہیں ہوتے اسی لیے قرآن شریف حفظ کرنے کے باوجود اپنے یاد پر اعتماد نہ کرو،یہ بہت جلد بھول جاتاہے کیوں نہ ہو کہ کلام الٰہی قدیم اور ہم حادث، ہم کو اس سے نسبت ہی کیا ہے یہ رب تعالٰی کی مہربانی ہے کہ ہم اسے سیکھ لیتے ہیں اور یہ ہمارے ذہنوں میں سما جاتا ہے تو ہماری ذرا سی غفلت اور لاپرواہی سے یہ نعمت ہم سے جاتی رہے گی پان والے ہمیشہ پان کے ڈھیر کو لوٹتے پلٹے رہتے ہیں،تو قرآن والے ہمیشہ اس کی لوٹ و پلٹ رکھیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَاأَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کسی چیز کو اس قدر توجہ سے نہیں سنتا جس قدر وہ اپنے اچھی آواز والے نبی کو سنتا ہے کہ وہ خوش الحانی کے ساتھ بآوازِ بلند قرآن پڑھتا ہے۔

شرح حدیث: **حدیث پاک میں نبی سے مراد؟**امام اَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِیفرماتے ہیں:"اَذِنَ اللہ" کا معنیٰ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سنتا ہے اور یہ سننا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضامندی اور قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔"

مذکورہ حدیثِ پاک میں قرآنِ پاک کو اچھی آواز اور خوبصورت انداز میں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے "کیونکہ خوش اِلحانی(اچھی آواز)قرآنِ کریم کی زینت ہے جس سے قرآن کا حُسن اور بھی بڑھ جاتا ہے"حدیثِ پاک میں بیان ہوا کہ " اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی چیز کو اس قدر توجہ سے نہیں سنتا جس قدر وہ اپنے اچھی آواز والے نبی کو سنتا ہے۔" ظاہر یہ ہے کہ یہاں نبی کریم سے مراد تمام انبیائے کرام ہیں اور قرآن سے مراد تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے ہیں اورممکن ہے کہ نبی سے مراد حضورِ انورصَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہوں اور قرآن سے مراد یہ ہی قرآن شریف ہو۔"

حدیثِ پاک میں بیان کیا گیاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ توجہ سے سنتا ہے۔حضرت علامہ ومولانا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی اِس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " کسی کی بات کو بغورسننا، کان لگانا،اللہ تعالیٰ اِس سے مُنَزَّہ (پاک)ہے، یہ بھی متشابہات میں سے ہے، اس کے اصل معنیٰ اللہ اور اس کے رسول جانیں۔ (اس کی)تاویل میں یہ کہا جاتا ہے کہ مراد خصوصی رحمت کا نزول ہے اور قاری کا اِکرام اور اسے زیادہ سے زیادہ ثواب دینا مراد ہے۔

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَلَمْ أُجِبْهُ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ، قَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ ، ثُمَّ قَالَ: "أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ". فَأَخَذَ بِيَدِيْ، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ قُلْتَ: لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.	روایت ہے حضرت ابوسعید ابن معلی سے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا ١ـــ کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں نے جواب نہ دیا پھر میں حاضر ہوا ٢ـــ اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا فرمایا کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ رسول جب تمہیں بلائیں تو فورًا جواب دو ٣ـــ پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے مسجد میں جانے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم الشان سورۃ نہ بتاؤں ٤ـــ پھر حضور نے میرا ہاتھ پکڑا جب باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے فرمایا تھاکہ میں تم کو قرآن کریم کی عظیم الشان سورہ بتاؤں گا ٥ـــ فرمایا وہالحمدللہ رب العلمینہے یہ تو وہ سات مکرر آیتیں ہیں اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوئیں ٦ـــ

سورۃ البقرۃ سورۃ آل عمران کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.	حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُم بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

شرح حدیث: **گھروں کو قبرستان نہ بناؤ سے مراد:** شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں:یعنی اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح ذکر، تلاوت اور عبادت سے خالی نہ رکھو ،قبرستان میں جو مُردے ہوتے ہیں وہ مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام نہیں کرتے۔اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ چیز بیان فرمائی جو گھروں اور گھر والوں کے لئے افضل اور بہت نفع مند ہے اور وہ قرآنِ پاک کی تلاوت ہے۔

وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ، كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت نواس ابن سمعان سے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے یوں بلائے جائیں گے ۱ے کہ سورۂ بقر و آل عمران آگے آگے ہوں گی گویا سفید بادل ہیں یا کالے شامیانے ۲ے جن کے درمیان کچھ فاصلہ ہوگا۳ے گویا وہ صف بستہ پرندوں کی دو ٹولیاں اپنے عاملوں کیطرف سے جھگڑتی ہوں گی ۴ے(مسلم)

شرح حدیث: ا ے عزت عظمت کے ساتھ وفد کی شکل میں بارگاہ الٰہی میں پیشی کے لیے لائے جائیں گے رب تعالٰی فرماتاہے:"یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَہَنَّمَ وِرْدًا"۔

۲ے یعنی یہ سورتیں بعض بڑے مخلصین کے لیے سفید بادل کی طرح اور ان سے کم درجہ والوں کے لیے سیاہ شامیانہ کیطرح اوپر سایہ کئے ہوں گی،جن سے یہ لوگ گرمی محشر سے محفوظ ہوں گے یہ بادل و شامیانے ان لوگوں کے ساتھ چلتے ہوں گے تمام محشر والے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ حضرات قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں،اب جو کہے کہ قیامت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مؤمن و کافر کی بھی پہچان نہ ہوگی وہ جھوٹا ہے۔۳ے عربی میں شرق بکری کے کان کی پھٹن کو کہتے ہیں،یہاں اس سے ان دونوں سورتوں کے درمیان فاصلہ مراد ہے یہ فاصلہ بسم اللہ شریف کا ہوگا،یہاں بھی بسم اللہ ہی دو سورتوں میں فاصلہ و فرق کرتی ہے،بعض نے فرمایا کہ شرق بمعنی نورو چمک ہے یعنی ان دونوں سورتوں کے درمیان روشنی ہو گی۔ مقصد یہ ہے کہ سورتیں خود گہرے بادل کی طرح ہوں گی مگر ان سے اندھیرا نہ ہوگا بلکہ محشر کی جگمگاہٹ ان کے نیچے ہی محسوس ہوگی،یہ چمک سورج وغیرہ کی نہ ہوگی نور الٰہی کی ہوگی،رب تعالٰی فرماتاہے:"وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا"۔۴ے یعنی اللہ تعالٰی سے جھگڑ جھگڑ کر اپنے قاری عاملین وعالمین کو بخشوائیں گی پہلے عرض کیاجاچکاہے کہ یہ جھگڑا مقابلہ کا نہ ہوگا بلکہ نازو انداز کا ہوگا رب تعالٰی ہم کو بھی ان سورتوں کی شفاعت نصیب کرے آمین۔

سورۃ الاِخلاص کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللہ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ:﴿قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ﴾ یُرَدِّدُھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ وَکَانَ الرَّجُلُ یَتَقَالُّھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.	حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کو بار بار﴿قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ﴾(یعنی سورۂ اخلاص)پڑھتے ہوئے سنا ۔صبح ہوئی تو اس نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اس بات کا ذکر کیااور وہ شخص (یعنی پڑھنے والا)اسے کم خیال کررہا تھا تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:"اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے !یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

سورۃ الکہف کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللہ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ.( )وَفِيْ رَوَایَۃٍ : مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ.	حضرت سَیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جو سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے گا دجال سے محفوظ رہے گا۔"اورایک روایت میں ہے کہ "جو سورۂ کہف کی آخری دس آیات یاد کرے گا دجال سے محفوظ رہے گا۔

شرحِ حدیث: **دجال سے مراد:** مُفَسِّرِشہیرمُحَدِّثِ کَبِیْرحَکِیْمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ دجال سے مراد وہ ہی بڑا دجال ہے جو قُربِ قیامت نکلے گا اس کا فتنہ اتنا سخت ہوگا کہ ہر نبی نے اپنی اُمَّت کو اس سے ڈرایا یعنی اگر اس کی تلاوت کرنے والے کے زمانے میں دجال ظاہر ہوا تواِنْ شَاءَاللہ اس کے فتنے سے یہ محفوظ رہے گا اور ہوسکتا ہے کہ دجال سے مراد تمام فتنہ گر بے دِین لوگ مراد ہوں جیساکہ حضورِ انورصَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ان آیات کی برکت سے یہ شخص ہر بے دِین فتنہ گر کے شر سے بچا رہے گا۔ سورہ کہف میں اصحابِ کہف کا ذکر ہے کہااللہ تعالٰینے انہیں کافر بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا۔ ان کی آیات پڑھنے والے پر اِنْ شَاءَاللہ وہی فیضان ہوتا ہے بعض روایات میں تین آیات ارشا د ہوئیں مگر دس میں تین بھی داخل ہیں لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

معوذتین کی فضیلت

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍرَضِيَ اللہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَمْ تَرَ آ یَاتٍ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ لَمْ یُرَ مِثْلُھُنَّ قَطُّ؟ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ.	حضرت سَیِّدُنا عقبہ بن عامررَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"کیا تم دیکھتے نہیں کہ آج رات ایسی آیات اُتری ہیں جن کی مثل دیکھی نہ گئیں اوروہ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾اور﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾(یعنی سورۂ فلق اورسورۂ ناس)ہیں۔

كتاب الذكر و الدعاء

الترغيب في الإكثار من ذكر الله سرا وجهرا والمداومة عليه وما جاء فيمن لم يكثر ذكر الله تعالى

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهٗ إِذَا ذَكَرَنِيْ،فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَأٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے ۱؎ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ۲؎ اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں ۳؎(مسلم،بخاری)

شرح حدیث: یہاں عبد سے مراد بندہ مؤمن ہے اورظنّ بمعنی یقین بھی آتاہے جیسے"یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ"اور بمعنی گمان نیک بھی جیسے"ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا"اور بمعنی بدگمانی بھی جیسے"اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"یہاں دونوں معنے درست ہیں یعنی بندہ میرے متعلق جیسا یقین رکھے گا میں ویسا ہی معاملہ اس سے کروں گا یا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرے گا میں ویسا ہی کروں گا مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ قبولیت کی امید یا یقین پر دعا و عبادت کرے گا تو میں اس کی دعا و عبادت ضرور قبول کروں گا اور اگر ردکا یقین یا گمان کرے گا تو رد ہی کروں گا۔مقصد یہ ہے کہ اعمال بھی کرو اور قبول کی امید بھی رکھو عمل نہ کرکے بخشش کی امید رکھنا ظن نہیں بلکہ نفس کا دھوکا وغرور ہے ظن و غرور میں فرق چاہیئے جو بو کر گندم کاٹنے کی امید، ٹھنڈا لوہا کاٹنا بے کار ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کی مثال جو رب کا ذکر کرے اور جو نہ کرے زندہ و مردہ کی سی ہے ۱؎ (مسلم،بخاری)۲؎

شرح حدیث: ا؎ یعنی جیسے زندہ کا جسم روح سے آباد ہے مردہ کا غیر آباد،ایسے ہی ذاکر کا دل ذکر سے آباد ہے غافل کا دل ویران یا جیسے شہروں کی آبادی زندوں سے ہے مردوں سے نہیں ایسے ہی آخرت کی آبادی ذاکرین سے ہے غافلین سے نہیں،یا جیسے زندہ دوسروں کو نفع و نقصان پہنچاسکتا ہے مردہ نہیں،ایسے اللہ کے ذاکر سے نفع و نقصان خلق حاصل کرتی ہے غافل سے نہیں یا جیسے مردے کو کوئی دوا یا غذا مفید نہیں ایسے ہی غافل کو کوئی عمل وغیرہ مفید نہیں اللہ کا ذکر کرو پھر دوسرے اعمال،ذاکر مرکر بھی جیتا ہے غافل زندہ رہ کر بھی مردہ ہے۔مرقات نے فرمایا کہ اس میں اشارۃً ارشاد ہوا کہ حی لایموت کا ذکر ذاکر کو حیات غیر فانیہ بخش دیتا ہے۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔(مرقاۃ)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ‌صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ: جُمْدَانُ، فَقَالَ: "سِيْرُوْا، هٰذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ"قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ قَالَ: "الذَّاكِرُوْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتُ ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم مکہ کے راستہ میں جارہے تھے کہ ایک پہاڑ پرگزرے جیسے جمدان کہا جاتا ہے ۱؎ تو صحابہ نے فرمایا چلو یہ جمدان ہے۲؎ سبقت لے گئے جدا رہنے والے ۳؎ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ الگ رہنے والے کون لوگ ہیں ۴؎ فرمایا اللّٰہ کی بہت یاد کرنے والے مردوعورت ۵؎(مسلم)

شرح حدیث: ا؎ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے قریب ہے مکہ معظمہ کے راستے پر یہاں سے مدینہ منورہ پیدل ایک رات کے فاصلے پر ہے،طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا کہ ایک دوسرے کو نام بنام پکارکر پوچھتے ہیں کہ کیا تجھ پر کوئی اللہ کا ذاکر گزرا،اگر کوئی پہاڑ کہتا ہے کہ ہاں مجھ پر گزرا تو سب کہتے ہیں مبارک ہو عوارف المعارف میں حضرت انس سے روایت ہے کہ روزانہ صبح و شام زمین کے بعض حصے بعض سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھ پر کوئی بندہ ایسا گزرا یا بیٹھا جو اللہ کا ذکر کررہا ہو،اگر کوئی طبقہ کہتا ہے کہ ہاں مجھ پر گزرا ہے تو دوسرے طبقے کہتے ہیں تو ہم سب سے افضل ہے۔مرقات

۲؎ یعنی اے جماعت صحابہ یہ جمدان پہاڑ ہے یہاں اللہ کا ذکر کرتے چلوتاکہ کل قیامت میں تمہارا گواہ ہو۔

۳؎ مفردوتفرید سے ہے،بمعنی الگ کرنا،جدا رکھنا،یعنی جنہوں نے اپنے کو دنیاوی الجھنوں،اغیار کی مجلس سے الگ رکھا یا جنہوں نے تمام ذکروں سے اللہ کے ذکر کو چھانٹ لیا۔جس میں وہ ہر وقت لگے رہتے ہیں۔

۴؎ یہما سوال احوال کے لیے ہے نہ کہ سوال ذات کے لیے جیسے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھاوما رب العلمین یعنی اللہ تعالٰی کے صفات کیا ہیں اسی لیے یہاںمن نہ بولاما اور حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم نے جواب بھی وہ عنایت فرمایا جو سوال کے مطابق ہے۔

۵؎ چونکہ اللہ کے ذاکر مرد زیادہ ہیں عورتیں کم،اس لیے مردوں کا ذکر پہلے ہوا عورتوں کا بعد میں۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ کا بہت ذکر کرنے والا وہ ہے جو کسی حال میں رب کو نہ بھولے خلوص سے اس کی عبادت کرے خلقت سے مستغنی رہے فکر و شکر میں حریص ہو جو خدا سے غافل کرے اس سے دور رہے اللہ کے ذکر میں ایسی لذت پائے جو کسی اور چیز میں نہ پائے رب تعالٰی فرماتاہے:"وَتَبَتَّلْ اِلَیۡہِ تَبْتِیۡلًا"یعنی تمام غیر اللہ سے کٹ کر رب کے ہوجاؤ۔

التر‌غيب في حضور مجالس الذكر والاجتماع على ذكر الله تعالى

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ‌صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرماتے رسول اللّٰہ نے ایسی کوئی جماعت نہیں جو اللّٰہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ۱؎ مگر انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے ۲؎ ان پر سکینہ اترتا ہے ۳؎ اور اپنے پاس والے فرشتوں میں اللّٰہ ان کا ذکر کرتا ہے ۴؎(مسلم)

شرح حدیث: ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ بیٹھنے سے مراد کھڑے ہونے کے مقابل ہے،لہذا اس جملہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ذکر اللہ بیٹھ کر کرنا افضل ہے کہ اس میں سکون زیادہ ہوتا ہے۔دوسرے یہ کہ ذکر اللہ جماعت میں کرنا افضل ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے ممکن ہے کہ بیٹھنے سے مراد ہمیشہ ذکر اللہ کرنا ہو نیکی ہمیشہ کرنا افضل ہے۔

۲؎ یہاں فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں ذکر الٰہی کے طبقے ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اور رحمت سے مراد خاص رحمت الٰہی ہے جو ذاکرین کے لیے مخصوص ہے لہذا اس جملہ پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو انسان کو ہر وقت ہی گھیرے رہتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے والے فرشتے حافظین ہیں۔

الترغيب في قول لا إله إلا الله وما جاء في فضلها

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال : مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ الله ﷺ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لاَ يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ» رواه البخاري.	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے سب سے زیادہ حق دار اور خوش نصیب کون ہوں گے؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اے ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ سب سے پہلے تم ہی مجھ سے یہ سوال کرو گے، کیونکہ میں تمہیں حدیث حاصل کرنے کا بڑا حریص پاتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں گے جنھوں نے دل کی گہرائی اور خلوص سے 'لا الہ الا اللہ' کہا ہو۔

وعن عبادة بن الصامت له عن النبي ﷺ قال: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ الله وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ، وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)	عن عبادۃ بن الصامت قال: قال رسول اللہ ﷺ:جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بندے، اس کے رسول، اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور وہ اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں، جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے *اس کے عمل کے مطابق* جنت میں داخل فرمائے گا۔

الترغيب في قول لا إله إلا الله وحده لا شريك له

عن أبي أيوب الله أن رسول الله ﷺ قال: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عشر مرات كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ) رواه البخاري ومسلم.	حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ کلمہ'لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ دس مرتبہ پڑھے، وہ ایسا ہے جیسے اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے ہوں۔"

الترغيب في التسبيح والتكبير والتهليل والتحميد

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ـصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ: "كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بھاری رحمن کو پیارے ہیں ۱ـسبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم ۲ـ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱ـ سبحان اللہ ! کیسی پیاری فصیح و بلیغ زبان ہے اس پیارے محبوب کی صلی اللہ علیہ و سلم۔ خفیفتان،ثقیلتان یعنی بھارے ہلکے،اس میں متضادین کا اجتماع ہے لسان و میزان میں متناسبین کا اجتماع ہے کیونکہ لسان انسانی زبان کو بھی کہتے ہیں اور ترازو کی زبان کو بھی،جو ہاتھ کی مٹھی میں بروقت تولنے کے رہتی ہے،حبیبتان و رحمٰن اس میں ایسی مناسبت ہے کہسبحان اللہمحبت و رحمت میں بہت ہی تعلق ہے یعنی یہ دونوں کلمے پڑھنے میں زبان پر بہت آسان ہیں مگر کل قیامت میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا کیونکہ ہمارے کلام سے رب تعالٰی کا نام وزنی ہے،پھر خوبی یہ کہ رب تعالٰی کو یہ کلمات بڑے پیارے ہیں تو جو ان کا ورد کرے گا وہ بھی پیارا ہوگا اس کی زبان پیاری ہوگی۔

۲ـ یہ دو کلمے رب تعالٰی کی دونوں قسم کی حمدوں کو علیٰ وجہ الکمال جامع ہیں۔ عیوب سے پاکی کا مکمل بیانسبحان اللہ میں ہے اور صفات کمالیہ سے موصوف ہونے کا کامل بیانو بحمدہٖ میں ہے اسی لیے یہ کلمات بہت جامع ہیں اور رب تعالٰی کو پیارے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ـصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَا اصْطَفَى اللهُ لِمَلَائِكَتِهٖ : سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا گیا کون سا کلام افضل ہے فرمایا جو اللہ تعالٰی نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایاسبحان اللہ وبحمدہٖ ۱ـ (مسلم)

شرح حدیث: ۱ـ یعنی سارے فرشتے ہمیشہ یہ پڑھا کرتے"سُبْحَانَ اللہ وَبِحَمْدِہٖ"اسی لیے فرشتوں نے عرض کیا تھا"نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ"فرشتوں کاہمیشہ یہ پڑھنا اللہ تعالٰی کی تعلیم سے ہے نہ کہ اپنی رائے سے۔ قرآن کریم میں ہے"لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا"یعنی یہ کلمات بہت افضل ہیں کیونکہ یہ فرشتوں کا ذکر ہے۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم ان فرشتوں کی عبادات کو بھی جانتے ہیں اور ان کے حالات سے بھی خبردار ہیں جو آسمانوں میں رہتے ہیں عرشی ہوں یا کرسی والے لہذا حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کو فرش والے انسانوں کے اعمال کی بھی یقینًا خبر ہے۔دوسرے یہ کہ جو وردو وظیفے بزرگوں سے منقول ہوں وہ دوسرے وظیفوں سے افضل ہیں،دیکھو فرشتوں کے وظیفے افضل قرار دیا گیا،ایک اعتبار سے فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ـصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ: "مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ"مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دن میں سو بارسبحان اللہ وبحمدہ پڑھے ۱ـ تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ کف دریا یعنی سمندر کے جھاگ برابر ہوں ۲ـ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ا؎ خواہ بیک وقت یا مختلف اوقات میں صبح کے وقت پڑھے یا شام کو یا کسی اور وقت میں۔غرضکہ کوئی پابندی نہیں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ صبح یا شام پڑھے جیساکہ دوسری روایات میں ہے۔

۲؎ یعنی بے حدوبے شمار خطاؤں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں جو حقوق اللہ کے متعلق ہوں،حقوق شرعیہ اور حقوق العباد اس سے علیحدہ ہیں لہذا فوت شدہ نماز،روزے،بندوں کے قرض اس وظیفہ سے معاف نہ ہوجائیں گے وہ تو ادا ہی کرنے ہوں گے لہذا حدیث پرکوئی اعتراض نہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "لَأَنْ أَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے میرا سبحان اللہ،الحمد للہ اورلا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہنا مجھے اس سب سے پیارا ہے جس پر سورج طلوع ہو ۱؎ (مسلم)

شرح حدیث: ا؎ یعنی یہ کلمات مجھے ساری دنیا سے پیارے ہیں کیونکہ دنیا فانی ہے اور ان کا ثواب باقی،نیز دنیا رب تعالٰی سے غافل کرنے والی ہے اور یہ سب رب تعالٰی کی یاد دلانے والے۔خیال رہے کہ"ما طلعت علیہ الشمس"سے مراد ساری دنیا ہے زمین یا زمین کی چیزیں ہوں یا آسمان اور آسمان کی چیزیں،رہا قرآن وحدیث ہماری عبادات وغیرہ اس سے علیحدہ ہیں کہ یہ چیزیں اگرچہ دنیا میں ہیں مگر دنیا نہیں نہ ان میں دنیا ہے لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ کلمات اور ان کے پڑھنے پربھی تو سورج طلوع ہوتاہے اور یہ بھی تو دنیا میں ہیں۔صوفیاءفرماتے ہیں کہ دل دنیا میں رکھو مگر دل میں دنیا نہ رکھو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے،کشتی دریا میں رہے تو خیر ہے لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے۔

الترغيب في جوامع من التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير

وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ: "مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ، وَرِضَا نَفْسِهِ ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت جویریہ سے ۱؎ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سےگزرے جب کہ نماز فجر پڑھی وہ اپنی مسجد میں تھیں ۲؎ پھر دوپہر کے بعد واپس ہوئے وہ وہاں ہی بیٹھی تھیں ۳؎ فرمایا کیا تم اسی طرح بیٹھی ہو جیسے میں تمہیں چھوڑ گیا تھا عرض کیا ۴؎ ہاں تب نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پیچھے چار کلمے تین دفعہ پڑھ لیے ۵؎ اگر انہیں تمہارے تمام وظیفوں سے تولا جائے جو تم نے سارے دن میں پڑھے تو ان پر بھاری ہوجائیں ۶؎ "سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ"۷؎ (مسلم)

شرح حدیث: ا؎ حضرت جویریہ بنت حارث حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ ہیں،مسلمانوں کی والدہ،آپ کا نام برہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا،آپ ۵ھ میں غزوہ مریسیع میں گرفتار ہوکر حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب کردیا،ان کابدلِ کتابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا اور انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کیا ،۶۵ سال عمر شریف ہوئی ،ربیع الاول ۵۶ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہا۔

۲ـ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم بعد نماز فجر آپ کے دولت خانہ سے باہر تشریف لے گئے اسوقت آپ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی ذکر اللہ اور وظیفہ پڑھ رہی تھیں، مسجد سے مراد مصلے ہے یعنی سجدہ گاہ یا وہ جگہ جو گھر میں نماز کے لیے خاص کرلی جائے۔

۳ـ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم نماز چاشت کے وقت (دوپہر کو) آپ کے پاس واپس آئے تو انہیں اسی مصلے پر اسی طرح بیٹھے دیکھا، اللہ اکبر یہ ہے ازواج پاک کا شوق عبادت۔

۴ـ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم پر اپنی نیکیاں ظاہرکرنا ریا نہیں بلکہ ذریعہ قبولیت ہے،اسی طرح حضور انورصلی اللہ علیہ و سلم سے اپنے گناہ عرض کرنا پردہ دری نہیں بلکہ معافی کا ذریعہ ہے۔

۵ـ یعنی ہم نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد یہ وظیفہ پڑھ لیا جو عمل میں بہت ہلکا اور آسان ہے۔

۶ـ یعنی اگر کل قیامت میں رب تعالٰی میزان کے ایک پلے میں تمہارا آج کا سارے دن کا یہ وظیفہ رکھے اور دوسرے پلے میں ہمارے یہ کلمات رکھے تو ثواب میں یہ کلمات بڑھ جائیں گے۔

۸ـ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رب تعالٰی کی ایسی تسبیح کرتا ہوں جو تمام مخلوق کے برابر ہو،اس کی رضاء کا باعث ہو،اس کے عرش کی زینت ہو اور کلمات الہیہ کی جو روشنائی ہے اس کے برابر ہو۔ان جامع الفاظ میں ساری چیزیں آگئیں کوئی چیز باقی نہ رہی لہذا یہ جامع وظیفہ ہے اس لیے اس کا اجربھی زیادہ ہے۔

الترغيب في قول لا حول ولا قوة إلا بالله

عن أبي موسى رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال له: قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ(رواه البخاري ومسلم	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

الترغيب في أذكار تقال في الليل والنهار غير مختصة بالصباح والمساء

وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ـصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- : "اَلآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابو مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو انہیں رات میں پڑھے تو وہ اسے کافی ہیں ۱ ـ(مسلم،بخاری)

شرح حدیث:۱ـ یعنی دکھ درد رنج و غم میں کافی ہیں کہ ان کا تلاوت کرنے والاان شاءاللہدکھ درد سے محفوظ رہتا ہےاور اگر اتفاقًا کبھی آ بھی جائیں تو اللہ مشکل حل کردیتا ہے یا تمام ورد وظیفوں کی طرف سے کافی ہیں،یا نماز تہجد میں جوان آیتوں کی تلاوت کیا کرے تو بہت سی تلاوت سے کافی ہیں نماز تہجد میں اس کی تلاوت ضرور کی جائے کہ بہت ہی مفید ہے ایک رکعت میں یہ آیات پڑھے،دوسری میں"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْأَرْضِ" سے لے کر "تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" تک ان شاءاللہ ان سے حضور قلبی بھی نصیب ہوگا اور بہت فیضان بھی میسر ہوگا۔اگر شروع رات میں بھی پڑھ لی جائیں اور تہجد میں بھی بہت مفید ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:- "من قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے جو ایک دن میں سو بار یہ کہہ لے ۱ ؎ اللہ کے اکیلے کے سواء کوئی معبود نہیں،اس کا کوئی شریک نہیں،اسی کا ملک ہے،اسی کی تعریف ہے،وہ ہر چیز پر قادر ہے،اس کے لیے دس ۱۰ غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا ۲ ؎ اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کئے جائیں گے اور اس دن دن بھر اس کی شیطان سے حفاظت ہوگی حتی کہ شام پالے ۳ ؎ اور کوئی شخص اس سے بہتر افضل عمل نہ کرسکے گا اس کے سوا جو اس سے زیادہ یہ پڑھ لے ۴ ؎ (مسلم،بخاری)

شرح حدیث: ۱ ؎ خواہ ایک دم ایک ہی مجلس میں سو بار کہے یا مختلف اوقات اور مختلف مجلسوں میں۔غرضکہ چوبیس گھنٹے میں یہ شمار پوری کرے۔(مرقات)۲ ؎ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ وہ کلمہ توحید ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:"مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ"۔

۳ ؎ اس سے اشارۃً معلوم ہورہا ہے کہ اگر بندہ رات میں یہ پڑھ لیا کرے تو صبح تک شیطان سے محفوظ رہے مگر چونکہ بندہ دن میں جاگتا ہے اور جاگتے ہی میں شیطان زیادہ گناہ کراتا ہے اس لیے دن کا ذکر فرمایا اگرچہ یہ کلمات ایک دم یا علیحدہ علیحدہ ہر وقت پڑھنا درست ہے لیکن صبح کے وقت ایک دم پڑھنا افضل ہے تاکہ دن بھر شیطان سے محفوظ رہے،یہ تاثیر تو سو بار پڑھنے کی ہے اگر اس سے زیادہ پڑھے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔غرضکہ یہ عمل بہت ہی پر تاثیر ہے۔(مرقات)

۴ ؎ اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے یعنی کوئی ورد وظیفہ پڑھنے والا نہ اس جیسا وظیفہ پڑھ سکے گا نہ اس جیسا ثواب وظیفہ پاسکے گا،یہ فضیلت دیگر وظیفوں سے ہے۔

الترغيب في آيات وأذكار بعد الصلوات المكتوبات

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر نماز کے بعد ۳۳بارتسبیح ۳۳بار حمدالٰہی اور۳۳بارتکبیر کہہ لیا کرے یہ ۹۹ ہوئے اور سو پورا کرنے کو کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں ۱ ؎(مسلم)

شرح حدیث: اے یعنی جو اس تسبیح فاطمہ پر پابندی کرے گا اس کی خطائیں اگرچہ شمار سے زیادہ ہوں بخشی جائیں گی۔ خیال رہے کہ شمار کے لیے عقد انامل بہت اعلیٰ چیز ہے ہر مسلمان کو سیکھنا چاہیے اگر وہ نہ آتا ہو تو پوروں پر شمار کرے ،بدرجہ مجبوری کنکروں یا تسبیح پر شمار کرے،حضرت ابوہریرہ)رضی اللہ عنہ(نے ایک دھاگے میں ہزار گرہیں لگالیں تھیں جن پر کبھی شمار کیا کرتے تھے۔(مرقاۃ) فقہاء نے تسبیح پر گننے کو بدعت نہ کہا ہے یعنی بدعت مسنہ جس کی اصل صحابی سے ثابت ہے۔

الترغيب فيما يقوله ويفعله من رأى في منامه ما يكره

عن جابر الله عن رسول الله ﷺ أنه قال: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ مكانه الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ» رواه مسلم	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناگوار لگے، تو اسے چاہیے کہ اپنے بائیں طرف تین بار تھوکے (تھتکارے)، اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے، اور اپنی اُس جگہ سے ہٹ جائے (جس پر وہ سو رہا تھا)

الترغيب فيما يقول عند دخوله بيته وعند طعامه

عن جابر الله أنه سمع النبي ﷺ يقول: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ الله عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ الله عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ. وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ رواه مسلم	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو شیطان کہتا ہے: تمہارے لیے نہ رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ کھانے کا موقع۔ اور اگر وہ داخل ہوتے وقت اللہ کو یاد نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ پا لی۔ اور اگر کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ اور کھانا دونوں پا لیے۔

الترغيب فيما يقوله من حصلت له وسوسة في الصلاة وغيرها

عن أبي هريرة الله قال: قال رسول الله ﷺ: «يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بالله، وَلْيَنْتَه) رواه البخاري ومسلم	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: فلاں کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ کہتا ہے: تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ اس (وسوسے) تک پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگے اور رک جائے (اس خیال پر مزید نہ سوچے) (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

الترغيب في كثرة الدعاء

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي (رواه البخاري ومسلم، واللفظ له)	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

الترغيب في الدعاء في السجود ودبر الصلوات وفي جوف الليل الأخير

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب سجدہ کرتے ہوئے ہوتا ہے تو اس میں دعائیں زیادہ مانگو ١ ؎(مسلم)

شرح حدیث: ١ ؎ یعنی رب تو ہم سے ہروقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں،البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں سجدہ قیام سے افضل ہے۔خیال رہے کہ نوافل کے سجدوں میں ہمیشہ دعامانگے،فرائض کے سجدوں میں کبھی کبھی،بعض لوگ سجدے میں گرکر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لیے سجدہ کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

الترهيب من رفع المصلي رأسه إلى السماء وقت الدعاء

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارهم» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ	روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قومیں نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز رہیں ورنہ ان کی نگاہیں چھین لی جائیں گی ١ ؎(مسلم)

شرح حدیث: ١ ؎ یعنی نماز میں دعائیہ یا آخری دعا پڑھنے پر نہ ہاتھ اٹھائے نہ آسمان کی طرف نگاہ کہ یہ مکروہ ہے،خارج نماز ہاتھ بھی اٹھائے اور نگاہ بھی کیونکہ آسمان قبلہ دعا ہے جیسے کعبہ قبلہ نماز،سرکار علیہ السلام کا یہ فرمان اظہار آفتاب کے لیے ہیں۔خیال رہے کہ پہلے حضور علیہ السلام نماز میں کبھی آسمان کو دیکھا کرتے تھے جب یہ آیت اتری "الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ" تب چھوڑ دیا۔تبدیلی قبلہ کے وقت حضور علیہ السلام کا نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا آپ کی خصوصیت تھی کہ وہ نماز ناز تھی۔

الترهيب من دعاء الإنسان عن نفسه وولده وخادمه وماله

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:- "لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.	روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے نہ اپنی جانوں پر بددعا کرو اور نہ اپنی اولاد پر اور نہ اپنے مالوں پر ١ ؎ ایسا نہ ہو کہ اتفاقًا وہ ایسی گھڑی ہو جس میں اللہ سے جو مانگا جائے وہ ملے اور تمہاری یہ ہی دعا

	قبول ہوجائے ۲ـ (مسلم)اور حضرت ابن عباس کی یہ حدیث کہ مظلوم کی بددعا سے بچوکتاب الزکاۃ میں ذکر کی جاچکی۔

شرح حدیث: ا ـ دعا کے بعد اگرعلیٰ آئے تو وہ دعا بمعنی بددعا ہوتی ہے اور اگر لام آئے تو بمعنی دعائے خیر یہاںعلیٰ ہے۔مطلب یہ ہے کہ غصے یا جوش میں اپنی جان،اولاد کو نہ کوسو،مال،جانور،غلام کی ہلاکت کی دعا نہ کربیٹھو۔اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو ان بد دعاؤں کے عادی ہوچکے ہیں،بات بات میں کہتے ہیں،مرجاؤں تو مٹ جائے،تجھے سانپ کاٹے،تجھے گولی لگے۔معاذ اللہ ! اور اگر کوئی ایسا حادثہ ہوجائے تو پھر سر پکڑ کر روتے ہیں۔

۲ـ اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت کی گھڑی صرف جمعہ یا شبِ قدر یاآخری رات ہی میں نہیں ہے اور وقت میں بھی ہوتی ہے،مگر کبھی کبھی تو ہر ساعت میں احتمال ہے کہ وہ قبولیت کی ہو،اس لیے ہمیشہ اچھی دعائیں ہی مانگے،کبھی بددعا منہ سے نہ نکالے۔خیال رہے کہ لعان میں ایسے ہی مباہلہ میں اپنے کو بددعا دینا اظہار حق کے لیے ہوتا ہے وہ محض بددعا نہیں ہوتی وہاں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر میں حق پر نہ ہوں تو ہلاک ہوجاؤں،لہذا یہ حدیث آیت لعان اور آیت مباہلہ کے خلاف نہیں،وہ آیات اپنی جگہ حق ہیں۔

الترغيب في إكثار الصلاة على النبي ﷺ

عن أبي هريرة الله أن رسول الله ﷺ قال: «مَنْ صَلَّى عَلَى وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيب! صَلَّي اللہ تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد

كتاب الجهاد

الترغيب في الرباط في سبيل الله

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

حضرت سَیِّدُنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:"ایک دن راہِ خدا میں اسلامی سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہےاور جنت میں تم میں سے کسی ایک کےکوڑے رکھنے کی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بندے کا صبح یاشام راہِ خدا میں نکلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔"

شرح حدیث: **رباط کی وضاحت:** مرآۃ المناجیح میں ہے:"(رِباط) شریعت میں بہ نیتِ جہاد گھوڑا پالنے کو بھی کہتے ہیں اور اسلامی سرحد باڈر پر کفار کے مقابل رہنے کو بھی جب کہ سرحد پر ہر وقت خطرہ ہو اور یہ مقابلہ کفار کے لیے ہر وقت وہاں تیار رہے ،یہاں رباط کے معنیٰ دونوں بن سکتے ہیں۔"

کوڑے برابر جگہ سے مراد: شیخ عبدالحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:" جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے یعنی جنت کی تھوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے ۔کوڑے کا ذِکر عربوں کی اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اترنا چاہتا تو اپنا کوڑا پھینک دیتا تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا شخص وہاں نہ اترے۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَ اِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ.

حضرت سیِّدُنا سَلمان فارِسی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتےہیں کہ میں نےحضورپُرنور،شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمکویہ ارشادفرماتےہوئے سنا:"اىک دن اور ایک رات راہِ خدا مىں اسلامی سرحد پر پہرا دینا ایک مہینہ دن بھر روزہ رکھ کر رات کو عبادت کرنے سے افضل ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مرجائے تو اس کا وہ نیک عمل اور رزق جاری رہے گااور وہ قبر کے فتنے سے امن میں رہے گا۔ "

شرح حدیث: **منکر نکیر،شیطان اور دجال کے فتنوں سے حفاظت:** مُفَسِّرِشہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتِی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِیفرماتے ہیں:"سُبْحٰنَ اﷲ! کیا کرم نوازی ہےکہ مُرابِط (اسلامی سرحد پر پہرا دینے والا) جو جو نیکیاں زندگی میں کرتا تھا ان سب کا ثواب قیامت تک اسے پہنچتا رہتا ہے اس کا ہر عمل جاری بن جاتا ہے۔ شہید کی طرح اسے بھی قبر میں ہمیشہ جنتی رزق ملتا رہے گا۔مُرابِط بڑے فتنہ سے یا فتنہ گری سے محفوظ رہے گا یا محفوظ رکھا جائے گا،بڑے فتنہ سے مراد حسابِ قبر کا فتنہ و آزمائش ہے اور فتنہ گری یعنی آزمائش کرنے والوں

سے مراد عذاب کے فرشتے،منکر نکیر یا دجال اور شیطان ہیں۔مُرابِط حسابِ قبر عذابِ قبر سے بھی محفوظ ہے،دوزخ کی آگ اور وہاں کے ملائکہ کے عذاب سے امن میں رہے گا،نیز شیطان اور اگر اس کی زندگی میں دجال نکلے تو اس کے شر سے محفوظ رہے۔

الترغيب في النفقة في سبيل الله وتجهيز الغزاة وخلفهم في أهلهم

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا.	حضرت سَیِّدُنا زید بن خالدرَ ضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:"جس نے راہِ خدا میں کسی غازی کو سامان فراہم کیا تو اس نے جہاد کیا اور جس نے کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کے ساتھ بھلائی کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔"

شرح حدیث: **مجاہد کو سامان دینے کی وضاحت:** شارِحِ بخاری علاّمہ غلام رسول رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی مجاہد کو سامان فراہم کرنے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"اس کے لیے سفر کے کپڑے اور دیگر ضروریات کا سامان مہیا کرے تاکہ اس کو سفر میں تکلیف نہ ہو اور لڑائی کے لیے ضروری سامان بھی مہیا کرے اور اس کے بال بچوں کی دیکھ بھال کرے اور ان کو ضروریاتِ زندگی مہیا کرتا رہے اور اس کی بیوی سے خیانت نہ کرے۔ایسا کرنے والا یقیناً خود شریکِ جنگ ہے اور اس کو غازی جیسا ثواب حاصل ہوگا،اگرچہ اس نے حقیقۃً غزوہ میں شرکت نہیں کی، اسی طرح جو کوئی بُرے کاموں میں مدد دے اس کو گناہ کرنے والے جیسا گناہ ہوگا اور وہ شریکِ معاصی ہوگا۔"

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَى بَنِيْ لَحْيَانَ فَقَالَ : لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا.وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ:اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِيْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ.	حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بنولَحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا تو فرمایا:"دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے جائے اور ثواب دونوں کو ملے گا۔"مسلم کی ایک روایت میں ہے :"دو مَردوں میں سے ایک جہاد کے لیے جائے پھر پیچھے رہ جانے والے سے فرمایا:"تم میں سے جو جہاد میں جانے والے کے گھر اور مال کی اچھی طرح نگہبانی کرے گا اُس کے لیے جہاد پر جانے والے سے نصف ثواب ہے۔"

شرح حدیث: **مجاہد کے اہل وعیال کی نگہبانی کرنے والے کی فضیلت:** مُفَسِّرِ شہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:"(دو میں سے ایک جہاد کے لئے جائے)یعنی گھر کے سارے آدمی لشکر میں نہ جائیں،باپ بیٹے،بھائی،چچا بھتیجے میں سے ایک شخص تو جہاد میں جائے دوسرا شخص گھر میں رہ کر اسے سنبھالے،نفسِ ثواب مشترک ہوگا۔معلوم ہوا کہ مجاہد کا خلیفہ (یعنی اس کے اہل و عیال کی نگہبانی کرنے والا) مجاہد کے ثواب میں شریک ہوتا ہے۔"عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْبَارِی فرماتے ہیں:"دو مَردوں میں سے ایک مَرد جہاد کے لیے جائے یعنی ہر قبیلے کے آدھے لوگ جہاد پر جائیں ۔

التَرغيب في احتباس الخيل للجهاد لا رياء ولا سمعة وما جاء في فضله والترغيب فيما يذكر منها والنهي عن قص نواصيها؛ لأن فيها الخير والبركة

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰہِ اِيْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يومَ الْقِيامَةِ.	حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:"جس نے راہِ خدامیں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے گھوڑا تیار رکھا تو بے شک بروزِ قیامت گھوڑے کا چارہ ، لیدا وریپشاب بندے کے میزان میں تولہ جائے گا۔

شرحِ حدیث: علامہ غلام رسول رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"جو کوئی اپنے لیے گھوڑا روک رکھتا ہے تاکہ دشمن کے مقابلہ کی جب بھی مسلمانوں کو ضرورت پڑے وہاں اس گھوڑے سے کام لیا جائے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم دشمن کے مقابلہ کے لیے قوت اور گھوڑے تیار رکھو!اس طرح تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کرسکو گے تو اس گھوڑے کے پیشاب اور لید وغیرہ کے برابر اس کو ثواب حاصل ہوگا۔ گھوڑے کاکھانا ،پینا اور بول وبراز بِعَیْنِہَا(یعنی خاص ان) کا وزن نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے ذات کے برابر حصولِ ثواب مقصود ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ثواب نیت پر موقوف ہے۔

وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال:الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه البخاري ومسلم)	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک خیر بندھی ہوئی ہے۔

وعن أنس رضى الله عنى قال: قال رسول الله ﷺ: الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيب! صَلَّي اللهُ تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد